

فیوضِ حسینی

المعروف بہ

(فارسی
مترجم)

تحفہ ابراہیم

تالیف

حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب مدظلہ العالی
مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند
مفتی اعظم دارالعلوم اسلامیہ پاکستان
مفتی اعظم دارالعلوم اسلامیہ ہندوستان
مفتی اعظم دارالعلوم اسلامیہ بنگالہ

حسین علیؑ

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

ترجمہ و مقدمہ

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مولانا محمد امجد علی صاحب مدظلہ العالی
مفتی اعظم دارالعلوم اسلامیہ پاکستان
مفتی اعظم دارالعلوم اسلامیہ ہندوستان
مفتی اعظم دارالعلوم اسلامیہ بنگالہ

پبلشر: ادارہ دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم اسلامیہ پاکستان

فیوضاتِ حسینی

المعرفہ

تحفہ ابراہیمیہ

تالیف: ری

رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی

الحنفی النقشبندی المجددی

مفسر قرآن مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

طبع چارم

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں۔

نام کتاب

تحفہ ابراہیمیہ المعروفہ فی فضائل حسینی (فارسی)

مصنف

امام المفسرین حضرت مولانا حسین علی صاحب

مترجم

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمد خان سواتی مدظلہ

تاریخ طبع و دہترجم

رجب المرجب ۱۳۸۷ھ

۔۔۔۔۔

رجب المرجب ۱۳۴۳ھ مطابق جنوری ۱۹۹۳ء

تاریخ طبع چارم

مئی ۲۰۰۹ء

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

قیمت

دو روپے

ملنے کا پتہ

۱۔ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

AF-1551

پیش لفظ

از: محمد فیاض خان سواتی متتم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

حَامِدًا اَقْرَبُ مُصَدِّقًا

ناظرین کو ام! آج سے تقریباً چھبیس سال قبل ۱۲۸۷ھ میں والد محترم حضرت مولانا صوفی عبدالحمد خان صاحب سواتی مدظلہ العالی فاضل دارالعلوم دیوبند و دارالمتعلمین لکھنؤ و فاضلہ طیبہ کالج حیدرآباد و کن یاتی مدرسہ نصرۃ العلوم و جامع مسجد نور گوجرانوالہ نے پیر طریقت، رہبر شریعت، امام المفسرین حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۲ھ) و ان پھول والوں کی کتاب "تحفہ ابراہیمیہ" کا اردو زبان میں نہایت عمدہ سلیس، عام فہم اور دل نشین ترجمہ بنام "فیوضات حسینی" تحریر فرمایا تھا۔ جسے ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے اپنے روایتی مشن و اسلاف کی کتابوں کی نشر و اشاعت کے مطابق شائع کیا تھا۔ اسکی اشاعت سے عوام میں اور خصوصاً علماء کی صف میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اس کی اشاعت کو بہت سراہا گیا اسی وجہ سے اس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا لیکن کافی عرصہ سے اس کی دوبارہ اشاعت بعض وجہ کی بنا پر رکی جوتی تھی لیکن اس کتاب کی مانگ پاکستان کے علاوہ بیرون ملک بڑے پیمانے پر تھی اور لوگ اس کے لیے تقاضا کرنے لگے اس لیے اس کی افادیت کے پیش نظر اسے دوبارہ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ ہی شائع کرنے کی سعادت عظمیٰ حاصل کرنا ہے۔ اس طبع ثانی کے مقدمہ میں والد صاحب مدظلہ نے بعض ان شکوک و شبہات کی بھی وضاحت کر دی ہے جو اس کتاب کی پہلے مرتبہ اشاعت کے بعد منظر عام پر آئے تھے اور مخالفین نے نہیں بہت اچھا لگاتھا اور اس کتاب میں بعض مقالات پر چند عبادتیں قابل اصلاح تھیں ان کو بھی درست کر دیا گیا ہے مزید برآں اس کتاب پر بعض ان تجزیہ نگاروں کی تقریحات بھی درج کر دی گئی ہیں جنہوں نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد واہمیتیں سے نوازا ہے اور اس کی افادیت کو سراہا

tooba-elibrary.blogspot.com

ہے جن میں استاد الصالح حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی (متوفی ۱۹۸۳ء) سابق مدرس علم حدیث دارالعلوم دیوبند و شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، و سابق وزیر معارف ریاست قلات شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ اسلامک یونیورسٹی بہاول پور اس کتاب کے تعلق رقم طراز ہیں:

۵ شوال ۱۳۸۶ھ

۶ جنوری ۱۹۶۶ء

محترم المقام جناب مولانا عبد الحمید صاحب سواتی زیدچوہ۔

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کی کتاب فیوضات حسنیٰ پینچی اور قطیل کی وجہ سے طالبانہ سے بھی گزری ماشاء اللہ کتاب مفید ہے اور ارباب تشدد کے لیے داعی اعتدال اور جب اصلاح ہے۔ و حقیقت جس طرح اہل بدعت کی طرف سے جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کے وقت سے اب تک بدعات میں کافی اضافے ہوئے اور پورے میں جو غلوئی البدعت والا شرک کا نتیجہ ہے اسی طرح ان کے توڑ میں غلو کے تحت حضرت مولانا حسین علی صاحب نور اللہ مقدمہ کے دور سے توحید و سنت کے نام سے جدید اضافات بھی غیر موزوں ہیں آپ کی کتاب اہل توحید و سنت جو دور حسین میں تھی اور اتناح کے اضافات مجددیہ میں فرق کا منظر ہے غلو وحدت و شدت تبلیغ میں ممانع راہی تھی۔ وحدت الوجود میں آپ نے شاہ کلیم اللہ صاحب اور شاہ رفیع الدین اور شاہ ولی اللہ صاحب کے حوالوں سے جو کچھ لکھا وہ اپنی جگہ صحیح ہے لیکن نتیجہ مسئلہ کے لیے کافی نہیں۔ وحدت الوجود کے دو مقام ہیں ایک مقام ہے رابطہ الحادث یا التقییم اور دوسرا مقام ہے وجود منبسط کا مقام یعنی جو ارباب سلوک پر بطور کیفیت قلبی منکشف ہوتا ہے۔ اول الذکر کے لیے بہترین توجیہ نظر جان جانان رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے جو آپ نے بسلسلہ وحدت الوجود کلمات طیبات میں ارقام فرمائی ہے حضرت نظر احقر کے چار واسطوں سے شیخ علی بسلسلہ نقشبندیہ میں جیسے علمائے ربانی کے شجرے میں درج ہے اور مؤخر الذکر کی بہتر شرح حضرت شاہ ولی اللہ نے مکتوب مدنی میں کی ہے جو کلمات طیبات میں درج ہے یہ دونوں تحریریں مولانا عبدالرحمن کھنوی کے کلام الحق کے غلوئی وحدت الوجود کا صحیح جواب ہے۔ فقط والسلام

شمس الحق افغانی جامعہ اسلامیہ بہاول پور

toobaa-elibrary.blogspot.com

علامہ حضرت مولانا فضل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم دیوبند و مہتمم مدرسہ عربیہ قائم العلوم فقیر والی ضلع بہاول نگر رقم طراز ہیں:

بگرامی خدمت جناب مولانا عبد الحمید صاحب سواتی زید مجدہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج شریف،

امید ہے کہ جناب مع متعلقین ہر طرح بعافیت ہوں گے۔ گزارش ایکدام اللہ علیہ حضرت مولانا حسین علی صاحب قدس سرہ العزیز کی تصنیف لطیفہ فیوضات حسنیٰ آپ کے ترجمے ہر مقدسے اور حاشی و تعلیقات سے مزین ہو کر نظر افروز ہوئی۔ ماشاء اللہ کتاب علوم و معارف کا خزینہ اور حقائق و دقائق کا دینہ ہے اور بڑے گراں قدر معلومات اور پیشہ ہا افادات پر مشتمل و ممتوی ہے، آپ سے حق تعالیٰ نے بڑا عظیم کام لیا ہے کہ اس مؤدبے ہا اور لؤلؤ لا کو گنہامی کے پردوں سے نکال کر منظر عام پر لانے کی توفیق بخشی۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔ نیز آپ کا قیمتی مقدمہ جس میں آپ نے مسئلہ وحدت الوجود پر بڑے اچھے اور لڑے انداز میں روشنی ڈالی ہے اور اس شکل ترین اور فاضل ترین سکہ کو جس میں بڑے شمسوارانِ قلم کار ہوا قلم بیک گیا ہے آپ نے اکابر علماء کرام کی عبارات کی روشنی میں حل کیا ہے۔ اس عظیم خدمت کے لیے آپ تمام علماء کرام کی طرف سے زبردست شکر ہے کہ حق میں اور لائق صد تکریم و تحسین۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ آپ کی عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے اور مزید دینی و ملی خدمات کی توفیق ارزانی فرمادے۔ نیز یہ "شروہ جانفزا" پر کرم مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کی معرکہ اللہ اراکتاب "دش الباطل" آپ کے مقدسے اور حاشی سے مزین ہو کر حقیر بے اشاعت پذیر ہو رہی ہے، بڑی مسرت و بخت حاصل ہوئی۔ جس وقت یہ کتاب زلیو طبع سے آراستہ ہو جائے آئی وقت آنجناب اسے میرے نام بذریعہ پی۔ پی ارسال فرما کر مشکور ہوں۔

والسلام

بندہ فضل محمد غفران مہتمم مدرسہ عربیہ قائم العلوم

فقیر والی۔ ضلع بہاول نگر

مئی ۱۹۶۸ء

ان کے علاوہ پاکستان کے بیشتر جرائد و رسائل نے اس کتاب پر تائیدی جیسے
 بھی فرمائے تھے۔ جنہیں طوالت تحریر کے باعث درج نہیں کیا جا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے
 حضور و دعاہ کے کہ وہ اس کتاب کو نافع و خلاق بنائے اور آخرت کا ذریعہ بنائے۔
 آمین یا الہ العالمین۔

احقر
 محمد فیاض خان سواتی
 مستم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
 ۱۰ جمادی الآخری ۱۳۸۱ھ

مقدمہ طبع سوم

طبع جدید سوم

از: احقر عبدالحمید سواتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ اَلصَّلٰوةُ
 وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ اصْحَابِهِ

اجمعین۔ اثناعشر !

تحفہ ابراہیمیہ کی طبع اول میں احقر نے ایک تفصیلی مقدمہ لکھا تھا جس میں کتاب کا اور
 مصنف کتاب کا تعارف تھا اور بعض دیگر مسائل کی کچھ وضاحت بھی مثلاً مسئلہ توسل اور وصیہ
 النور و وصیہ الشہود کی وضاحت کی تھی اہل علم کے ہاں کتاب کی پذیرائی اچھی طرح ہوئی تھی۔
 الفاظ کے نقل کرنے میں جو غلطی ہوئی اس کی اصلاح کر دی گئی ہے اور ترجمہ کا نقص بھی دُور کر
 دیا گیا ہے۔

حضرت مولانا حسین علی نے تحفہ ابراہیمیہ (ترجمہ) کے صفحہ ۱۳۱ میں استمداد کا معنی سمجھانے
 کے لیے حضرت شیخ عبدالرحمن محدث دہلوی کی کتاب 'جذب القلوب' سے عبارت نقل کی ہے
 چنانچہ وہ فرماتے ہیں :

در جذب القلوب است کہ
 حقیقت معنی استمداد دعوت
 در جناب باری تعالیٰ بواسطہ
 آن محبت کہ این بندہ
 اور جذب القلوب میں ہے کہ وہ ہر زبان دین کے
 لطف و نجات میں اور کلام میں اکثر استمداد کا ذکر آتا ہے
 اس کا حقیقی معنی دُعا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس
 محبت کے واسطے جو اس دعا کرنے والے بندہ کو

راست بآن بندۂ خاص -
 قاری عبدالعلیم ہروی اما
 استمداد از دوستان خدا
 رواست)

اس (اللہ تعالیٰ کے) خاص بندے کے ساتھ ہے۔
 قاری عبدالعلیم ہروی (کا قول) کہ استمداد اللہ تعالیٰ
 کے دوست سے کوئی رواج ہے۔ یہی مطلب ہے۔
 (استمداد توسل کے معنی میں ہوتا ہے اور توسل مشروع
 جائز ہے۔ اس کی پوری تفصیل مقدمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا حسین علیؒ نے شیخ عبداللہؒ کی یہی عبارت (مذہب القلوب مثل اللہ) کے حوالے سے
 تحفہ ابراہیمیہ کے صفحہ ۱۳۱ میں بھی نقل کی ہے۔
 ۲۔ حضرت شیخ عبداللہؒ کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

۳۔ حدیث صحیح داروشوکر اول ما خلق اللہ خدی (مدارج النبوة ص ۱۰۰)
 عبارت کی درستی کے بعد اب تک اصل حدیث کا تعلق ہے وہ ابھی تک بدستور قائم ہے۔
 مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیثیں صحاح پر مشتمل موجود نہیں۔ صرف شیخ عبداللہؒ نے اس
 حدیث کو نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔ صرف آہنی بات کہنے سے حدیث
 کی صحت کا یقین نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک حدیث کا ماخذ اور سند نہ بیان کی جائے میسر نہیں
 کا فرض ہے کہ وہ بیٹے اس کا ماخذ اور سند بیان کرے۔ حدیث کے بارہ میں انھوں نے وضاحت
 یہی بات ذکر کی ہے کہ حدیث اول ما خلق اللہ خدی، یہ حدیث کتب اعماد حدیث
 میں دریافت نہیں ہوئی۔ (بعض سادات (مشائخ) نے اس سے "حقیقت محمدیہ" مراد لی ہے
 اگر یہ حدیث کسی بھی درجہ میں تسلیم کی جائے تو اس کی وہی توجیہ بہتر ہے جو مولانا تھانویؒ نے
 ذکر کی ہے کہ اس سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہو سکتی ہے۔ ورنہ
 جس نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے بلا سند ہی نقل کی ہے۔ مصنف عبدالرزاق اسطبع ہو چکی
 ہے۔ اس میں یہ روایت موجود نہیں ہے اس لیے مصنف عبدالرزاق کا حوالہ بھی درست نہیں
 ہے۔ امام زرقانیؒ نے شرح صواب میں بھی اس کو بغیر سند کے ہی نقل کیا ہے اس پر حسن کا
 حکم لگانا عجیب تک اس کی سند معلوم نہ ہو سکے اصول عقیدت میں اور اصول حدیث کے مسئلہ
 اصول کے خلاف ہے۔ جن بزرگوں نے اس سے مراد روایع لی ہے۔ ان کی توجیہ زیادہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بہتر ہے۔ اس لیے اس سے حقیقت محمدیہ مراد لینا درست نہیں کیونکہ بزرگان دین کی اصطلاح
 میں حقیقت محمدیہ کو صفات الوہیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ فلاح کے ساتھ اس کی توجیہ
 درست نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا کلمہ اپنی ذلت پر عطا اور تمام موجودات کے ساتھ اجمال کے ساتھ بغیر اسکے
 کابض اشیاء کا بغض سے امتیاز ہو۔ اس کو مرتبہ وحدت، احدیت اور حقیقت محمدیہ کہا
 جاتا ہے۔ روح بے شک مخلوق ہے اس لیے اس کا مراد لینا صحیح ہو سکتا ہے مگر اول الابدات
 یا اول المخلوقات روح دھڑیصل اللہ علیہ وسلم ہے یا قلم، یا عقل۔ اس میں بزرگان دین کا
 اختلاف ہے۔ امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ قلم کو اول المبدعات کہتے ہیں۔ اول مسا
 خلق اللہ العالمت لہم کو اولیت حقیقی حاصل ہے۔ باقی ارواح کی نسبت اولیت حاصل ہے۔
 لیکن یہ اولیت حقیقی نہیں اولیت اضافی ہے۔

البتہ مسائل کا سلسلہ بدستور وہی ہے اس میں کسی قسم کے تغیر کی ضرورت نہیں محسوس کی
 جاتی مسائل صحت و درست ہیں۔ البتہ مقدمہ کے بارہ میں کچھ تفصیل ضروری ہے۔ ادارہ اشرفیہ
 مدرسہ رفیعہ العلوم کے مطبوعہ تحفہ ابراہیمیہ یعنی فیوضات حسینیہ کی طباعت کے بعد ایک بزرگ
 عالم دین مولانا قاضی شمس الدین جو کہ حضرت مولانا حسین علیؒ کے مرید و تلمیذ تھے۔ انھوں نے بھی
 اس کی طباعت کا انتظام کیا اور ساتھ ایک لبا پور مقدمہ بھی لکھا۔ کتاب کا نام بھی تبدیل کر کے
 "انوارات حسینیہ المعروف بہ تحفہ ابراہیمیہ" رکھا۔ اور مقدمہ المسماة بتسکین القلوب من انصاف
 والغوب طہر یا لیکن واقعہ یہ ہے کہ مقدمہ میں حضرت مولانا قاضی شمس الدین مرحوم نے جو شخصی
 تعلقات اور اپنی علمی برتری اور نفوق کے نمایاں کرنے کی کوشش کے کچھ نہیں کیا۔ یا پھر احقر
 عبدالحمید سواتی اور حیرت مولانا محمد رفیع خان صاحب مقدمہ کے ساتھ تحقیق و استمزاج اور
 طعن و تشنیع میں کافی وقت صرف کیا اور اس کے ساتھ قاضی صاحب مرحوم کے مقدمہ میں تصحیح و
 کا بھی اچھا خاصا حصہ پایا جاتا ہے۔ مولانا قاضی شمس الدین مرحوم حضرت مولانا حسین علیؒ کا تعارف
 بھی اچھی طرح میں کر سکے۔ ان کے علمی تبلیغی اور روحانی مقام اور کام، قرآن کریم کی بے کور
 خدمت، تدریس، تعلیم، اصلاح عقائد غوام و غواص کا کچھ بیان کیا ہے۔
 حضرت مولانا حسین علیؒ کا جتنا تعارف احقر نے اپنے مقدمہ میں کیا تھا اور ساتھ ساتھ

ان کے خاص مہربان و تلامذہ کا بھی مستند ہندو گیا تھا۔ قاضی صاحب مرحوم کا مقدر اس قدر بھی خالص ہے۔ قاضی صاحب مرحوم نے اہل حق کے مقدر پر یہ اعتراض کیا کہ حضرت مولانا حسین علی کی مرضی کے خلاف وحدۃ الوجود کا ذکر کیا ہے۔ قاضی صاحب مرحوم کا یہ اعتراض بے جا ہے کیونکہ حضرت مولانا حسین علی نے قصہ ابراہیم میں وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود دونوں مسکوں کا ذکر کیا ہے اور وحدۃ الشہود کو ترجیح دی ہے۔

تفتشہندی حضرات باہم وحدۃ الوجود کو مرحوم ہی قرار دیتے ہیں اور ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایسا کریں کیونکہ اس سلسلہ میں صرف تفتشہندی ہی نہیں بلکہ بعض دوسرے حضرات بھی وحدۃ الوجود کو تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ جس طرح مجدد الف ثانی وحدۃ الشہود کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ حضرات بھی اس کو ترجیح دیتے ہیں چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات کے نام بھی ملتے ہیں جو وحدۃ الوجود کے قائل نہیں۔ (۱) حضرت مولانا سید محمد حسینی المعروف بہ خواجہ گیسو دراز جو چشتی سلسلہ کے بزرگ تھے۔ (۲) حضرت خواجہ باقی باہد جو حضرت مجدد الف ثانی کے پیر و مرشد تھے جو بھی وحدۃ الوجود کے ائمہ میں شمار ہوتے تھے لیکن ان کا زیادہ رجحان وحدۃ الشہود کی طرف تھا۔ (۳) حضرت خواجہ غلام الدین مسکنانی (۱۳۷۰ھ) کا قول ہے کہ سالک کی آخری منزل عبودیت ہے نہ کہ توحید وہ بھی وحدۃ الشہود کو ترجیح دیتے ہیں۔ (۴) حافظ ابن حجر عسقلانی کو بھی وحدۃ الوجود کے مخالفین میں شمار کرتے ہیں۔ (۵) محدث سخاوندی۔ (۶) مشہور قرآن الہویان توحیدی۔ (۷) شیخ عبدالعزیز بن عبدالسلام۔ (۸) حافظ ابو زرعر رازمی۔ (۹) حافظ سراج الدین بلقینی۔ (۱۰) حضرت مولانا ملا علی قاری وحدۃ الوجود کے شدید ترین مخالفین میں سے ہیں انھوں نے اس کے رد میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔ (۱۱) علامہ تفتازانی نے بھی ایک رسالہ لکھا ہے اور انتہائی شدت سے اس کا رد کیا ہے۔ (۱۲) حافظ ابن حجر عسقلانی جو کہ وحدۃ الوجود کے شدید مخالفین میں سے ہیں لیکن ان کے برخلاف اکثر علماء کرام و صوفیاء عظام اور اولیاء اللہ قدیماً و جدیداً وحدۃ الوجود کے نظریہ کے قائل رہے ہیں۔ حضرت منید بغدادی، حضرت شبلی اور بڑے بڑے اکابر بھی اسی نظریہ کے قائل تھے اور پھر عبد و علی میں تو شیخ محمد بن عبدالعزیز ابن عربی شیخ اکبر تو اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

سلسلہ کے امام گزرسے ہیں اور ان کے بعد تو شاید ہی کوئی بزرگ ایسا ہو گا جو وحدۃ الوجود کا قائل نہ ہو۔ خواجہ سرور دینی، شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت ابوسید مخزومی، شیخ عبدالکریم حلی، صاحب انسان کامل انھوں نے صراحت سے ذکر کیا ہے کہ نظریہ وحدۃ الوجود حق ہے اور بزرگ اسی کے قائل ہیں مگر یہ بغیر حلول اور اتحاد کے کیونکہ حلول و اتحاد نصاریٰ و مشرکین کا مسلک ہے۔ اہل ایمان تشریح کے خلاف کسی نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے مولانا جلال الدین رومی، صدر الدین قونوی، مہاجری، فخر الدین عراقی، اکثر مشائخ چشت اس عقیدہ کے قائل تھے۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہی بڑی شدت سے اسی عقیدہ کے قائل تھے اور حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی نے اس مسلک کی تفصیل میں متعدد کتابیں لکھی ہیں حضرت امام شاہ ولی اللہ اور ان کے اکثر اساتذہ مشائخ شیخ ابوظاہر کورانی اور ان کے والد شیخ ابراہیم کورانی، امام ولی اللہ کے فرزند ان گرامی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز، شاہ فریح الدین اور سید احمد شہید حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید اور غلام رفیع اور اکثر بزرگ حضرات حاجی اعداد اللہ مولانا محمد تاق نوری، مولانا قنوتی، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اسی نظریہ کے قائل تھے حقیقتاً یہ دونوں نظریات صحیح ہیں۔ ان میں کوئی خاص تضاد و تعارض نہیں ہے بلکہ وجود و شہود دونوں کشتی نظریات ہیں اور دونوں کشف و بصیرت ہیں و خود میں ذرا وقت زیادہ ہے کیونکہ کائنات کا رابطہ وجود کے ساتھ اور اس کی نوعیت و کیفیت کو سمجھنا سمجھنا ناممکن دشوار ہے۔ عینیت و غیریت کے سلسلہ میں شدید الجھاؤ ہوتا ہے اور اذہان میں اس کا آنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کائناتی اشارہ کو وجود کا عین کہنے میں سخت مشکل پیش آتی ہے۔ اس لیے ان کو ظلال صفات یا عکس تجلیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سہل معلوم ہوتا ہے ورنہ عکس و ذی عکس یا اصل اور تجلی اور تجلی کا تعلق تو دیا ہی ہے اسی لیے مولانا نانو تو نے دیانند سونی کو جو جواب اس کے اس اعتراض کا دیا کہ مسلمان، ہنود وغیرہ پر اہتمام و بیت پرستی کا الزام لگاتے ہیں حالانکہ وہ خود بھی کبیر کی پوجا کرتے ہیں۔ جو پتھر گائے کا بنا ہوا ہے مولانا نے اس کا جواب اپنی کتاب قبلہ نما میں دیا ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ مسلمان پتھر گائے کی دیوار کو سجدہ کرتے ہیں بلکہ بت پرستوں کے برخلاف مسلمان تو سنبلی کی طرف سجدہ کرتے ہیں جو کبیر پر پڑتی ہے۔ مشرک تو بت یا مٹم وغیرہ کو سجدہ کرتے ہیں جس پر بت

میں بُت ہوگا اور ہر ہی سجدہ ہوگا۔ سلمان صرف کبیرہ کے مقام کی طرف سجدہ کریں گے۔ گوگر عادت
 موج دزد ہو پھر اسی طرف سجدہ کریں گے کیونکہ سورہ تجلیات وہی مقام ہے اور جلی تو میں جلی
 ہے کیونکہ تجلیات یا صافات و اسماء کا تعلق ذات بحت یا ذات حق کے ساتھ عینیت کا
 ہے یا من و وجہ عین و من و وجہ غیر کا جنہی کا مفہوم امام ولی اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ ایک
 ایسی مخلوق جو فنا کی حالت میں ہے۔

بانی اول المدعات یا اول المخلوقات کیا چیز ہے ؟ یہ بزرگان دین کے درمیان مختلف
 ہے۔ بعض صادر اول یا لعین اول یا مدع، ظلم کو قرار دیتے ہیں۔ بعض روح مقدس مسور
 کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیتے ہیں اور بعض عقل کو۔ روایات بھی اس بارہ میں مختلف
 پائی جاتی ہیں۔ حضرت امام ولی اللہ نے وصدۃ الوجود، وصدۃ الشہود دونوں نظریات میں تطبیق
 دی ہے۔ اپنے رسالہ مکتوب مدنی میں دونوں نظریات قریب قریب ایک ہی ہیں۔ معاملہ
 رفع دفع ہو گیا تھا لیکن حضرت مرزا مظہر جان جانا نے کہ ایک مرید مولوی غلام کبیری بہار نے
 شاہ ولی اللہ کا نہایت ہی نامناسب رد کیا۔ اپنے رسالہ کلمات الحق میں۔ حضرت شاہ
 رفیع الدین نے جب دیکھا کہ مولوی غلام کبیری نے غلو سے کام لیا ہے اور بے مارو کیا ہے
 جس کو ان کے پیروں میں حضرت مرزا مظہر جان جانا نے بھی پسند نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ صرف
 اپنا راجح مسلک ہی لکھنا چاہیے تھا، دوسرے مسلک سے تعرض کی ضرورت نہ تھی۔ حضرت
 شاہ رفیع الدین نے کلمات الحق کا بڑا افضل رد کیا جو ایک ضخیم کتاب دفع الباطل کے نام
 سے شائع ہوئی۔ کتاب منظوم کی شکل میں تھی جس کو ادارہ انشور و شاعت مدرسہ لواء العلوم
 گوہر نوالہ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ اس کا ایک مناسب مقدمہ بھی احقر عبدالحمید سواتی کے
 قلم سے درج ہے جس میں مصنف کی کتب اور اس کتاب کا پس منظر اور اہمیت اور مسئلہ
 وصدۃ الوجود کی مندرجہ تشریح و تفصیل بھی موجود ہے۔ اس کتاب کو علماء و محققین نے بہت پسند
 کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ رفیع الدین نے بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ دلیل الحارث باقیم
 کے بارہ میں تقریباً سینالیس نظریات پائے جاتے ہیں ان میں ایک نظریہ وصدۃ الوجود ہے جو
 سب سے زیادہ و جہتر ہے اور ایک نظریہ وصدۃ الشہود ہے جو حضرت محمد الف ثانی سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

پہلے ہی پڑھا ہوا تھا۔ حضرت محمد الف ثانی اس کے بانی مہمانی یا موجد نہیں۔ البتہ حضرت محمد الف ثانی
 نے اس نظریہ کی بڑی وضاحت کی ہے اور اس کو راجح قرار دیا ہے بشرطیکہ ذات بحت و ذات صافات کے علاوہ
 کوئی خاص بات نہیں فرمائی اور حضرت ابن عربی کے ساتھ بعض تشریحات و مسائل میں اختلاف بھی کیا
 ہے اور ان کو پورا حق حاصل تھا کہ وہ اختلاف کرتے اور اس مسلک کو راجح قرار دیتے۔ انھوں نے ایسا
 ہی کیا ہے لیکن ابن عربی کو راجح نہیں کہا جیسا کہ بعض دوسرے حضرات نے اس قسم کی باتیں کی
 ہیں۔ وصدۃ الوجود کا مسئلہ بہت دقیق اور مشکل ہے۔ اکثر محققین اس میں زیادہ کلام کرنے کو
 پسند نہیں کرتے لیکن تمام ایسے مسائل جب ایک دفعہ چھڑ جائے ہیں تو پھر اصل حق پر فرض ہوتا ہے
 کہ وہ اپنے علم و فہم کے مطابق اس میں صحیح اور غلط کا امتیاز کریں۔ لوگوں کو گمراہی سے بچائیں۔
 حضرت شاہ ولی اللہ و وجود کے تین مراتب بیان کرتے ہیں۔

- ۱۔ ذات بحت
- ۲۔ مرتبہ عقل
- ۳۔ شخص اکبر

مرتبہ عقل کا صدور ذات بحت سے لزوم و اقتضائے ذات کے طریق سے ہوتا ہے
 جیسا کہ مثال پارکے عدد کے ساتھ نفع یا آفتاب کے ساتھ ضور کا لزوم ہوتا ہے۔ جبر علیہ ذات
 کے اقتضائے صفات کا لفظ ہوتا ہے اس طرح صفات کا اقتضائے شخص اکبر کا مدبر شخص اکبر ایک
 وحدت میں منسلک ہے شخص اکبر کا صدور یا نمود بھی ذات بحت سے ہوا ہے۔ لیکن
 بواسطہ صفات کے۔ حقیقۃ الحقائق، ذات الہی جو تمام اشیاء کی حقیقت، علت اولی اور قیوم
 ہے وہ نہ نہ صفات و احد ہے اس میں کسی قسم کا تعدد نہیں۔ باعتبار تجلیات کثیرہ اور عینیات
 متعددہ کے مختلف مراتب میں جو سر بہ ہوں یا عین میں اس کا نمود ہوتا ہے۔ وجود اقصیٰ،
 وجود مطلق، حقیقۃ الحقائق یا حقیقت جامعہ سے مراد حق تعالیٰ کی ذات اقدس ہوتی ہے۔
 تجلیات اعدام پر پڑتی ہیں تو ایمان تامہ کا نمود ہوتا ہے اور ہر شخص کی عین ثابتہ انگ انگ
 ہوتی ہے۔ وجود کا لحاظ بغیر نسبت و اعتبارات اور ہر قسم کی قہود و لغوت و اضافات سے
 بجز، وجود مطلق، ذات بحت، ہی صرف، غیب ہریت، احدیت مطلقہ، احدیت ذاتیہ سے تعبیر کرتے

ہیں۔ پرتیبہ تمام مراتب سے بلند و برتر ہے۔ اس کے ساتھ کسی قسم کے علم و کشف و شہود و نظیرہ کا تعلق نہیں ہو سکتا۔ علم و دانش کا واسن ادراک اس کو پانے سے رساندہ و لاپہار ہے۔ دیدہ کشف و شہود سے اس کے مجال بے مثال کو دکھانا نہیں جا سکتا۔ اس لیے اس مرتبہ و درجہ کو لائقین اور الملاق کہتے ہیں۔ مرتبہ لائقین تمام قیود، اعتبارات، کموت، صفات، اضافات سے مقدس و منزہ ہوتا ہے۔ زبان اس کی تعبیر کر سکتی ہے و عقل کی رسائی اس کی گز نہ تک ہو سکتی ہے۔ علم و کشف کے تمام ادراکات سے وہ منزہ اور در اسے وجود کا اطلاق اگرچہ تمام موجودات پر ہوتا ہے خواہ وہ ذہنی وجود رکھتے ہوں یا خارجی وجود۔ ان سب پر وجود مقول و محمول ہوتا ہے مگر اس وجود کے مراتب تنزلات ہوتے ہیں۔ علم کے اعتبار سے بھی اور عینیت کے اعتبار سے بھی۔ چنانچہ ان مراتب کے ساتھ ادراک و کشف و شہود کا تعلق ہوتا ہے۔ اس وجود کے مراتب آپس میں بہت متفاوت ہیں بعض مراتب بعض سے بلند ہیں اور ہر مرتبہ کے اعداد، صفات، اہستیں اور اعتبارات الگ الگ اور مخصوص ہیں جو ان مراتب میں نہیں۔ مثلاً مرتبہ الوہیت و ربوبیت کے ساتھ صفات الگ ہیں اور مرتبہ عبودیت و مخلوقیت کے اعداد الگ ہیں ایک مرتبہ کے اعداد کا اطلاق دوسرے پر درست نہیں۔ اگر مرتبہ الوہیت کے اعداد مثلاً اللہ یا الرحمن وغیرہ کا اطلاق مراتب کوئی پر کیا گیا تو یہ عین کفر و زندقہ ہوگا۔ اسی طرح مرتبہ کوئی کے مخصوص اعداد کا اطلاق مرتبہ الوہیت پر اتہائی درجہ کی گرامی، اعداد و مضاملات و غذلان ہوگا۔ جیسا کہ ملا جامی نے کہا ہے:

سہ ہر مرتبہ از وجود کلمے دارد : گر حفظ مراتب نہ کنی زندقہ
 مثلاً پہلے تینوں مراتب الوہیت ہیں۔ ان کا اطلاق مراتب امکانیہ یا کوئی کے اعداد پر درست نہیں۔ اسی طرح مراتب کوئی اور مطلق کا اطلاق مراتب الوہیت پر درست نہیں۔ مولانا شاہ اسماعیل شہید کتاب "عقبات" میں عوالم کی تقسیم اس طرح کرتے ہیں جس سے کائنات اور طبقات کا راجع و معلق سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

- ۱۔ عالم لاہوت : ذات فاعل کو لاہوت سے تعبیر کرتے ہیں۔
- ۲۔ عالم جبروت : تجلیات، اعداد الہیہ، نفس کلید کو جبروت سے تعبیر کرتے ہیں۔

tooba-elibrary.blogspot.com

- ۳۔ عالم ملکوت : اعداد اور مثال کو ملکوت سے تعبیر کرتے ہیں۔
 - ۴۔ عالم ناسوت : اجسام، امراض اور قوی کو ناسوت سے تعبیر کرتے ہیں۔
- وعدۃ الوجود کو ماننے والے بزرگان دین تنزل کا اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور تنزل کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جتنی اور ذات کا اپنے مقام پر رہتے ہوئے دوسرے مرتبہ میں ٹھور بغیر کسی قسم کے تغیر و تبدل کے عیاں کران کا کان۔ ذات بحت کے مرتبہ کو چھوڑ کر تنزلات ستر شراہتے ہیں۔
- ۱۔ مرتبہ علم اجمالی۔
 - ۲۔ مرتبہ علم تفصیلی۔
 - ۳۔ مرتبہ ابراح۔
 - ۴۔ مرتبہ عالم مثال۔
 - ۵۔ مرتبہ عالم اجسام۔
 - ۶۔ مرتبہ جامع المراتب (مرتبہ انسان کامل)

اگر پہلے مرتبہ کو بھی شمار کیا جائے تو یہ سات ہوں گے لیکن عالم طور پر پہلے مرتبہ یعنی ذات بحت کے مرتبہ کو نکال کر باقی مراتب یا تنزلات ستر ہی شمار ہوتے ہیں۔ بعض بزرگان دین حضرات غصہ کے عذاب سے ڈر کر کہتے ہیں۔ وجہ و مطلق کامرتبہ احدیت ذاتیہ کامرتبہ، مرتبہ وحدت جو دو مراتب کے قائم مقام ہے اور مرتبہ واحدیت۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جب کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ جو سلوک و تصوف کے مراتب طے کرنے کے لیے کوشاں ہو، اور اس پر حال کا فائدہ ہوا اور وہ اپنی ذہنی اتانیت کو فنا کر دے اور اس کا اپنا فقر کو بولانے تو اس وقت حق تعالیٰ کی ہستی اور اس کا وجود اقدس اس کے نزدیک ثابت ہوگا اور ہر چیز اس کو جو ماسوی اللہ ہے ذاتی زائل اور بے حقیقت نظر آئے گی۔

طے کلیل شیء ما خلا اللہ باطل
 اور یہ بات بجز اتباع شریعت و طریقت ممکن نہیں۔ بزرگان دین کے نزدیک قرب و افغان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ بندہ تمام موجودات کے شعور سے متنی کو اپنے شعور سے بھی فنا ہو جائے تو پھر اس پر وجود حق کا انکشاف و ادراک ہوگا۔ یہ قرب و افغان کا ثمر ہے اور قرب و افغان کا مفہوم

صفات بشریت کا زوال اور حق تعالیٰ کی صفات کی ملوہ گری اس پر ہونے لگے تو ایسے موقع پر
 ممکن ہے کہ ایسا شخص کان کے بجائے سارے جسم سے سننے لگے اور آنکھ کے بجائے سارے جسم
 سے دیکھنے لگ جائے۔ انسانی صفات کا فنا اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی ملوہ گری یہ قرب
 لائق کا ثمر ہے۔

عالم کے تین نواہل نامے جاتے ہیں۔ ایک تعین اول، اسکو شیون سے منیٰ کیا جاتا ہے
 اور دوسرے تعین ثانی اس کو ایمان ثابتہ سے موسوم کیا جاتا ہے اور تیسرے تعین فی الخارج اس
 کو ایمان خارج سے منیٰ کیا جاتا ہے۔ جہاں تک ایمان ثابتہ کا تعلق ہے تو اس کے بلا
 میں بزرگان دین کہتے ہیں کہ "الایمان الثابتہ ماشمت راعیۃ الوجود" کہ
 ایمان ثابتہ نے تو وجود کی ٹونگ نہیں سونگھی۔ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ ان کے احکام و آئند
 ہوتے ہیں۔ (یعنی ایمان ثابتہ کا خارج کے اقتدار سے کوئی وجود نہیں ہوتا تو وہ صرف
 صفات وغیرہ کے مرتبہ میں ہوتے ہیں۔ ہر چیز کا ارادگ شخص وجود کی وجہ سے ہوتا ہے۔
 عالم کو یہ بزرگ بجمیع اجزائہ مجموعہ اعراض کہتے ہیں۔ ان کا معروض وجود ہے اور
 یہ وجود تمام موجودات میں مادی و سادی ہے۔ لیکن یہ سر بیان، اتحاد اور ملول کے بغیر ہے
 چنانچہ امام عبدالکریم علیؑ اپنی کتاب انسان کامل، مسد میں لکھتے ہیں:

الموجود بکمالہ من غیر ملول وہ ذات اقدس ہر ہر ذرہ میں اپنے پورے کمال
 فی کل ذرۃ۔ کے ساتھ موجود ہے لیکن ملول کے بغیر۔

حضرت خواجہ ابوسعید محرومیؒ لکھتے ہیں:

وان ذلک الوجود دلیس بعالی اور بے شک یہ بات ہے کہ یہ وجود موجودات میں
 فی الموجودات ولا متعذب بها ملول کرنے والا نہیں اور نہ وہ ان موجودات کے
 لان الحلول والاتحاد لا بد لهما ساتھ متحد ہے۔ اس لیے کہ ملول اور اتحاد کے لیے
 من الموجودین حتی یصل احدهما ضروری ہے کہ دو موجود ہوں تاکہ ایک موجود دوسرے
 فی الأرض ویخند احدهما بالآخر کے ساتھ متحد ہو اور حال یہ ہے کہ وجود تو صرف ایک
 والوجود واحد لا تعدد له اصلاً ہی ہے اس میں کسی قسم کا تعدد بالکل نہیں۔ کیونکہ

tooba-elibrary.blogspot.com

وانما التعدد فی الصفات علی ما تعدد صفات کے اندر ہے۔ وجود میں نہیں جیسا کہ
 یشہد بہ ذوق العارفین ویجدانہم عارفین کا ذوق اور ان کا وعدان اس کی شہادت دیتا
 وان البودیۃ والتسکین والراحۃ ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ عبودیت اور تکلیف
 والعذاب والآلام مصلحا لاجتہاد راحت اور عذاب اور تمام آلام یہ سب تعینات کی
 الی التعینات۔ (تفسیر سلیم شرح مسد) طرف راجع ہیں۔ (ان کلمہ ترجمہ میں ہے)

حضرت امام شاہ ولی اللہ صوفیاء اور اہل تصوف کے سلسلہ میں بیان کرتے ہوئے لکھتے
 ہیں کہ حضرت جنید بغدادیؒ کا ذکر جب آیا تو انہوں نے تصوف و تکوین کے طریقہ
 پر حرج کیا۔ اس کی تہذیب کی اور اس کو شخص کیا۔ پس حضرت جنیدؒ کلاماً فرمایا کہ اللہ
 تعالیٰ نے اس طریقہ میں برکت ڈالی ہے اور اس طریقہ پر بے شمار مخلوق کو جمع کر دیا۔ پھر انکے
 بعد صوفیہ دوسری رسومات میں چڑ گئے بشیخ صوفی کا لباس پہننا اور لوگوں کے سامنے اس
 فن کی باتیں اور کلام کرنا اور گانے اور قوالیاں وغیرہ سنا کر ایک مدت تک یہ طریقہ جاری رہا
 ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ کی تجدید حضرت شیخ ابوسعید البالیؒ کے ذریعہ فرمائی اور اس طرح
 حضرت شیخ ابن عربیؒ کے ذریعہ تجدید فرمائی اور ان پر اللہ تعالیٰ نے علوم و معارف کے پندرہ ہزار
 دروازے کھول دیئے چنانچہ شیخ ابن عربیؒ نے علوم و معارف اور کشفیات کے بحر نزار تھے اور
 دعدۃ الوجود کے امام تھے اور اس طریقہ کی تشریح و تفسیر کرنے میں حد کمال تک پہنچے ہوئے تھے
 صوفیاء کرام میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ لیکن شریعت و طریقت کی تمام حدود کی صحیح حفاظت کرنے
 والے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے تھے۔ ان کے کلام میں اشتیاق و اغلاق بھی کافی واقعہ ہوا ہے
 لیکن وہ ہر حال ایک کامل ولی اللہ تھے۔ اس کے بعد امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

شعبہ ذلت فرقتہ غیبیۃ وہی الفرقتہ کو اس کے بعد ایسا نمیث فرقتہ پیرا ہوا جو یہ کتاب کا اللہ
 الیق تزیعہ ان اللہ عین العالم تعالیٰ عالم کا عین ہے اور عالم بھی اللہ تعالیٰ کا عین ہے
 والعالم عین اللہ۔ و انتہ لیس دیکھو اور اتحادی فرقتہ ہے اور یہ کوئی حساب کتاب
 ہنالہ حساب ولا عذاب والذی ہو نہیں اور نہ ہی کوئی عذاب و مواخذہ ہے۔ (امام ولی اللہؒ
 متحقق عندنا ان الحکم بان اللہ کہتے ہیں) مالا لکھو یہ بات ہمارے نزدیک قطعی طور پر متحقق اور

مرتبہ ثالث: مرتبہ تین ثانی یہ مرتبہ علم تفصیلی کا مرتبہ ہے جو کسی واحد پر سے کیا جاتا ہے
یعنی یا منزل کا درجہ دوم ہے یا تمام شیون الیہ اور کونیر، اذلیہ و ابدیہ کا مرتبہ ہے یا مرتبہ وحدت
کہلاتا ہے۔ یہ مرتبہ تمام آئینات تغیر موثرہ کا جامع مرتبہ الوہیت ہے۔ یہ تینوں مراتب قدیم ہیں
تقدم و تاخران میں صرف عقل ہے نہائی نہیں۔

مرتبہ رابع: یہ مرتبہ تفصیل کے مرتبہ الوہیت کی۔ اور یہ ظاہر الوجود کا مرتبہ ہے۔
اور جو اس کا وصف خاص ہے۔ مرتبہ ادراس بھی اس کو کہتے ہیں یعنی اشیا کونیہ مجردہ
بسیط جو اپنی ذوات اور اپنے اشال پر ظاہر ہوتے ہیں۔ یعنی لطائف پر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔
اور یہ مراد اشال سے۔

مرتبہ خامس: ان بزرگوں کے نزدیک یہ مرتبہ عالم مثال کہلاتا ہے۔ تاثر و انفعال اس
کی شان ہے اور یہ مرتبہ کونیر امکانیہ کہلاتا ہے۔ یعنی اشیا کونیہ مرکبہ لطیفہ جو تجزی اور جمیع
اور فرق و ایام کو قبول نہیں کرتا۔ عالم مثال ایک ایسا عالم ہے جس میں ہر چیز ایک خاص شکل
میں متشکل ہو کر ظاہر ہوتی ہے اور دکھائی دیتی ہے اور اس عالم میں تراجم و تضاد نہیں ہوتا۔ یہ
مرتبہ مجرد محض اور مادی عالم کے درمیان ایک متوسط مرتبہ ہوتا ہے۔ نام ولی اللہ کے مطابق
" القوة المتوسطة بین المجرع والمسوس العنثیة فی الافلاک "

کشمیرہ خواجہ

مرتبہ سادس: مرتبہ کونیر کی تفصیل ہے۔ یہ مرتبہ عالم ہے۔ امکان اس کے لوازم
میں سے ہے۔ عالم اجسام یا اشیا کونیہ مرکبہ، کشیدہ کا طور جو تجزی اور جمیع کو قبول
کرتا ہے۔

پہلا مرتبہ لاظہور یا الاعمین کہلاتا ہے۔ باقی چھ مراتب ظہور کہلاتے ہیں اور جو باعتبار
مرتبہ اطلاق کے تمام اشیا سے منزہ ہوتا ہے اور یہ وجود تمام موجودات پر محیط ہوتا ہے جیسا
طردوم، لازم پر اور موصوفی صفت پر محیط ہوتا ہے۔ پہلا مرتبہ احدیت ذاتیہ کا بخرا اور باقی چھ
مراتب یا منزلات سترہ ہیں لیکن انسانی ترقی کے اعتبار سے ایک۔

مرتبہ سابع: بھی شاکر کرتے ہیں جو ان کے نزدیک مرتبہ انسان کامل کہلاتا ہے

تعالیٰ فرد واحد موجود یعنی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک فرد واحد یعنی یکتا
و یکتا اور مردود ہے جو مخلوق سے الٹی ہوتا ہے، اور
ناراض بھی ہوتا ہے صاف کرتا ہے اور موافقہ بھی کرتا
ہے یہ حکم و اعتقاد واجب ہے جس کو انسان کی جبلت
اور فطرت پابندی ہے جو شخص اس عقیدہ میں کوئی بھی کئے
گا تو وہ نہ یقین اور کافر ہوگا۔

و جو دیک الہی حقیقت ہے کہ ایسی صفات کے ساتھ متصف ہے جو بذاتہ موجود
ہیں اور تمام موجودات کا وجود ان کے ساتھ موجود ہے اور یہ وجود اپنی کثر حقیقت کے اعتبار
سے کسی کے لیے منکشف نہیں ہوتا نہ محفل اس کا ادراک کر سکتی ہے نہ وہم اور نہ حواس کے
ذریعہ اس کا ادراک ہو سکتا ہے۔ نہ نفس میں آسکتی ہے کیونکہ یہ تمام چیزیں محدث (نویس ہیں)
اور محدث صرف محدث چیز کا ہی ادراک کر سکتی ہے۔ وجود واقس اور اس کی صفات اس
سے بلند و برتر ہیں جو اس طرح معرفت کا ارادہ وہی کرے گا تو سوائے تفضیح اوقات کے
اس کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

مرتبہ لاتعین جو مرتبہ اطلاق و ذات بحت کہلاتا ہے۔ یہ مرتبہ تمام نعوت اضافات
اور تمام قبول و اعتبارات سے منزہ اور پاک ہے۔ یہ مرتبہ کثر حق تعالیٰ ہے اور یہ مرتبہ تمام
مراتب سے بلند و برتر ہے۔

مرتبہ ثانیہ: مرتبہ تعین، مرتبہ علم اجمال یعنی بغیر امتیاز کے بعض شیون کا بعض سے
اور حقیقت محمدیہ کہلاتا ہے۔ مرتبہ حقیقت محمدیہ ایک ایسا جامع اتم الہی ہے جس کا فیض
تمام احوال پر جاری و ساری ہے۔ یہ اپنی ظاہری صورت کے اعتبار سے عالم کے ظاہر اور
اپنی باطنی صورت کے اعتبار سے باطن عالم کی تربیت و پرورش کرتا ہے اور شان ربوبیت
ہے۔ بقدریت و وحدیت کا مرتبہ اس کے سمت بعد میں ہے۔ یہ مرتبہ جامع ہے تمام شیون
الیہ و کونیر، اذلیہ و ابدیہ پر یہ وحدۃ اور برزخیت اولیٰ اور جامع ہے احدیت اور
واحدیت کے درمیان۔

یعنی ایک ایسا جامع مرتبہ جس میں تمام مراتب مذکورہ خواہ وہ جہائی ہوں یا دومانائی یا قوی ہوں مرتبہ و مدعا واحدیت سب کی جلوہ گرہی اس میں ہوتی ہے۔ اس کو کللی افراد لباس اخیر سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ ترقی و مروج کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ قابل ہے۔

طباعتِ اول و سلال

تحفہ ابراہیمیہ کی طباعتِ اول حضرت مولانا حسین علی کی حیات میں ان کے ایک تلیذ زاد مرید مولانا غلام نبی نے کرائی تھی۔ مولانا یک مکان شمال مرگودھا میں رہتے تھے اور سکول میں عربی معلم تھے۔ انھوں نے تحفہ ابراہیمیہ طبع کرنا حضرت مولانا حسین علی کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس کے کچھ نسخے میں دے دو اور اس کے تبادل میں ہمارے پاس بجز الحیران کے نسخے پڑے ہوئے ہیں وہ لے جاؤ۔ مولوی غلام نبی نے بیان کیا کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ کافی نسخے حضرت کے پاس بھیج دیئے۔ حضرت کی خدمت میں جو علماء حضرت بیعت کے لیے حاضر ہوئے تھے حضرت ان کو تحفہ ابراہیمیہ کا نسخہ بھی عطا فرماتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت کی خدمت میں شیخ الحدیث مولانا محمد مرزا فاضل صاحب حاضر ہوئے تو حضرت نے بیعت کے وقت تحفہ ابراہیمیہ کا نسخہ اپنے ہاتھ مبارک سے عنایت کیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس کا مطالعہ کرو۔ اگر کوئی بات پوچھنی ہو تو وہ پوچھ لو۔ شیخ الحدیث نے سجد میں بیٹھ کر تقریباً ایک گھنٹہ میں سب اس کا مطالعہ کر لیا اور حضرت کو آگاہ کر دیا کہ میں نے اس کا مطالعہ کر لیا ہے تحفہ ابراہیمیہ تصوف اور سلوک کا رسالہ ہے فارسی زبان میں حضرت نے اسے تحریر فرمایا ہے اس میں سلاسل سب درج ہیں۔ اختر علی الحدیث سوانی عرض کرتا ہے کہ اختر نے اس رسالہ کا اردو زبان میں ترجمہ کیا اور ایک مبسوط مقدمہ بھی تحریر کیا جس میں حضرت مولانا حسین علی کا تعارف اور ان کا علمی مقام بھی واضح کیا اور بعض مسائل پر بھی کلام کیا جو اصل رسالہ میں اجمالاً یا اشارتاً موجود ہیں۔ اس ترجمہ اور مقدمہ سے بہت فائدہ ہوا۔ غلام اور خواص دونوں کو اور مختلف رسائل جرائد میں اس پر تبصرے شائع ہوئے اور بعض حضرات نے اختر کی طرف خطوط کئے اور شکر ادا کیا کہ یہیں علوم نہیں تھا کہ حضرت مولانا صاحب اتنے اونچے پایہ کے بزرگ، عالم دین، فقیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

محدث، خدا پرست، مصوفی اور متفق تھے۔ پہلی طباعت والا یہ ہی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے اگر یہ سلاسل ایسے شکوک یا ناقابل برداشت تھے تو حضرت صاحب نے کیوں برداشت کیے اور وہی سلاسل والا نسخہ ہی تمام حضرات کو دیتے رہے۔ حضرت قاضی غس الدین صاحبہ مرحوم نے ہمارے نسخہ کے بعد تحفہ کا فارسی متن شائع کیا اور سلاسل کا ٹھ ویئے۔ یہ بات ناشر اول اور حضرت مولانا حسین علی کے اعتماد پر بھی بے اعتمادی ہے اور تصنیفی دیانت کے بھی خلاف ہے۔ حضرت مولانا قاضی غس الدین ہمارے بزرگ تھے فضلاء دیوبند میں سے تھے لڑنے عالم فقیہ، محدث ہمشیر قرآن، مصنف اعظم مدرس تھے۔ تقریباً ساٹھ سال انھوں نے علم اور دین کی خدمت اپنی طاقت اور ذوق کے مطابق کی ہے۔ مرحوم اختر کے اساتذہ نہیں تھے لیکن اختر ان کا اساتذہ کی طرح احترام کرتا یا مزاج میں گرمی، شدت اور حدت بہت تھی۔ اکثر مسائل میں ہور اہل علم دیوبند کے ساتھ متفق تھے۔ بعض مسائل میں انفرادیت بھی لفظاً کر لیتے تھے۔ جنوری کو ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ مقدر اور قبر مبارک پر حاضر ہو کر مصلوٰۃ و سلام کے سماع کے اسی طرح قائل تھے جسے تمام علماء دیوبند تھے۔ عذابِ قبر کے بھی جمہور کی طرح روحِ مع الجسد کے قائل تھے۔ عام اموات کے سماع کے قائل نہیں تھے۔ اپنی پارٹی اور جماعتی رعایت میں بعض اوقات غیر متوازن تحریریں بھی لکھ دیتے تھے اور تقریر و درس میں بھی اس قسم کی باتیں کر جاتے تھے۔ بہر حال اختر قاضی صاحب کے حق میں دُعا بھی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بخشش و مغفرت فرمائے ان کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور ان کی خدمت اور تمام اعمالِ صالحہ کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اپنے رحمت کے مقام میں جگہ عنایت فرمائے اور عاقب عالی پناہ فرمائے۔ آمین۔ اختر قاضی صاحب پر تنقید نہیں کرتا۔ بلکہ تحفہ ابراہیمیہ کی طباعت جدید پر صرف چند مصائق اور واقعات کا اظہار مقصود ہے۔ اگر ان کا اظہار نہ کیا جاتا تو شاید بعض لوگوں کے لیے باعثِ استغراب ہوتا۔ اختر کا تعلق قاضی صاحبہ مرحوم کے ساتھ آخر ذوق تک نیاز مند زبا ہے۔ دو سال مدرسہ نضرہ العلوم میں قاضی صاحب شیخ الحدیث بھی رہے ہیں۔ اکٹھا اور ساتھ رہنے کا اتفاق بھی ہوا ہے۔ اختر نے پنے ایڈیشن میں مقدمہ میں جو جمالات لکھے تھے وہ اسی طرح آج بھی درست

ہیں۔ قاضی مرحوم نے بہت سی اچھی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ مثلاً ہماری شریف کی مختصر تقریر
 ابو داؤد شریف کی مختصر شرح، مسلم شریف کی شرح، یہ سب عربی زبان میں ہیں اور التبیان
 فی تفسیر القرآن جو جلالین کے طریقہ پر عربی میں قرآن کی تفسیر مع بسط مقدمہ، اور سورتوں کے
 خلاصے سے اسی طرح مشکوٰۃ شریف کی شرح صرف ایک جلد، عبد الرسول کی شرح اردو میں عمدہ
 کتاب ہے۔ تراویح پر دو رسالے اور مسئلہ حیاۃ النبیؐ پر دو رسالے، عقول الجلی جس میں
 علمی طرز اور مباحث کی بہ نسبت، اناب، شتاب، باتیں زیادہ ہیں، البتہ دوسرا رسالہ مسالک
 العلماء کچھ علمی انداز میں بہتر رسالہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک تفسیر تیسیر القرآن ایک جلد اردو زبان
 میں کبھی تفسیر جس کی زبان پرانی طرز کی تھی جس کے بارہ میں احقر نے پہلی مطاعت میں ذکر کیا تھا کہ
 تفسیر کو عمدہ ہے علمی نکات بھی اچھے ہیں۔ البتہ ”ملازموزی“ کی زبان میں کبھی گئی ہے جس سے
 افادہ مشکل ہو گا۔ قارئین کرام کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ ”ملازموزی“ بھوپال کے رہنے
 والے ایک ادیب تھے جو اس قدیم طرز میں سمجھتے تھے جو ”ملازموزی“ کی گلابی اردو کے ساتھ
 مشہور تھی یہ وہی زبان ہے جس میں شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کا اردو ترجمہ قرآن ہے۔
 قاضی صاحب مرحوم مناظران ذوق بھی رکھتے تھے بہر حال قاضی صاحب مرحوم سب سے زیادہ
 تدریس کتاب میں کامیاب تھے۔ مختصر طریقے پر پڑھاتے تھے اور تفسیر خوب کرا دیتے تھے۔ سیکولر
 علماء اور طلباء حضرات نے قاضی صاحب سے پڑھا ہے اور علمی استفادہ کیا۔ یہ سب ان کے لیے
 صدقہ جاریہ ہو گا۔ حمام کے لیے بھی درس قرآن بڑے ذوق و شوق سے دیتے تھے۔ اور علمی
 نکات بجز تفسیر بیان کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان تمام خدمات کو قبول فرمائے
 اور کوتاہیوں اور تقصیروں سے درگزر فرمائے اور اپنی آغوش رحمت میں جگڑے۔ آمین۔

tooba-elibrary.blogspot.com

قول امیر المؤمنینؓ یناعلیؑ

يَا رَبِّ جَوْهَرِ عِلْمٍ لَوْ اَبُوَح بِهِ

لَقِيلَ لِي اَنْتَ مِمَّنْ يَبْدُو شَنَا

وَلَا سَتَحَلَّ رِجَالًا مَسْلُومُونَ دِمِي

يَرُونَ اَقْبَحَ مَا يَأْتُونَہُ حَسَنًا



فِيوضَاتِ حُسَيْنِي

المَعْرُوفِ بِهَا

تأليف
مترجم (فارسی)
تحفة ابرار

تالیف

رئیس المعتبرین عمدۃ النجفین سید العقباء الصوفی الصافی
قائم الہدیۃ قاضی الشریک الحسین علی الخفئی النقیشبندی الخدیوی
ساکن واں پھر ان صنایع میانوالی

ترجمہ و مقدمہ

از ہمت عبدالحمید سواتی
قائم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر: ادارہ نشر و اشاعت مکتبہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ (پاکستان)

tooba-elibrary.blogspot.com

قولِ جامی

"ذات من حیث ہی از ہر اسم و صفات معرست و از جمیع نسب اضافات
میرا انصاف او این امور باعتبار توجہ است بہ عالم ظہور در مجلی اول کہ خود بخود
بر خود مجلی نمود نسبت علم و نور وجود و شہود و تحقق گشتہ ، و نسبت علم مقنی
عالمیت و معلومیت شدہ ، و نور مستلزم ظاہریت و ظلمت ، و وجود مستتبع
و احدیت و موجودیت و شہدیت و شہودیت ، و ہمچنین ظہور کہ لازم نورست
مشرق است بہ بطون و بطون را تقدم ذاتی و اولیت است ، نسبت باظہور
پس اسم اول و آخر و ظاہر و باطن متعین شدہ ، و ہمچنین در مجلی ثانی و ثالث الی
ما اشار الہ ، نسب و اضافات متضاعف می شود ، و ہر چند تضاعف
نسب و اسمائے او بیشتر ظہور و بلکہ خلفائے او بیشتر ، فیضان الہد من واجب
بظاہر نورہ ، و ظہر باسالی ستورہ خلفائے او باعتبار صرافت و اطلاق ذات است
و ظہور او باعتبار مظاہر تعینات یا"

فہرست مُقدمہ

۲۸	تفسیر الطہاری (عربی)	۶	قول سنی
۲۸	تفسیرات حدیث (عربی)	۷	تفسیر
۲۹	تقریر البنجرہی علی صحیح البخاری (عربی)	۸	مصنفت کا احوال تعارف
۳۰	تقریر البنجرہی علی صحیح المسلم (عربی)	۹	تدرست نعت
۳۰	دیگر مسائل و کتب	۹	انجمن
۳۰	رسالہ برہان التسلیم، رسالہ غمنا و سقم	۱۰	ہرزین
۳۰	رسالہ نفع الساہر، رسالہ ذبح فوق العتقہ	۱۰	تخلقات سے بعد
۳۰	رسالہ جہتین ہون المہجور شرح المہجور	۱۰	توجہ کے بیان میں، انہماک
۳۰	خلاصہ فتح القدر، رسالہ سئلہ علم غیب	۱۱	طلباء کے ساتھ حسن سلوک
۳۰	حضرت کے تلامذہ اور عربی	۱۲	مشاہدات
۳۱	حضرت علامہ غلام صاحب المرشد بابا انصاری	۱۲	عجیب لطیف
۳۲	حضرت مولانا عبدالحق صاحب قورچان	۱۳	علمی صلاحیت
۳۵	شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب نقشبندی	۱۳	تبلیغ و اصلاح
۳۶	استاذ اہلکار مولانا اولی اللہ صاحب انصاری	۱۴	بیعت و ارشاد
۳۶	مولانا قاضی نور محمد صاحب قلعہ پیدار سنگھ	۱۵	حضرت خواجہ محمد عثمانی سے تعلق
۳۶	حضرت مولانا محمد عثمانی صاحب درنوئی	۱۵	حضرت خواجہ محمد عثمانی کے حالات
۳۷	حضرت مولانا صاحب شجاع آباد	۲۰	حضرت خواجہ محمد سراج الدین کے حالات
۳۸	مولانا غلام نبی صاحب	۲۲	تسلیم
۳۹	مولانا گلدار صاحب پنج پیر	۲۵	تصانیف اور علمی تصنیفات
۴۰	مولانا قاضی غلام مصطفیٰ صاحب مرہانی	۲۶	جنم ۳۲ میران فی ربط آیات القرآن (اردو)
		۲۷	نبیان فی تفسیر القرآن (اردو)

فہرست مضامین

۱۵۳	جذبہ امانہ بیعت خنجر
۱۵۴	ولایت علیہ وصل مرثانی
۱۵۶	بیمت محمود و تنزیلات
۱۵۹	عالم مشاں
۱۶۳	قطب غمٹ اپیل
۱۶۵	خلاصہ طریق سلوک نقشبندی
۱۶۹	ہشت سلاسل
۱۷۱	سلسلہ نقشبندیہ جدیدہ
۱۷۵	سلسلہ دولت دویہ
۱۷۹	سلسلہ چشتیہ
۱۸۳	سلسلہ سہروردیہ
۱۸۷	سلسلہ کچہرویہ
۱۹۱	سلسلہ بلوچیہ
۱۹۵	سلسلہ تلمذیہ
۱۹۷	سلسلہ شکاریہ
۲۰۱	سلسلہ شکاریہ دیگر
۲۰۳	مناقب حضرت محمد
۲۰۳	مناقب حضرت مولانا حسین علی
۲۰۴	اقاوت مزینہ
	تمت بانظیر

۱۰۳	انعامیہ
۱۰۳	فضیلت ذکر
۱۰۶	طریق ذکر
۱۱۱	طریق ذکر و پیر
۱۱۱	ذکر در بیان فضیلت
۱۱۲	فضیلت قرآنہ اللہ
۱۱۷	عقبت عمر
۱۱۷	عقبت قابسیہ
۱۲۰	مدوشرعیہ
۱۲۱	راہب
۱۲۷	فضیلت دعا
۱۳۰	تفصیل رابطہ
۱۳۲	مغالل درود شریف برزخیہ
۱۳۶	مراقبہ
۱۳۷	ستیت توسل و اعلا
۱۳۰	تقریب ولایت
۱۳۳	تعمیق دہد
۱۵۱	ترویج شیخ
۱۵۲	تعمیر شیخ

tooba-elibrary.blogspot.com

۴۲	مولانا قاضی شمس الدین صاحب گوجرانواری
۴۳	شاہ فرخ صاحب کیشیری
۴۶	مولانا علیہا لہاری صاحب المعروف پیر کاہتاہ
۴۷	مولانا نظام الدین صاحب الطیبت پیر شیخ القزینی
۴۹	مولانا تیراندہ صاحب بجنوری
۵۱	مولانا سیدنا حسین صاحب سجاد بخاری
۵۳	مولانا تیراندہ صاحب بکرا
۵۵	مولانا عبدالوہاب صاحب گوجرانواری
۵۶	مولانا سرور سید ازنان صاحب گوجرانواری
۵۷	عادات و نساک
۵۸	حضرت پیر سید محمد علی شاہ صاحب کے ساتھ مناظرہ
۵۹	سید مولانا امین صاحب صاحبہ سادات
۶۰	طرساں میں حضرت مولانا حسین علی کی تصنیفات
۶۱	تمت از بسبب کی اشاعت
۶۳	تعمیر شیخ
۶۵	شیخ تہ سلسلی
۶۷	سلسلہ توسل کی ترویج
۶۸	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۶۹	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۷۰	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۷۱	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۷۲	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۷۳	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۷۴	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۷۵	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۷۶	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۷۷	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۷۸	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۷۹	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۸۰	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۸۱	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۸۲	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۸۳	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۸۴	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۸۵	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۸۶	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۸۷	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۸۸	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۸۹	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۹۰	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۹۱	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۹۲	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۹۳	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۹۴	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۹۵	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۹۶	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۹۷	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۹۸	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۹۹	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۱۰۰	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۱۰۱	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت
۱۰۲	سلسلہ ہادیہ کی اشاعت

قولِ سَعِيدٍ

ایہا افس جہاں جلتے تن آسانی نیست
 نخلستان باغراز زمر ز مرغ سخن نیست
 دامنے تربیت از پیر طریقت بستان
 رفته اگر چند پیکرہ و زبا باشد
 شب مردان خداوند جہاں افرواست
 پنہ دیو بیلغے ریاضت بشکن
 طاعت آن نیست کہ بر خاک ہنوی پیشانی
 خدا ز پیروی نفس کہ در راہ خداست
 عالم عابد و مثنوی ہمہ فضل راہ اند
 با تو رسم بخند شد روحانی رفته
 سدا اگرچہ سخنمانی مصالح گوی
 یار دبا ز نیت بہت آمد از سخن توام
 حر برانی و گرم سبتہ نفس بخانی
 تا امید از لطف تو کجا شد رفت

از علی بن سعید
 سراق

مرو دانا جہاں کشتن ادنانی نیست
 جہاں از غیر از عالم و بشانی نیست
 کاوی را بر از جنت نادانی نیست
 تو امان دیدہ آریست کز توکانی نیست
 دشت ترا بحقیقت شب کلمانی نیست
 گاہیں برس چو گل کے عا ہر جہانی نیست
 صدق پیش آکر اخصم پیشانی نیست
 مردم بگن ترا میں قول بیانی نیست
 مرد اگر بہت سخن عالم برانی نیست
 کا کس تو بجز لذت نفسانی نیست
 بس کار بگید ہر سخنمانی نیست
 داچہ بہت از غلط تو پٹوانی نیست
 رفته نو مینم از حضرت سلطان نیست
 تو بخندتہ کردہ و ترا ثمانی نیست

مَقَلَمًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده والسلاة والسلام على من لا نبي بعده و اشهد ان لا اله الا الله وحده
 لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله وصلى الله تعالى على سيدنا واصحابه واولادنا
 ائمة المرسلين وعلى اتباعه كما نصارى ومحبيهم اجمعين .
 أما بعد :

کتاب تحف ابراہیمی کی شاعت اور ترجمہ کا دوسرا مرتبہ یہ تہذیب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب راضاً
 حاصل کرنے کا طریق معلوم ہو اور رسالہ چونکہ نہایت مختصر اور جامع ہے اور اسکی مصنف ملک کے
 نامور متفق ابدال اہل اہدیہ سے تھے اس لئے مناسب یہی خیال کیا کہ اس رسالہ کو بیچ ترجمہ شائع کروایا
 جائے تاکہ عوام و خواص بیک وقت اس سے فائدہ ہو سکیں۔
 مصنف کے کا تعارف و حالات

سجاد بن جہاد صاحب مکتھے ہیں کہ حضرت مولانا حسین علی ۱۲۶۳ھ میں پیدا ہوئے ۱۳۲۵ھ
 میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں گنگوہ حاضر ہو کر حدیث پڑھی اور
 ۱۳۵۰ھ میں حضرت مولانا تاج محمد بن حسین صاحب تقریر کی کہ کتب تقریر ۱۳۵۰ھ میں فوت ہوئے اور حضرت
 کی ابتدائی تہذیب تمام تھا و باوجود ان بچوں کے قریب ایک موضع دیشین ہے اور تمام تہذیبیں جو تہذیبیں ایک موضع
 سے ہوتی تھیں سہارنپور میں صاحب اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ ابتدائی صرف وہاں تھا کہ انہیں اپنے
 دارالافتاء میں لکھنؤ میں لکھتے تھے اور اسکی بدو موضع سیوالی میں ایک مولوی صاحب کے کتب پڑھیں اور صرف
 کہ تمام مولوی کتابیں مولانا حسین صاحب کا پندری سے پڑھیں۔ ۱۲ سہلاق

نہ حاصل کی تھی۔ عارف ربانی حضرت مولانا محمد نعیم انور قوی کی خدمت میں حاضر ہو کر
تفسیر پرسی اور کتب میں مولانا احمد رضا صاحب کے نام پر منطوق و فلسفہ وغیرہ فنون کی تحصیل کی اور
مرادیت فرماتے دین جیسے وطن واپس آنے کے فورا بعد درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر دیا اور تقریباً
ساتھ برس تک پاک ہند کی سرزمین میں شیخ ہدایت فرخاں کے سب سے آخر پارہنگ عالم میں رشد و
ہدایت کی روشنی پھیلائے اور علوم و معارف کا نور بکھیرنے کے بعد اپنے وقت کا وہ بہت بڑا محدث
اور عظیم صلیح جب سن ۱۳۶۳ھ میں اپنے رب رحیم اور مولائے رفیق سے جلا تقصد لا اللہ بحمدہ
وغفرانہ و اسکا نہ محبوبۃ جنازہ نہ تقسیم القرائتے ماہ نومبر ۱۹۶۶ء

خدمتِ خلتی

تعلیم القرآن کے اسی فریب میں سید عبیدالاسلام زینی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے اس میں حضرت
مولانا حسین علی کے متعلق بعض اہم واقعات درج ہیں صاحب مضمون مولانا غلام احمد خان صاحب
کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا حسین علی کی حیثیت ایک شہین باپ اور ایک مہربان بی بی
کی تھی وہ طلباء میں محل دل کریتے تھے ان کے ساتھ کھانے پیتے تھے اور ان سے خدمت لینے کی بجائے
انسان کے آرام و سائن کا خیال رکھتے تھے اس ضمن میں شیخ کے اس قول کا ذکر عالم لوگوں کے لئے حیرت
اور دلچسپی کا موجب ہوا کہ وہ بہت مہذب ہے کہ بعض لوگوں کو اس کا تعین ہی نہ آئے لیکن شیخ کے تمام سفا
اور اصحاب گواہ ہیں کہ شیخ بروز صبح کھلیا دہمی خواب شیریں کے مزے لے لے رہے ہوتے تھے
خود ہی کوزل میں پانی بھر دیا کرتے تھے طلباء جب فجر کی نماز کے لئے بیدار ہوتے تو انہیں وضو
کے لئے کوزے پانی سے بھرے ہوتے تھے ابتداء میں جب میں وہاں گیا اللہ کی دن مسلسل مجھے مسجد کے
کوزل میں پانی بھرنا ہوتا تو مجھے حیرت ہوتی چنانچہ میں نے ایک طالب علم سے جو وہاں عرصہ
سے پڑھ رہا تھا دریافت کیا کہ ہم پر اتنا بردہاں کیوں ہے میں خبر تک نہیں ہوتی اور وہ ہر روز دعا سے
بیدار ہونے سے پہلے ہی ہاتھ لے کر کوزل میں پانی بھر دیتا ہے سب مجھے معلوم ہوا کہ یہ خدمت شیخ
خود ہی بنیاد میں تھی تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی دوسری شب میں نے اس بات کی تصدیق کرنے
کا فیصلہ کیا اور پوری رات بیداری میں گزار دی آخر شب جب پانی کے برتنوں کے اٹھانے رکھنے کی آواز
آئی تو میں تھکے پائوں پانی بھر کر آہستہ آہستہ مسجد کی جانب گیا وہاں دیکھا ہوں کہ شیخ کوزل

tooba-elibrary.blogspot.com

میں پانی بھرنے میں مصروف ہیں میں نے ان سے ڈھول لے کر خود پانی بھر دیا یا بلا لیکن شیخ نہ مانے
اور مجھ سے فرماتے گئے کہ تم نہیں پاتے کہ جو لوگ تمہارے دین کا علم حاصل کرتے ہیں ان کی توفیق
سی خدمت کے مجھے بھی ثواب حاصل ہو جائے۔

اخلاصہ

شیخ عصفی ولایت علمی سے ماہ لائلہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دینی ولایت بھی فورا عطا
و دلینے عطا کیے لاقی ہرے زیندار تھے، زیندار سے انہیں کافی آمدنی ہوتی تھی لیکن انہوں نے
کبھی دولت اکھی کرنے اور دنیاوی شامٹھ بھانگی زندگی اختیار کرنے کی خواہش نہیں کی کبھی باہمی اولاد
دیگر فرائع سے جو کچھ حاصل ہوتا طلباء کے قیام و طعام اور مہمانوں کی خاطر تواضع پر صرف ہوا یا جو کچھ
مدد سے کسی کے لئے کسی سے کوئی پتہ نہیں جیسے تھے شیخ کے ایک ساتھی نے ان سے ایک بار
شکایت کی کہ آپ گھر کی ضروریات کا لاقی خیال نہیں رکھتے جو کچھ ہوتے ہے طلباء کو ہی کھلا دیتے ہیں دنیا
نے شکایت سنی تو یہ جواب دیا میں تمہیں ان طلباء کا نمونہ بنانا چاہیے کہ ان کی وجہ سے خدا میں بھی عزت
کے ساتھ ترقی سے رہے۔

طہر عن علم

شیخ انتہائی طور پر صلہ و محبت والے اور منکر المزاج واقع ہوتے تھے بلکہ اگر یہ کہا جائے
کہ سادگی اور مانہنری ان کا فرق امتیاز تھی تو غلط نہ ہو گا کھانے کا کرتہ اور تیندہ پینتے تھے اور سر پر ستار
باندھتے اہل چاند نے کبھی باہری کرنے اور گھر کے دیگر کام انجام نہیں دیے ہیں کبھی ماہر محسوس نہیں کرتے تھے
ایک بار وہی کے ایک عالم شیخ کے ہم فضل کا شہرہ سنی کے دل بھجوانے پہنچے اس وقت شیخ غمی کا کار
بنکر اپنے گھر کی دیوار درست کرنے میں مشغول تھے انہوں نے لوگوں سے شیخ کے بارہ میں دریافت
کیا تو کسی نے اشارہ سے ان کی راہ نمائی کی مگر شیخ کو اس حالت میں دیکھ کر ان کو یقین نہ آیا لیکن جب انہیں
بتایا گیا کہ ان سے ذائق نہیں کیا گیا وہاں مولانا حسین علی کی تجویز دہی سے یہاں تک پہنچے ہیں وہی
ہیں تو وہ ہجشت ہندان رہے کچھ دنوں کے بعد جب وہاں دل بھجوانے سے واپس جاتے تھے تو ان
کی زبان پر الفاظ تھے کہ مجھے اس علم و فضل کا مالک عالم باہل مرکز ہندوستان دہلی میں بھی نظر نہیں آیا۔

شیخ تعلقات سے بہت مدد تھی

شیخ تعلقات کے داخل مائل تھے بسبب کوئی آپ کے لئے یا سنا دہو چئے آقا کا س کے ساتھ
ساڈی اور بے تعفی سے چڑھتے آپ اپنی زمین میں کھیتیں باری میں مصروف ہوتے کوئی اگر کاغذ
کرنا جوڑا دل اہتا تو اسے وہیں رہتی زمین پر بھائی تے اور شمشیر جو اسے دیتے مولا نام اللہ خان مکتا
کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے کسی عزیز نے مجھ پر اپنی تھوڑی سی نے خود استعمال کرنے کی بجائے
اپنے شیخ کی مذکر کرنے کا فیصلہ کیا بسبب میں دل بچھراں کھسے وہں گیا تو ریکر جراب میں حضرت کی
خدمت میں پیش کر دینے کو سر ہی کے دن میں ان کو آپ میں آپ کا آرام سے گا حضرت نے مجھ سے
جراہیں ہمیں لیکن تھوڑی دیر بعد مجھے طلب کیا دیکھا تو جرابوں سے کچھ ضمانت کر رہے ہیں مجھے دیکھ کر
فرمانے لگے اللہ تم سے لاشی ہر ان جرابوں کو میں کر ڈاؤر چھٹا کر یہ کچھ شمشیر میں لٹھر گیش تم ان کو
پہنوں تمی امتیاد نہیں برت سکا اور حقیقت شیخ نے جرابیں پہن کر جوتے پہننے کی ضرورت محسوس
نہیں کی تھی۔

توجہ دینے کوئے سے شدید انہماک

ذوہا کی تحصیل پڑھی گئی ہے حافظ نور محمد صاحب کا بیان ہے کہ شیخ کا قرآن سنانے اور سید
بیان کرنے کا شوق جنوں کی حد تک پہنچا ہوا تھا تو فی نفس اگر اپنے ذاتی کام کے لئے بھی شیخ کی خدمت
میں حاضر ہوتا تو اسے توجہ کی ضرورت دہشتے اور قرآن نمید کی کوئی آیت پڑھ کر اس کی تشریح کرنا اپنا
فرض خیال کرتے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت اسع علیہ السلام سے تہذیب میں سبب و وقیہوں نے
اپنے اپنے خوب کی تعبیر دریافت کی تھی تو انہوں نے تعبیر فراب بیان سے پہلے انہیں خدا کی رضا
سے آگاہ کرنا ضروری سمجھا تھا آپ کا قول تھا کہ :-

توید اپنے بیان کے لئے کسی تہید کی محتاج نہیں

معاذ اللہ! شیخ صاحب کا بیان ہے کہ جب میں نے سکول میں فیز جاعے کے انگریزی
تعمیر ترک کر کے علم عرب حاصل کرنا شروع کیا تو میرے والد جو چھکے گاؤں کے نمبر ودر بھی تھے میرے
اس اقدام پر بچہ سے سخت تلامض تھے اور شمشیر سے میری کوئی ملی اعلان نہیں کرتے تھے ان خیال
میں میں نے انگریزی تم ترک کر کے اپنا مستقبل بر باد کر دیا تھا میں نے اتھانی نامواں حالات میں بھی مجھ

tooba-elibrary.blogspot.com

کا سلسلہ ہماری رکھا پھر جب میں نایغ تحصیل ہو کر گھر واپس آیا تو میرے والد نے میری شادی کا ہوا
کی میری مسکب ہی خوش رہی کر شاہی میں میرے شیخ ضرور شریک ہوں چنانچہ شادی کے موقع
پر خود شیخ کی لینے کے لئے دل بچھراں پہنچا اپنا دعا بیان کیا شیخ نے پہلا سوال یہ کیا تھا کہ جملہ ماں
لوگ مجھ سے قرآن میں گئے مجھے اپنے گھر اور گاؤں کا حال معلوم تھا میں نے جواب دیا حضرت کوئی اور
نہیں ہے تو قرآن ضرور سننے کے لئے موجود ہوں شیخ مطلق ہو گئے بس میں ہم ضرور میں سے میں لائے
ڈو تھا دی نوا شیخ جب میرے گاؤں تشریف لائے تو یہ صورت پر کر میرے والد نے کوئی خاص توجہ
نہیں کی اور ان کی خدمت میں کی بلکہ میرے گاؤں کے لکھی تین پر یہ صاحب نے بھی ہر شیخ کو شمشیر
کی کیشنگ کسی بھی وقت نمازیوں کے ساتھ قرآن زبان کرنے باہم اور گاؤں کے لوگوں کو بھی شیخ
کی باتیں سننے کا کوئی توہر نہ لینے میں اور میرے دو ایک دوست شیخ کی خدمت میں پر یہ صاحب نے
سے اور آپ کی آمد کی خبریں کو حذر چھوڑ کر پیشتر ملا بھی حج ہو گئے تین دن تک بھی نہیں جاتی ہیں ہم
نے خوب استفادہ کیا وہی برگر ہمیں بڑھ کر مذاہرہ شریف تھا کہ شیخ کو ظلماً کوئی حال نہیں تھوڑے ٹرے نوشی
اور مطمئن نظر آتے تھے اور چلنے وقت بار بار کے ہاتھ تھے کہ شریک کے سلسلہ بیان ہو گیا شیخ اپنے
خوف سے شامل نہیں تھے تھے وہ ان کی تعلیم تریک علیہ ان کی ذاتی شریکات کا بھی خیال رکھتے تھے
اور اس خوبی کے ساتھ کر شاگرد کی عزت نفس تحفظ مروج نہیں ہونے باقی تھی جب میں نایغ تحصیل ہو کر
دل بچھراں سے واپس اپنے گھر رہتا ہوں گا تو دل میں بہت فکر تھا کہ سبب خالی ہے نہ کر بارہ
ناور ضرورت نفس کسی سے کچھ مانگ لینے میں ہی تھی اسی تردد میں جب سبب کی ضرورت پڑا تو شیخ
بصا میرے ساتھ ساتھ تھوڑی دیر تک چلے اور آگے جا کر نھولنے میرے پیچے و درو پہ نکلے اور سب
حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ لو راستہ میں کام آئیں گے شیخ نے دو روپے ضمانت فرمائے تھے جب
کو واپس کے لئے مجھے صرت ہونے و دو روپے کی ضرورت تھی۔

طلباء کے ساتھ چھٹنے سلاک

ایک بار شیخ کو کسی مقدمہ میں بیانات دل طرحت میں پہنچا تھا آپ اس روز طلباء کا مدرسہ میں رونڈ
کر گئے تھے مگر آپ نے ان کو امرج و کرنا مناسب دیکھا لیکن وہ دن سورۃ شعراء پڑھا ہے تھے اس
سورۃ کے مضامین کچھ زیادہ خشک نہیں اور کچھ جلدی بھی تھی اس لئے آپ نے حسب معمول تفسیل سے سب سے پڑھا

کے بولنے مروی شہادت ہی کو کافی سمجھا، ایک طالب علم جس کی کج عمری شہادتی کے لیے بھی نہیں آرا تھا اس نے بڑی بے ادبی سے یہ کہہ کر شیخ کو ٹوکے یا کہ آپ نہیں پڑھا ہے میں نے بیان غدار ہے میں آپ کی کوئی بات بھی ہانتے پتے نہیں پڑھی، لیکن شیخ کی حیثیاتی شکر تک نہیں آئی اور وہ بارہ ابتدا سے پڑھا شروع کر دیا، ایک ایک لفظ کی شرح بیان کی اور جب آیت تم ہو گیا تو اس طالب نے غائب کے نزدیک تم کو لکھنے کا بیان بھی، دو قرآن میں پڑھیں میں انہوں نے گائیں قرآن کو فتح پر تہا ہی ہر اس شخص کے لئے تیار ہوں کہ آج تم کو قرآن پاک کا جو علم حاصل ہو ہے جو کل اسے لوگوں تک بھی پہنچاؤ

مشاہدات

غابتہ ۱۹۹۰ء لازما ز تھا حضرت مولانا حسین علی شہر گورنور اتر پردیش تھے راجتاج عربوں اس وقت مدظلہ العالی کا طالب علم تھا، اس وقت تشریف آوری کا مقصد حضرت مولانا عبدالمعز عیسیٰ گورنور اور رئیس شیخ الہند کی رجوع حضرت مولانا حسین علی کے شاگرد اور تالیف ہی تھے، عیار پرسی تھا اپنے بیان میں دینی قیام فرمایا، اس میں آپ نے کس قرآن میں آیا تھا کتب المعروف کی یہی، اور دوسری مذاقات تھی میں اس حضرت مولانا حسین علی کی زبانت فصیح ہوئی آپ اس وقت کافی ضعیف ہو چکے تھے آواز ہی بہت پست بزمی تھی، آپ کا لباس بالکل سادہ تھا صدرۃ الجہنم اور دور اس کی اطلاع یہ سید پرسی سر پر تھی وہ زبانت تھے مگر تھما ہوا چلا تھا جرم مشہور دوسری تہی مرٹھے مٹھلے بسو چھو رہے بہتر نظر نمایاں تھے، لوگوں اور قریب الی اللہ کی وجہ سے کشش نمایاں تھی میں اس وقت یہ سب سنا، جب انہو چند کتب المعروف کے ذہن میں محفوظ ہو گئے ہیں۔

مجیدہ لطیفہ

اس کے بعد ۱۹۹۰ء میں جب دارالعلوم دیوبند میں وہ مدیث پڑھ رہا تھا، یہ بندہ کلمی اعتبار سے آخری سال تھا، ایک مجیدہ لطیفہ پیش آیا، ترمذی یا عمار شریف کا دس سورا تھا تہی و مرشدی حضرت شیخ الاسلام مولانا فی ثر شاہ تھے کہ انہوں نے دس میں کسی طالب علم نے رقم دیاجس کا مضمون یہ تھا کہ کیا کوئی ہے کہ آیا ہے کہ حضرت مولانا حسین علی حضرت گنگوڑی کے تالیف تھے ہاں پائے ہیں حضرت شیخ الاسلام نے اپنی عادت ہلکے کے مطابق رقم پڑھا اور اس کی قسمی زبانی کہ حضرت مولانا حسین علی حضرت گنگوڑی کے تالیف تھے، لطیفہ آپ حضرت خواجہ محمد شفیع آیت

tooba-elibrary.blogspot.com

موسازی کے تھے پھر حضرت مولانا نے نہایت افسوس لکھا، راجا اور دعا حضرت فرمائی اس کے بعد مدرسہ میں ایصال ثواب کے لئے روزہ میں حصہ سوزا طلباء، ساتھ حضرت بھی حاضر ہوئے، قرآن پاک کی تلاوت ہوئی اور پھر حضرت کی محضرت اور وصات کے لئے دعا کی گئی لیکن اس وقت کے چند دن بعد معلوم ہو کر یہ حادثہ کسی دریا میں نے دیا تھا حضرت مولانا حسین علی قرآنی تک تالیف حیات میں اس پر خوشی ہوئی اس کے بعد تقریباً دو سال تک حضرت نندہ تھے۔

علمی صلاحیت

حضرت مولانا حسین علی و اللہ تعالیٰ نے بڑا وسیع علم عطا فرمایا تھا خصوصاً علم حدیث اور فقیر فقہ حاکم اور فقہ و سلوک میں بڑی وسیع دستگاہ تھے، وہ بڑی شہسور عیسیٰ اور استدلال کے مالک تھے علم استدلالہ مجال میں آپ کی نظر ٹھٹھی وسیع تھی، احادیث کی نقد و جرح میں کامل تھے اور مختلف احادیث کی عقیدت میں ہمارے تار کھتے تھے، قرآن کریم کے ترجمہ اور مطالعہ کیے بیان کرنے میں آواز مضامین کے استفادہ اور آیات اور سورتوں کا ربط بیان کرنے میں قرآنی نظریہ رکھتے، مثنوی مولانا روئی اور دینی شرح کا تیسرا پڑا جو ترجمانی تحقیقات حسبہ و توحی سے کہتے تھے اور کئی مسائل میں دینی کی باتیں زبانی پڑھ کر سناتے تھے، اس طرح مثنوی کے شمار میں بکثرت زبانی پڑھ کر کے شمار میں خصوصاً علم فہم اور فقہ و سلوک اور حقائق و مسائل کے بیان میں سنایتے تھے، تحفہ ابد اصیبہ سے بہی نظریں کریم، افلاک کا کہتے ہیں کہ حضرت کی شخصیت بڑی متناک بلایع تھی آپ کو کلام و عمل دونوں میں اللہ تعالیٰ نے وافر حصہ عطا فرمایا تھا، عوہ انبیا ہیبت ذکر شاغلہ اور فنا فی التوحید تھے، ہم نے ایک مرتبہ شیخ القاری حضرت مولانا محمد علی زبانی مبارک سے سنا تھا آپ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا حسین علی کا مین میں سے تھے، آپ قرآن کے عاشق تھے اور قومیدان کا حامل تھا۔

تبلیغ و اصلاح

حضرت مولانا حسین علی کو تبلیغ میں بھی غایت دور رس کی تھی، تھی اور لوگوں کے عقائد کی اصلاح میں ہیبت، انہماک تھا، پنجاب کے اکثر لوگ شیخ حسین پیر صاحبان سے آپ بیعت ماناں تھے، کیونکہ یہ لوگ نفاذ کی گزشتہ کے ساتھ ساتھ مدعا حیات سے بجز محروم ہو کر کلام و نیاداری اور رسومات شکر اور جماعت کا شمار ہو چکے تھے، اولاً سترہ سترہ خانقاہی نظام پر کئی خانقاہوں کی اصلاح، عقائد و اصلاح

اور دعوتِ نبوت کے لحاظ سے تریاقِ کامل رکھتا تھا، جیسکے ہوتے اور گراہ و گولہ بیان پہنچ کر خدا پرست اور ایمان یں جلتے تھے، بالآخر یہی نظامِ خاتمِ انبیاءِ بدعات و شرکيات رسالت کے گرجوں کو روکنے کی تحدیدِ خاصہ اور قطعاً ہو گئی، دنیا داری کا یہ عالم تھا کہ انگریز کے دور میں ہندو کے گرجوں میں مسیحیوں کے ایک انگریز دانشور نے سے بیڑا بچے سے استقبال کرنے کی درخواست کی تھی جس پر یہی مرحوم شاہ صاحب مرحوم نے بھی یہ کہہ کر اندس کر انہار کیا تھا کہ کیا رویشوں کے یہ کام ہو سکتے ہیں ج

پہلو گزرا کہ بچے عزیز و کجا ماند مسلمان !

دیگر وضو نکات پر یہی شاہ (۱۸۴۰ء) اس سے پرہیز سامان کی ذمیت اور دنیا داری کا اندازہ ہو سکتا ہے اس حالت پر پہلے مسلمان کے دل میں کھ اور روکا پیدا ہوتا تو یہی بات ہے حضرت لانا حسین علیؑ تو بہت سنا کس، اس سلسلہ میں جو خدمت اور کام اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے لیا ہے وہ قابلِ داد ہے۔ حضرت نے شرک، بدعت کے خلاف زحمت و غصہ میں فرمائے بگڑنا طرے اور مباحات اور علمی گفتگو میں بھی فرما ہیں اپنے مخالف اور مدین کے علاوہ علماء کے ایک بہت بڑے حلقے میں دین حق کی کچی خدمت کا جذبہ پیدا کیا اور پھر محض لوجه اللہ توبہ کی ترویج اور شرک کی تردید کا بے مثال کارنامہ انجام دیا اس لئے پنجاب اور بعض سرحدی علاقوں کے شرک نواز اور بدعت پسند گروہوں نے آپ کو کشتِ گناہ کیلئے لوب، دوائی، وغیرہ کے لقب سے مہم کیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعوت کو حق اور نبوت سے نوازا چنانچہ اکثر خدمت سرحدی مقامات، بھارت، سرحدی ریاستیں اور پنجاب، کشمیر اور سندھ اور بعض دیگر علاقوں میں بھی آپ کے خانہ اور اپنے استفادہ کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے جو اپنے نفرت اور حوصلہ کے مطابق دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ رسومِ بدعت اور عقیدت کے لیے پہرہ گرجوں میں اور باطل پرست جو بے عملی، بد اعتقاد اور شرکيات، بدعات چھوڑتے ہیں ان کے خلاف یہ جیاد جباری ہے۔ و ینذہ علامہ من قبل ومن بعد۔

بیعت و ارشاد

حضرت مولانا حسین علیؑ ایک شیخِ برحق اور نیک دل، روشن ضمیر بزرگ تھے، گاہدات و ریاضات بھی اپنے بہت کچھ کی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ علم اور دماغ اور ظہار کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیا تھا آپ ہر ایک طرف میں جہان سے گزرنا صلہ طریقتی عقیدت بندگی قبولی میں بہت کمال تھے اس سلسلہ

مبارک کی نمایاں علامات یا امتیازی نشان ذکر آئیں کی کثرت اور شایع صفت نبوی ہے توبہ کی تیسین گویا ہیبت حاصل ہے جو باری اصل الاصول ہے، آپ کے علوم کے علاوہ بہت کچھ علماء اس طریقہ میں ہیبت کثیر اور بچھاپنے لپٹے فوق اور استعداد کے مطابق فیض یاب ہوئے۔

تحفہ ابراہیمہ سے ناظرین کلام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عقیدت بندگی طریقہ سلوک کو حضرت کے نزدیک زیادہ ہیبت حاصل تھی اور زیادہ تر اسی طریقہ میں آپ ہیبت فرماتے تھے لیکن آپ کو تمام معروف طریقہ عقیدت و سلوک میں اجازت اور شایعیت حاصل تھی۔

حضرت خواجہ محمد عثمانؒ سے تعلیم

فوزِ شمانی میں تحریر ہے کہ مولوی حسین علی صاحبؒ ترم مزاج ناسک اور مجاہد سلطہ اللہ تعالیٰ حضرت (خواجہ محمد عثمانؒ) کے حاصل صحابہ اور عظیم شفاعت میں سے ہیں عالم، فاضل عیاد، مونی کمال خوش استعداد، بظاہری اور باطنی رکھتے ہیں اور ستائشوں (خواجہ محمد عثمانؒ) کے صاحبزادوں کے اپنے علم صرف، نحو، منطق، ہندو شکرک اپنے حکم میں پڑھا تھا اور باقی علم حدیث اصول فقہ، منطق، فلسفہ، تفسیر، تفسیر و غیرہ ہندوستان میں پڑھے ہیں تحصیل علوم کے بعد جب کہ آپ کی عمر میں سے بیس سال گزر چکے تھے تو مشرقِ تہجد اور کاشمیر میں مشہور ہوئی رہتے تھے مشرق کے غلاب میں ایک ویش کو دیکھا اور ان کے مکالمہ کو۔ ویشوں کے حالات دریافت کرنے شروع کیئے اور ان ویشوں کے مقامات کی علامات و دریافت کرنی شروع کی آپ ایک صاحب علم جو حضرت زولنا حسین علیؑ سے حدیث شریف پڑھتا تھا اس نے سون کے نانا تھا واکاشان تیا اور حضرت

(خواجہ محمد عثمانؒ) کی شکل و صورت بیان کی اس کے سنتے ہی آپے واہو ہو گئے سب منافق و شریعت سنان چینی تو وہی تمام اور وہی کی موت بھی جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا حضرت نواہر صاحب نے پوچھا کہاں سے آئے جو عرض کیا وہ قند ولبان پھولوں سے فرمایا کہ مولوی حسین علیؑ کو کچھ حاصل معلوم ہے عرض کیا نیرت سے ہے پھر فرمایا کہ کیا تم اس کے اترا میں سے جو عرض کیا میں خود حسین علیؑ ہوں خود؟ صاحب ان کے گئے اور بغایت حرمت سے شمایا توڑے دھتے کے بعد انہوں نے ہیبت بھلنے کے لئے لہ مراد کاشمیر میں دین صاحب اپنی ایک قرینہ لکھے ہیں کہ جو صاحب علیؑ کا سلسلہ شایعیت و ہیبت یعنی خانقاہ خلیفہ جو ہندوستان کا مشہور علمی و فقہی راہ ہے ۱۲ سنائی

toobaa-elibrary.blogspot.com

عرض کیا خواہہ مہر مہر فرمایا کہ اس طرف میں کشت گناہات نہیں اس طرف میں تو ایسے آپ کو جلائے گا
 رویدیں طرفی سوختن است تم نے اس قدر تحصیل علم کی تکلیف میں سرسری ہے پھر کیوں اپنے آپ کو
 جلاتے ہو راجہ جلالی سوزی عرض کیا کہ حضرت یوں کے لئے آیا ہوں آخر کا حضرت نے بیعت
 سے مشرف فرمایا اور طریقہ عالیہ میں داخل کیا اور حضرت خواہہ مہر مہر کے سامنے بے انتہا مہر و اطاعت
 ہوئے جب آپ کا سینہ تمام کمالتِ نبوت تک پہنچا تو خواہہ نے آپ کو حملعت عطا فرمائی اور بیعت
 کرنے کی اجازت فرمائی اور اجازت نامہ لکھا کہ عطا فرمایا اور نیزہ ڈالنے کی اجازت اور حزب العجم کی اجازت
 بھی عطا فرمائی آپ حضرت خواہہ عمر عثمان کے سامنے مہر مہر کی گفت گوتے تھے تو
 کی وفات کے بعد مولانا حسین علی نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں حقائق و مصارف آگاہ خواہہ عمر صالح الہدی
 رفونہ حضرت خواہہ محمد عثمان کے مقرر میں شہا ہوا تھا میری قربت میں ہی کی طرف تھی وہ شخص
 اس وقت خواہہ عمر عثمان کی طرف متوجہ تھے ایک عقائد بنا (حافظت کے اولاد آئی کہ ان دونوں
 کو خائف سے باہر کر دو اس واقعہ کے بعد میں نے حضرت خواہہ عثمان کی طرف توجہ نہیں کی بلکہ خواہہ
 سراچ الہی کی طرف ہی متوجہ رہا تھا کہ ان کی طرف توجہ کرنا یا جینہ خواہہ عثمان کی طرف توجہ ہے۔

- حضرت مولانا حسین علی نے بڑے مہربان حالات میں اور کشتی صحیح رکھنے والے ہیں اکثر ان کا
 بڑے اپنے خواب بچتے ہیں ان کے باطن حالات بہت ہیں خواہہ تکلیک وجہ استحقاق کیا ہے لہذا
 لہ حضرت مولانا نے بعض خواب نہایت مہربان میں نیز میں پناہ پر ایک خواب تھا کہ میری کے سفر میں حج سے مولانا نے یہ
 کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام غزالی کی قبر مبارک کے پاس میں حضرت امام شافعی اپنی قبر سے علی الترتیب
 ساتھ ساتھ آیا الحمد للہ حق ذاک — اس خواب کی تعبیر باطل ماہر ہے حضرت مولانا حسین علی کا کہنا تھا
 نے امام غزالی کے مہم سے وہ حضرت عطا فرمایا اور اس کی خدمت کا مہر بھی دیا جینہ خواہہ نے اس کے سفر میں چند خواہہ
 حج پر حضرت مولانا فرماتے ہیں کہ۔
- (۱) میں نے خواب میں اپنے مہر حضرت خواہہ عثمان کو دیکھا وہ مجھے تو اس کی ایک چوٹے گردانی تفسیر عطا فرمائی
 - (۲) میں نے عرض کیا کہ یہ ساتھ ساتھ کہیں کی تفسیر ہے آپ نے فرمایا: اے!
 - (۳) میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک تفسیر لکھ کر امامین کی طرف سے عطا کی گئی ہے
 - (۴) میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نبی کریم دیا کہ میں یا ربانی لکھنے پر

حضرت خواہہ عمر عثمان کی ولادت با سعادت ۱۲۳۳ھ میں مومنین کوئی علاقہ کھچی تو اس وقت حضرت
 اسماعیل خاں ہوئی حضرت علی بن ہرست محمد تہ طہاری کی خدمت میں حاضر ہوئے شرف بیعت حاصل
 کیا فیوض باطن سے مستفید ہوئے ہے افسوس کہ سال چارہ تیرہ دن تک شیخ کی خدمت اور
 صحبت میں بلا ترمیم سے طریقہ فقہ شریف کے تمام مفاد و مہر حاصل کئے اور باوجود اس کے کہ
 حاجی صاحب کے برادر علی عطا مہر جو تھے لیکن کثرت کے وقت خواہہ عثمان کی کسی اپنا قائم مقام اور
 (دفعہ ۱۹ کا بقیہ حاشیہ) اور اپنی زبان مبارک میرے سامنے داخل کی اور اپنا عہد دین مبارک میرے سامنے لگاوا۔

- (۴) میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت علی نے فرمایا کہ میری تفسیر تفسیر کتبہ کا حکم ہے میری ہے۔
- (۵) میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میری تفسیر اپنی تفسیر کرنے والوں کی عطا کونام کر دیا ہے۔
- (۶) میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تفسیر ساتھ ساتھ فرمایا اور اسے حافظ کی حالت
 میں مجھے پلہ لڑا ہرے لگئے۔
- (۷) میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے ایک غنیمت زرتشتی کی دست و پناہ میں
 اور اپنے ہاتھ مبارک سے اس پر لگا کر اسے حضرت علیؓ کے ساتھ کراہا ہے جس سے نبی اللہ شریف
 کے پاس مدعا بھی پھر میں حضرت علیؓ کے پاس آیا میں نے عرض کیا انصلا اللہ والسلام علیک
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ ساتھ کیا اور فرمود کفایت اور اذکار سکھائے۔
- (۸) میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم کہے ہو میں نے آپ کو تمام یا ادرائے سے یہاں اپنے
 ہی وقت اس کی تفسیر کر رکھی مراد حضرت علیؓ سے ان کے واسطے کہ ان کو تمام کراہا کہ ان کے ہاتھ مبارک سے یہاں اپنے
- (۹) مجھے یہ بھی لگا کہ اب کی اور لوگ تو یہ ہیں تیری نمانندت کہتے ہیں وہ وہاں ہیں۔
- (۱۰) میں نے خواب میں دیکھا کہ امام غزالی کا مہم حضرت امام سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سب لگا آواز سے
 پلا کر فرماتے ہیں کہ میں نے فرمادہ کہ بلا کہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہ وہ ہاتھ اور منہ سے تو شخص کا ہے۔

محض اشعار ہرین مرزا نے خود ان کے کتب میں جو صاحبان نے تفسیر میں لکھی ہیں ان کے ترجمہ اور تفسیر کا مسئلہ یا کتب
 مہر مہر کی سب سے وہ ہے ۱۲ حوالہ

پانچویں متریک، اسکے عقائد مشہور روزگار ہی ایک جہاں نے اسکے استاد کیا خراسان ۱۴۵۰ء
 پہنچا، سندھ و ہند کے ہزار لوگوں نے اسکے ہاتھ مبارک پر بیعت کی اور فیضیاب برستے تھے
 سال و کس ماہ مندر شاہری تھے اور فقہ مالک شہیندہ پر تہذیب کا یقین لایا۔ اسی وقت
 ۶۲ شعبان المعظم ۱۳۱۳ء وفات پائی، قبر مبارک خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں
 گود کسفر کے ماہ میں واقع ہے اپنے مرشد کے برہت دم راحا شیخو شد عثمانی (۱۳) مولانا
 قاضی شمس الدین صاحب اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں کہ:-

حضرت خواجہ محمد عثمان، حضرت حاجی دوست محمد تندرانی کے عقائد میں سے ہیں جن کو
 ایک بزرگ ستانہ کی رعایت و تہذیب پناہ طالب علمی میں مناسقات پشاور میں ایک بزرگ بیان شستے
 تھے روز بزرگی، فی جملہ طبیعت میں رسواس کے باعث رفقا نہ سہری کے وقت غسل کیا کرتے تھے
 باڈے کا موسم اور کب بستر پائی رہتا تھا حضرت خواجہ محمد عثمان غزالیوں صحیح کہتے تھے اور سہری
 وقت سگ بلدا کرتے تھے جب وہ بزرگی غسل کرتے تھے تو چپ پلہ سگ سیکھنے کو کہتے جاتے اور
 ان کے سامنے کبھی کوئی جملہ وغیرہ وغیرہ نہ بولا کرتے:-

حضرت خواجہ عثمان بری خصوصیات کے حامل تھے، شب تیرا کم خود بھی دو دو بیٹے تک
 کھانا نہ کھاتے موت کوئی کجیور کا مانہ میں چھایا اور بس جب سفر میں جلتے تو کسی امریکی نہ دعوت
 قبول کرتے اور کسی کے ہاں کھانا کھاتے، بریک سفر میں پانی ہی نہ گرتا ہی پرونا جیران تھی کہ بکرا
 کھا تا ہے، علوم و نسب کا پڑاشوق تھا ایک ہزار روپے سے کہ فریہ اسمعیل خاں کے قابوں سے
 تفسیر سبزی عقل کو لائی تھی، کوئی سند نہ پڑھی، اترا یا قاعدہ تھانہ سے لے کر میں چھوڑ کر تھیں کہ کہ توئی میتے
 تھے ہندی سکوک رکے تمام وقایع شگلا، ولایت صفری، ولایت جہزی، ولایت حیا، مکاتبت ہجرت
 وہ ان خاق دینی، حقیقت موسوی، حقیقت ابراہیمی، حقیقت محمدی، توسر حسب مرتب تک
 نام ش کیا ہوا تھا، مولانا محمد شاہ صاحب محمد علی فاضل اہل علم و دیوبند تھیں حضرت مولانا عبد
 سندھی نے میرے ایک استاد پر اپنے عقوبت مؤرخہ و معاضفانہ اہل حدیث (۱۳) میں تحریر
 فرمایا کہ:-

حضرت نقشبند پر تہذیب و فدا و تہذیب سے موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ بھائی خان میں

tooba-elibrary.blogspot.com

پشتر فیضیاب ہمایاں سبک پہلے تشریف فرما ہوئے واسطہ بزرگ حاجی دوست محمد تندرانی
 ہیں جو حضرت شاہ احمد سید تہذیبی و بڑی مدنی (بولہ پستا، اصلا، شاہ عبدالغنی تھری) کے
 فیض یافتہ ہیں، حضرت مولانا گیسو گیسو بھی حضرت شاہ احمد سید کی خدمت میں وہی اکثر و بیشتر
 ماضی میں بیگرتے تھے اور فرنگی کے عقائد جہاں شہنشاہ میں حضرت شاہ صاحب کی سجدہ کبرا آبادی ناب
 مند مہم شد متعلق حال و بعد وہی ہیں مگر جہاں ہند کرنے کے وجہ سے شروع ہوا تھا حضرت شاہ صاحب
 کے علم سے حضرت مولانا گیسو گیسو، حضرت مولانا کافر تھی، حضرت حاجی امداد شاہ تعالیٰ شال پور
 تھے جس کے نتیجے میں حضرت شاہ صاحب اور حاجی صاحب نے حجرت جہاں مقدس اس اختیار فرمائی تھی
 اور حضرت گیسو گیسو اور حضرت نازوقی پر دعوات قائم کی گئے تھے۔

حضرت خواجہ حاجی دوست محمد تندرانی کے عقائد میں سے ارشد ضلع ڈیرہ خواجہ محمد عثمان تھے جو
 خواجہ حاجی دوست محمد تندرانی کی وفات پلان کے پانچویں ہونے اور اسکے عقائد میں سے ہجران کے
 بعد اسکے صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ سراج الدین گھانہ شین ہونے آپ نہایت ہی ترک و احتشام
 کے مالک تھے اور عالم شہر آپ کو علم حدیث سے بے مشغف تھا، اسی شکل کا علاج یہ تجویز ہوا
 مسجود و سرخس کی امداد کی تخریج کا مسئلہ اختیار کیا گیا اس کام میں حضرت مولانا حسین علی کی مدد
 لازمی قرار دی گئی حضرت خواجہ سراج الدین کے عقائد میں حضرت سے علاء شریک تھے اور مولانا محمد امیر
 دہانی، مولانا فضل کریم کیشی شونی، مولانا مفتی امداد صاحب ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا غلام حسن کسا
 مولانا ابو سعید احمد عثمان صاحب گلجڑی کھنڈیاں ضلع میانوالی۔

عالم شہاب میں ہی حضرت مولانا خواجہ سراج الدین کی وفات ہوئی مبارک و دم اسعادیں
 کے علاج کے لئے آپ وہی مہم کا حافظ محمد اسماعیل خاں کے زیر علاج میں چند روز رہے، آپ کے تین صاحبزادے
 تھے، حافظ محمد ابراہیم، مولوی محمد عاتق، مولوی محمد زاہد، بافقان خان، حافظ محمد ابراہیم صاحب شین تھا
 چھٹے تھے ان کی تعلیم اسماعیل کے لئے مولانا محمد امیر دہانی ساکن مدوہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اور مولانا محمد
 ساکن سیدان ضلع میانوالی کی خدمت حاصل کی گئیں اور ان کی روحانی تربیت حضرت مولانا حسین علی کے
 سپرد ہوئی اسماعیل پرستہ ہندی ہوئی اور مولانا کو ایک خاص تربیت کے قرینہ حضرت مولانا حسین علی نے
 تحفہ بہراہیہ کے ہم پشایع فرمایا حضرت مولانا حسین علی نے عقائد شہاب میں ہی مکتوب سے

دست و فضیلت حاصل کر لی اور امام محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معرفت فرمائی آپ نے
 سکن ابی داؤد کا ماری بھی تحریر فرمایا آپ نے ابی بدعت و شرک کی دھاندلی کا علاج قرآن کریم کی تعلیم کو
 عام کرنے سے فرزند فرمایا اور قرآن کریم کا نام رکھنے کے بدلے تاجی انگاروں کی تفسیر کی شکل میں ابو
 آیات کے مسلسل نظام سے بلطفہ اعلیٰ دوائے کلام نے کہ کشف فرمایا آپ کے پیوستہ اکابر جہاں نے نہایت
 طریقت حاصل کی ہے جہاں میں حضرت علامہ امام رسول صاحب ابی داؤد مولانا محمد امیر صاحب
 ساکن محمدال ضلع شان مولانا قاضی محمد صاحب مولانا ناصر الدین ساکن غرضشکی کے نام قابل ذکر
 ہیں آپ کے علاوہ قلمی میں بھی چابوہ خداداد ہیں مثلاً مولانا یار محمد عثمانی میراں مدد مولانا غلام اشرف خاں
 صاحب آپ کے صاحبزادوں میں مولانا عبدالرحمن صاحب آپ کے صاحبزادے ہیں

سما و بخاری صاحب اپنے ایک محتوب میں لکھتے ہیں کہ۔

غالبہ حضرت کی ایک ہی بی بی تھی جس سے پانچ فرزند ہوئے مولانا ناصر الدین صاحب مولانا عبدالرحمن
 صاحب مولانا محمد صادق صاحب مولانا محمد عبدالرحمن صاحب مولانا عبدالرزاق صاحب پانچوں
 بقید حیات ہیں۔

خواجہ محمد سراج الدین صاحب

فوائد عثمانی میں ہے کہ خواجہ سراج الدین نے قرآن مجید شاہ محمد صاحب احمد قزم بائیسے
 سے پڑھا اور کلم فارسی، صرف، نحو، منطق، عقائد، اصول علم قرآن، تفسیریں، کنز الدقائق، شرح تاتار
 اوصلین، دیلمیہ، ترمذی اور اصول تفسیریں، فوائد انوار، مولوی سہیل تفسیر میں مولانا صاحب نے حدیث میں
 مشکوٰۃ، نصف اول ابن ماجہ، نصف اول مولوی محمود شیرازی سے پڑھا، باقی کتب عوم مولوی
 سہیل کا باقی حصہ اور کتب شرح و تالیف اخیرین، جہاں اول تفسیر ہدایہ کتب تنبیح الاصول، علق، تفسیریں، ترجمہ
 قرآن شریف، مشکوٰۃ، نصف اخیر، مجمع بخاری، صریح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، مولوی
 حسین علی سے پڑھا اور علم تصوف میں کتبوت امام ربانی، جہاں اول ثانی ہر سجدہ کمال کشف و کرمی
 تفسیر کے ساتھ اور کتب تصوف کا کتبہ تفسیر، تفسیر کے ساتھ لینے والد ماجد تکریم برکتی صاحب
 صاحبزادہ محمد روح ان علوم کی تفسیر سے غافل ہوئے تو خواجہ عثمان نے جگہ سے تارندی میں شہریت
 کے لئے سبب خفا دروغ و دھاندلی کا مادہ دوسرے حسین خفصین کو کہا، کیا آپ کی ہمتا کے مطابق احوال بنائے

tooba-elibrary.blogspot.com

سے مرید بن گئے خواجہ عثمان نے بروز پنجشنبہ ۱۳ جہاد لادھی کے ہوتے ہی نماز کے بعد
 خواجگان پنجشنبہ یہ جہاد کے غم سے غافل ہوئے کہ بعد حضرت خواجہ بدعت محمد قاضی کے مرید
 پڑھنے پر سب جمع حاضرین بیٹھے اسی وقت حضرت قرآن پاک لیا اس کے چند ماخذ اور تالیف سماج
 قرآن کی چند سوئیں بنا کر اس سے حسب دستور چنانچہ تمام کتبوں کو ابی بدعت اور تالیف سماج
 کے بعد خواجہ عثمان نے سہی دوست محمد گمزار کی طرف متوجہ ہو کر وہاں دیر تک ٹھہری کہ اس آئینہ میں
 حضرات تہذیب میں برکتیں زمین حضرات پادشاہی کی طرف کشش خاص کی حالت طاری ہو گئی
 اس کے بعد پھر دوبارہ وہاں کی تمام حاضرین و غائبین کے لئے جو اس سلسلہ میں تہذیب کی طرف
 اقتساب رکھتے تھے کہ قرآن تعالیٰ ان کا فیض و برکات و ادارے سے مالا مال کرنے سے بہتر اور نفع و نفع و نفع و نفع
 دانہ الایجاد علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پھر تیسری مرتبہ وہاں تمام حاضرین مجلس کی
 ماجبات و محاسنات کے لئے کہ اللہ تعالیٰ و تبارک تمام کاموں اور سعادت دین دنیہ وغیرہ ان کے
 بسن طریقہ پر فرمائے اور کفایت فرمائے و اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ
 اجمعین برحمتک یا رحم الراحمین۔

بہاؤں اپنے ہاتھ مبارک سے صاحبزادہ محمد سراج الدین صاحب کے سر پر نعت ستائیدگی
 باقی روین دستا تذکرہ مولوی محمود شیرازی صاحب کے لئے ہاتھ سے بیٹھے پھر پوری سب سے
 کے مولوی حسین علی صاحب نے بیٹھے باقی دستا حضرت مولانا صاحب نے تبرکات صاحبزادہ صاحب کے سر
 پر ہاتھ ہی اس کے بعد صاحبزادہ صاحب کو جو فرمایا مولانا تمام حاضرین مجلس نے سہاگ باؤدی
 اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے دستا پادشاہی جناب مولوی محمود شیرازی صاحب کے
 سر پر ہاتھ اور جو فرمایا کیونکہ یہ اہل اتاتھے پھر اس کے بعد دستا سراج الدین صاحب مولوی حسین علی
 صاحب کے سر پر ہاتھ اور جو فرمایا کیونکہ دوسرے اتاتھے اور دستا فضیلت ہاتھ صاحبزادہ
 کے مولوی محمد یحییٰ خان صاحب کے سر پر ہاتھ اور جو فرمایا کیونکہ یہ صاحبزادہ صاحب کے تہذیب تھانہ
 ان کی منتہی اور میرا ہی کے تھیں انہوں نے تھیں علم کیا ہے

اسی کہ چاکر اس آستانہ اس قسم بصورت طے شد :

اس کے بعد دستا بزرگی جناب سید علی شاہ بھٹائی جودلی کے سر پر ہاتھ کیونکہ وہ ہمارے

حضرت کے جلیل القدر غلیف تھے اور ان کو شہادتِ شہادت ہی حضرت کی طرف سے حاصل تھی اور
چرخ میں پٹیا لگائی تھیں۔ جسکے بعد بعضی دوسرے شفا و مفلسا کو دستار بندی بھی ملی تھی کے اسٹارچ
ذیل لکھا۔

ملا محمد سید انور زوہد برادر عزیز حضرت خواجہ صاحب، حاجی قندرخان صاحب، رئیس
ڈی مافظ محمد یار صاحب، قاضی عبدالرسول صاحب، قاضی قمر الدین صاحب، سید امیر شاہ
صاحب، امیر قاتب المعروف، مولوی نور خان صاحب، مولوی علی محمد صاحب، قاضی عبدالقادر
صاحب، عبدالحمید انور زوہد صاحب، غفار صاحب، عابد رویدار صاحب، مولوی نور الحق
صاحب، بعد فراغت جلسہ دستار بندی شہر سینی تقسیم ہوئی حضرت خواجہ صاحب نے وافرائی۔
(فتاویٰ عثمانیہ ص ۳۳۲ و ۳۳۳)

مرفوعا قاضی شمس الدین صاحب اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں کہ۔

حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب مرحوم حضرت (رحمۃ اللعالمین علیہ) کے خواص شاگردوں
میں سے تھے بلکہ ائمہ علوم حضرت مرحوم سے ہی حاصل کئے تھے واقعہ یہ تھا کہ حضرت خواجہ محمد شامی
مرحوم نے حضرت مرحوم کو کونسی زنی شریف آ کر حضرت خواجہ محمد سراج الدین مرحوم کو کھڑے کی
دعوت دی اس پر حضرت مرحوم نے عرض کیا کہ مجھے گھرا اہتمام کیسے ہوگا تو حضرت خواجہ محمد شامی
نے ملکہ باریان مرحوم کو وہاں بچھراں حضرت مرحوم کے گھر کے اہتمام کے لئے بھیجا اور حضرت مرحوم مؤمنی نے
تشریف لے گئے اور خواجہ محمد سراج الدین مرحوم کو کھڑے کیا اور خود وہی سلوک کی منزل ملے کہ
ہے۔ حضرت مولانا حسین علی آبادی تو حضرت خواجہ محمد شامی سے بیعت ہوئے اور خلافت پائی اور
اجازت نامہ خلافت خواجہ عثمان صاحب نے اپنی وفات سے تین سال قبل ہی تحریر فرمایا تھا نیز کراہت
کا ترجمہ قاضی ہم نافرین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

”محمد سراج کے بعد خیر خیر لاشیٰ عثمان کی طرف سے واضح ہو کہ حقائق و احسان آگاہی حامی علوم
مقلدین، راوی قنون فرعی واصل مولوی حسین علی صاحب اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں رکت عطا فرماتے اور
ان کے درجات بلند فرماتے جب فقیر کے پاس آئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ تجویز نظر میں داخل
ہونے کی درخواست کی فقیر نے حسب دست پر بیان کیا اور کرام اہل ان کے لطیف حسب پر شایا اللہ کے فضل

سے اور پیر و دستگیر کی برکت سے روشن تاثیرات قوی و درجہ کی اس عظیمیوں کا خبر بھیجئے اور درجہ
بدرجہ اور طاعت میں ترقی، ہر سعی، ہر سعی، اہل اہل، ناقاب بیسے جیسے ماہ و سال گذرتے گئے
ابن قادم طاعت میں اذواق و اسواق، استہلاک و استعمال، بے غوری کا ٹھہر ہوتا اس کے بعد
نئی و اشیا، ہر اترتہ احدیت، ہر اترتہ طائفہ غم میں کو شہادت کہتے ہیں اور وفیات تلاش اور
مراقبہ اسم اعظم براہ کما تات تلاش کیے، اللہ تعالیٰ ان کے ان مقامات مذکورہ میں ممالک اور
تائیرت حضور و بعیت، فاقہ و عطا فرمائے ہو کر مولوی صاحب مدح ذی استعداد تھے کہیں
اپنے پیہ مشرق و قبلہ و کعبہ نور اللہ فرمادہ کی روش پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ تجویز نظر یہ کی اجازت نہیں
و محیی اللہ تعالیٰ ان کو اپنی ذات اللہ اس کا وہب عاشق بنائے اور اپنے بیان کیا کا عجب بنائے بعض
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادا آپ کی آل کے اور اللہ تعالیٰ ان کو نشیوں کا پشیمان بنائے اب ان پر
فاز ہے کہ طریقہ عالیہ کو راج ویں اور اس طریقہ کی تحقیق کریں طابا بن جن کو ان کا تادم راج ہے اور
ان کا متبول میرا متبول ہے اور اشاعت ہے ان لوگوں کے لئے جو ان کی آواز کریں اور میں ان کو تاکید
کیا ہوں کہ ذکر فکر پر ولادت رکھیں حقوہ اور طہر کی امتیاز کریں اور اپنے تمام امور میں لوگوں سے پاک
اور اللہ عزوجل سے ہی امید رکھیں اور اس کی طرف توجہ رکھیں اور اجازت کی شرط احسان ہے
شہریت حق پر خداوند کریم بندہ اللہ کی ہولان کی زندگی کو اپنی رہنما کے لئے بنائے۔

حضرت خواجہ عثمان کی وفات کے بعد مولانا حسین علی نے خواجہ سراج الدین صاحب کی فر
بروح کیا خواجہ سراج الدین صاحب نے اجازت نامہ تحریر کیا ہے اس میں درج ہے کہ۔
”اخ صالح مولانا حسین علی رحمان نے طریقہ نقشبندیہ میرے والد سے اُنہ کیا تھا اور اہل
کی بیاری کے بعد ان کو طریقہ عالیہ میں اجازت مطلقہ عطا فرمائی تھی اور صاحب جب بگڑا آپس دینا
رضت ہو گئے تو مولانا صاحب نے فقیر کی طرف رجوع کیا کہ باقی ماندہ اسباق کی تکمیل کریں اور پھر
ابتداء سے اس سلسلہ کو شروع کریں یا جو جو حدیث یا قیامت کے میں نے ان کے سوال کو قبول کرنے سے
چارہ کار نہ دیکھا حقیقت احمدی حسب صرف، الامین، اور نہ صفت قاضی، اور نہ حقیقت مرحوم
کا جس نے وہ اپنے حسب حال انہوں نے اجازت کا شاہد کیا اور فقیر نے بھی شاہد کیا اور بلکہ ہمار
اور صلح لاؤ رہن گئے ہیں نے بھی اجازت مطلقہ دی طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں اور دیگر طرق

قادریہ چشتیہ، بہروردیہ، البروریہ وغیروں کے وہ علمائے ہدایت کی بحیثیت لیں اور اسباب کے قلوب میں سکینت اور اطمینان حاصل کریں اور اس حرم کے علمائے سلفین عریقہ پر بحیثیت لیں پس وہ میرے خلیفہ ہیں اور ان کا ہاتھ گورامیرا ہاتھ ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو ان کی اقتدا کریں۔

سنت مولانا میں علیؑ خود سراج الدین کی حرمت رجوع کرنا اخذ الا کا بہن الا صلا

کی بہترین مثال ہے اور دوسرے لوگوں کے منبرت انھیں ہے چلنے زانو میں تو یہ سب نہ برابر رہتا تھا مگر میں کرام میں شرح اکابر سے انہد کرتے تھے اسی طرح مادی دہرہ والوں سے اور اسانگہ سے انہد کرنے میں بھی کوئی باگ نہیں رکھتے تھے اب اس گورس و گھوڑی سی بہتری حاصل ہو جائے تو اسکی پاؤں زمین پر نہیں گتے۔

تعلیم

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت مولانا حسین علیؑ نے تدریسی تعلیم اپنے والد اور اپنے عطا کے جنس دوسرے علماء سے حاصل کیا لیکن علمِ تعلیم کے لئے آپ کے بندوستان کا سفر انتہائی کرنا پڑا چنانچہ حضرت نعمت گوی مولانا محمد ظہیر ناٹو قوی، مولانا احمد بن بیسے اکیسے علم حاصل کیا چنانچہ حضرت مولانا حسین علیؑ خود اپنی سندیں فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن کریم کی تفسیر پہلے حضرت مولانا محمد ظہیر سے پڑھی اور حضرت شاہ اسحاق کے شاہ سے اور وہ شاہ عبدالعزیز کے اور وہ شاہ ولیؑ اور پھر میں نے دوبارہ قرآن کریم کی کچھ تفسیر اپنے شیخ کی اور حضرت مولانا شید محمد نعمت گوی سے پڑھی اور شاہ عبدالغنی کے تفسیر تھے اور وہ شاہ اسحاق کے درس میں تھے قرآن کریم کی اجازت اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد عثمان سے بھی حاصل ہے ان کو اپنے مرشد حضرت حاجی دوست محمد صاحب قدوسی سے اور ان کو شاہ احمد سعید سے ان کو حضرت ابو سعید سے اور ان کو شاہ عبدالعزیز سے اس کے بعد کلاس حضرت شاہ ولی اللہ کی سنا اور کتب میں ثبت ہے جو اہتمام میں حضرت عثمان بن عفانؓ کی بنی علی صاحب عبداللہ بن مسعودؓ الیٰ بن کعبؓ زید بن ثابتؓ کے واسطے سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے حضرت مولانا غلام نبی صاحب تلمیذ و مرید حضرت مرحوم اپنے ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک دن قرآن حضرت مولانا حسین علیؑ نے فرمایا کہ میں شرح میں بندوستان پڑھنے کے لئے صبح گیا تھا تو مولانا احمد بن صاحب امر وی کی خدمت میں دیر سے پہنچا مولانا نے فرمایا کہ داخل بندو

چکے ہیں سے عرض کیا حضرت داخل بندو ہونے کا ایک مصلحت ہے مولانا نے فرمایا کھانا اور کھانا پڑھیں لی سکیں گی میں نے عرض کیا کہ مستعد میں شامل ہونے کی اجازت مرحمت فرمادیں باقی اسباب بھی جو بائیں گے البتہ کتابوں کے لئے کہ صرف میں نے توجہ دانی مولانا نے فرمایا کہ روٹی کے مشتق؟ میں نے عرض کیا حضرت دکانوں سے جنگ کنگذ روقات کریں گے اسی پر مولانا مسکرائے پھر اپنے فرمایا کہ اس اسباق میں شامل ہونگے میں نے کہا سب میں شامل ہو جائے گا اسی پر ظہیر نے پڑھے اور میرا نام کلی متواہمی دیکھو یاد دوسرے دن میں اسباق میں شامل ہو گیا وہ ان سب میں میں نے ایک مقام دریافت کیا مولانا احمد نے مجھے غور سے دیکھ کر جواب دیا اور تمام سب میں پڑھو یا میرے مطالعہ والی کتابیں اس طالب علم کے دی جائیں اس طرح دوسرے دن گئے تھے جب میں کوئی سوال یا اعتراض کرنا تو مولانا پہلے غور سے میرے چہرہ کی طرف دیکھتے اور پھر جواب دیتے تھے دن فرمایا کہ ہماری صاحبزادی کے ہاں سے پیغام آیا ہے کہ ایک طالب علم کا کھانا چاہئے مگر کھانا دیا جائے اس طرح اللہ تعالیٰ نے سب آفتخاں کر دیئے اس طرح مولانا غلام نبی صاحب فرماتے ہیں کہ ترقیب زمانہ میں مولوی محمد حسین صاحب خوشبانی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم بندوستان میں تیس سال علم کے لئے تھے وہاں مولانا حسین علی صاحب میں پڑھتے تھے اور یہ مشہور تھا کہ مولوی حسین علی بنی صمدت فتح القدر کے ایک شاگرد ہیں صاحب کہتے ہیں ہم بچنے کے لئے گئے کہ وہ مولانا طالب علم ہے جو ایک گھنٹہ میں میں صفحہ فتح القدر مطالعہ کر لیتے تھے فتح القدر بھی نوگشور کے مطبع کی تصنیف کھان پر چنانچہ ہم مولوی حسین علی صاحب کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ یہ صحیح ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ان میں اس طرح مطالعہ کرتا ہوں اور پھر کتاب سب پڑھ کر دیکھتے اور ایک صفحہ سے عبارت شروع کی اور تمام صفحہ پڑھا کر کہ فرمایا اب جو تم پڑھنا چاہتے ہو پھر پھر دوسرے صفحہ کی عبارت پڑھی اور اسی طرح فرمایا کہ پڑھو۔

تصانیف اور عملی تحقیقات

حضرت مولانا حسین علیؑ کی تصانیف متعدد ہیں کئی کی روایات سے آراستہ ہوتی ہیں اور کچھ روایات کی شکل میں ہیں جو روایت نہیں ہوتیں اور حقیقت آپ کی تصانیف خاص تو دونوں شکل میں ہیں کئی قرآنی کی شکل میں ہیں اور کئی خود اپنے قلم سے تحریر فرمائی ہیں آپ کی تصنیف حق سے خاص مناسبت

دعویٰ اس لئے ہر ذکر پر یاد رکھئے لاکو فی خاص و کثرت و تنگ نہیں تاہم جو طبعی تحقیقات آپ نے کی ہیں وہ بہت قیمتی ہیں آپ کے علاوہ کا فرض ہے کہ وہ ان تصانیف کو ہر ہفتا کے قابل بنائیں جہاں تک میں کی تصانیف یا مسودات کا نام ہے یا جو کتابت مسطریں آپ کی ہیں ان کو ہم ترتیب ذکر کرتے ہیں۔

۱) بیضا فی الحیرات فی درجہ آیات القرآن اشد و اشد ان کے کرم کی آیات و مسودات کا نام بیان کرنے اور تفسیر کی نکات اور خاص خاص الفاظ کی شرح اور مشکلات کے حل پر مشتمل ہے اس کی آشنائی و سس میں ہونا غلام اللہ خان صاحب اور مولانا نذیر حسین شاہ صاحب جو لایا میں مشغول تھے نے قلمبند کیا ہے اس تفسیر کے دو جلد ہیں درج ہے کہ یہ تقریریں جو مکہ آتی ہیں حضرت صاحب نے غلام خان سے عقیدت رکھی ہیں اور بنیاد تھوڑی نظر فرمائی ہے تاہم سب سے ظاہر ہے کہ اس کی ترتیب

مجموع میں حضرت برابر شریک و ذمہ دار ہیں یہ کتاب تفسیر میں بہت عمدہ ہے لیکن افسوس کہ اس کی زبان بنیاد ناقص ہے اس کی کو زبان کی محنت کے ساتھ اگرچے ہر ذمہ دار نے کیا ہے تاہم اس سے اہل علم بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور حضرت کا فرض خاص بھی ٹھونڈا رہا ہے گا غالباً حضرت کے افکار

راہداریات کے بارے میں زیادہ تر اسی کتاب میں درج ہیں اس کے علاوہ جو آپ کے علاوہ اپنے صدوں میں پیش کرتے ہیں وہ زیادہ تر ان کی اپنی تحقیقات ہیں جن کو حضرت صاحب کی طرف منسوب کرنا مستحسن نہ ہوگا اس کے دو جلد ہیں ان میں غلام خان کے بارے میں حضرت کا فرض خاص بیان کیا گیا ہے آخر میں بیضا میں درج ہیں اس کی بعض عبارتوں میں اشتہار کی وجہ سے اعتراضات بھی کئے گئے ہیں لیکن ان کا مشاہدہ ہم اور تصانیف مجموعی طور پر یہ تفسیر بنیاد قابل قدر ہے اختلافات کی گنجائش

میں شفاء سورۃ الاحزاب کی ایک آیت کے تحت حضرت مرزا فرات نے یہ ذکر کیا ہے ان الذین آمنوا سے لے کر حبیب اللہ صاحب ہنوں کو لیا گیا ہے کہ ان جو عنایت سے نکال کر خواہ مخوش کی محنت برسا سوانے اسکا اہتمام قبل انمولیٰ سے و تو حضرت کوئی فہم نہ ہوگی جیسا کہ ترتیب کی محنت کوئی ذمہ دار نہیں۔ (صفحہ ۱۶۵)

واللہ اعلم حضرت مرزا نے بات کہاں سے اٹھائی ہے بغیر اس بات میں نہیں معلوم ہوئی تھی کہ حضرت پر کلام مرحمت کرتے ہی کہ حضرت بنیاد نے جب محنت دہی کی تو جہاں کا کلام حضرت سے اشد و اشد مستحق ساتھ ہونا تھا اور شفاء کے کلمے کے ساتھ حضرت فرات نام بیضا نے یہ (صفحہ ۱۶۴) میں مصری اور صاحب احکام القرآن

ابو بکر بن العزنی نے درج کیا ہے ان میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ مطلقاً زیادہ نفاذ انقضت عدتھا الا انہما ربانی فی حاشیہ صفحہ ۲۰۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

تو ہر قسم میں رہتی ہے لیکن نظم و نثر پر کان لیا جھانچا مواد اس میں پایا جاتا ہے۔

(۲) تسیان فی تفسیر القرآن تفسیر قریم نام تفسیر بیضا ہے (اراد)

یہ جوہر سارا ۹۹ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں قرآن کریم کی تمام سورتوں کا ایک ایک

خلاصہ درج کیا گیا ہے اس کی عبارت بیضا فی الحیرات سے لے کر بہت ہے غالباً یہ بھی حضرت

صفحہ ۶۹ کا تفسیر حاشیہ میں حضرت نے یہ ہے جب انکو ملتا ہے وہی اور پھر جب انکی محنت پوری ہوگی اور اس طرح نام این شرح نے اپنی تفسیر مجددہ ۳۹ میں لکھا ہے کہ۔

قال الامام احمد حدثنا حاشم یمن ابن حضرت شمس روایت کہ جب ترتیب کی محنت

القادسیہ اخبارنا انحضرتنا سلیمان بن پوری ہوئی تو حضرت نے اشد و اشد کے حکم نے

المفردۃ عن شایب عن انس قال ما انقضت نیرین حارث سے فرمایا کہ ہا اور ترتیب کے سامنے

عدۃ ترتیب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ میرا ذکر کرو (میں بیضا نکال کے جانے)

وسلم لذیذین حارثہ اذہب فاذہب

علی ابو

اور حضرت کا فی ثناء اللہ صاحب اپنی تفسیر مظهریوں بعدت میں فرماتے ہیں کہ۔

واعرج مسلم واحمد والنسائی و ابو یعلیٰ امام شمس اور احمد نسائی ابو یعلیٰ ابن ابی یان ابن

داہم ابن دینار الطبری نوین مرویہ و ذکرہ مرویہ اور بیضا نے بیان کیا ہے اور یہ انکو ملتا ہے

البعثی و ہذا القبط البغوی عن انس انہ کے ہیں کہ جب حضرت ترتیب کی محنت پوری

قال ما انقضت عدۃ ترتیب قال رسول جوئی ہوئی تو حضرت نے اشد و اشد کے حکم نے فرمایا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لذیذ اذہب حارث سے فرمایا کہ ہا اور ترتیب کی میری طرف سے

فاذہبوا علی الخ بیضا نکال نہ پایا دو۔

۲) اس طرح اس سورہ الاحزاب میں تسیان میں فرماتے ہیں کہ مرزا اشد و اشد کا کلام رسول

پر توجہ دینا کہ ہے کہ اس کو تسیان کی بیضا سے بیضا کی شاعت خوب طر سے کی گئی ہے اور جو حضرت نے

ورد شریف کا معنی آفرین آفرین سے کرنا صحیح معلوم نہیں ہوتا ہے لغوی طور پر اشد و اشد کے معنی ہر دو و شریف

تعمیک خاص شریف اصطلاح ہے اسکا اس معنی میں رکھنا بیضا سے بیضا حضرت نے اشد و اشد کے معنی اور صاحب

tooba-elibrary.blogspot.com

مولا حسینؑ نے اپنے علم سے تحریر فرمائی ہے۔ ابتدا میں علم علیؑ اور حاضرین نظر کے بعد
 میں تھا کہ کرام کے نشانوں میں سے ہیں اس کا سوا دیکھ کر نہ سمجھتے حضرت مولا حسینؑ علیؑ کا قرین کے متعلق
 طرز قیاس معلوم ہوتا ہے اس کی جہالت و گناہت کچھ خاص اچھی نہیں۔

(۳) تلخیص الطحاوی (عربی)

۵۲ صفحہ کی کتاب ہے۔ یہ امام طحاوی کی مشہور کتاب شرح معانی الآثار جو علم حدیث
 میں غیر متنازع کی نہایت ہی معتبر اور مستند کتاب ہے اور امام حدیث کے معانی بیان کرنے میں اور قیاسات میں
 بے مثل کتاب ہے کئی سو صفحات کی کتاب ہے اس کے تمام ابواب ایک ایک نفاذ حضرت مولا حسینؑ علیؑ
 نے صدیوں کیلئے اس پر صرف علم مسلم شافعی اور ہندی مرحوم کے حواشی ہیں جن میں جگہ جگہ نہایت ہی
 عمدہ کتاب ہے اگر کسی پیشانی کر لی جائے تو تمام طحاوی کا مفہم نہایت ہی تعلیل وقت میں حاصل کیا جاسکتا
 ہے۔ کتابت اور طاعت اس کی بھی اچھی نہیں حضرت نے اپنے علم سے تحریر فرمائی ہے۔

(۴) تحویرات حدیثہ (عربی)

بڑے سائز کے ۲۵ صفحات کی کتاب ہے جو حضرت مولا حسینؑ علیؑ نے امام حدیث کی شرح کی
 ہے اس کو عثمان کے مولوی رب نواز صاحب نے ۱۹۲۳ء میں پیش کر لیا ہے۔ امام حدیث کے اشکالات اور
 (صفحہ ۲۶ کا بقیہ حاشیہ) اور لغت سے ثابت ہے۔

(۴) ۲۲۱ میں فرماتے ہیں کہ عرض اہل مذہب شیعہ لا کے کسی حدیث میں نہیں اور ۲۲۳ میں فرماتے
 ہیں کہ یہ حدیث کو کوئی سبب کچھ جانتا ہے اور صحیح شام کی پڑھائی گل جہاد کے پیش ہوتے ہیں یہ عقائد شیعہ کی ہیں۔
 اس میں یہی بات اور دست معلوم نہیں ہوتی کہ عرض اہل مذکورہ صحیح حدیث میں نہیں ہے کیونکہ عرض اہل کی
 حدیث ابوداؤد میں ہے جسے حسن بیان کی ہے اور سند بخاری میں بھی مسند صحیحہ اس کا ذکر ہے جیسا کہ
 فتح الملکم جلد ۱۲ اور حقیقۃ الاسلام جلد ۱۲ میں ذکر ہے۔ البتہ دوسری بات تو یہ قیاس معلوم ہوتی
 ہے کہ اہل حدیث کے جانتے ہیں۔ البتہ شیعہ کا مذہب معلوم ہوتا ہے اور نیز سبب کچھ جانتا ہے جیسا کہ جلد ۱۲
 اور شرح ہے شیعہ کا مذہب یہی ہے کہ امامت نفس اہل جاہل جاہل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے اس
 انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ۱۲۰ ستون

tooba-elibrary.blogspot.com

شکست کو صل کرنے کے لئے بڑی مینڈ کتاب غیر متقدمین حضرات کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو کتاب
 و تصدب یا کم نہیں اور جہالت کی ریس سے یہ خیال کرتے ہیں کہ مذہب شعی کا مدار صرف فقہ پر ہے اور
 علم حدیث سے انسان کو کوئی تعلق نہیں یہ نظریہ اسٹو باطل اور واقع کے خلاف ہے۔ تحریرات حدیث
 کے مطالعہ سے ہر بات روشن ہوجاتی ہے کہ امامت کرام صحیح معنی میں حامل با حدیث ہیں اور جو احادیث
 بنا بر متناقض یا متضاد معلوم ہوتی ہیں ان کی یہ صحیح تفسیر علماء امامت کا قرین کار نامہ ہے اور حقیق کے
 بعد احادیث کو سب امامت پر عمل کرتے ہیں جو روایت صحیح مہمل لیکن دوسرے حضرات امامت کا
 ایک بہت بڑا سفر ترک کر دیتے ہیں اور اس پر بھی غر سے کہتے ہیں کہ ہم اہل حدیث ہیں یا اغلب حضرت
 مولا حسینؑ علیؑ فرماتے ہیں کہ امام ظہر ابوینہ امامت کے صحیح مطلب کراہتے ہیں اور اشاعہ جلد ۱۳
 کی اصل عرض کو مستثنیٰ کر دیتے ہیں اور اس کے رد کے عقائد اور روایت بالعموم سے جو تہذیبی اعتبار
 ہوتی ہیں انکو واضح فرماتے ہیں۔ تحریرات حدیث میں ہر سنگ مسال کے بارہ میں مختلف ابواب میں بڑی
 قیمتی تحقیقات درج ہیں۔ نصح با تجویز، نوح فوق العقد، صلوات الکسون، انتصار مذہب
 ابن مسعود، تحقیق مشہدہ، رخص تحقیق رفع الیدین، تحقیق سماع مؤتی، رفیع السلبہ
 وغیرہ کتاب اگر کسی تیسرے اور تیسرے کے ساتھ شائع ہوتی تو علم حدیث کے طالبین کے لئے بہت مفید ہوتی
 اس کی حالت لا بہتہ میں علم حدیث سے ہماری طرح واقفیت رکھنے والے علماء حضرات ہی متناظر
 کر سکتے ہیں۔

(۵) تقریر الجیحوی علی صحیح البخاری (عربی)

یہ بخاری شریف کی تقریر ہے جو اس کے جہتہ بہت مقامات کی شرح اور اشکالات و تراجم وغیرہ کا
 بیان اور بعض اشکالات کی تشریح ہے یہ تقریر کتاب سے جلد صفحہ ۱۰۲ ہیں جو حضرت مسند کوئی
 کی عادت مبارک میں عادات پسند نہیں تھی جو متعدد اور سایر صحیح مطلب کی بات کو برا فرماتے
 تھے بخاری شریف کے رد کے دوران جو بھی ان کو تعلق تھا تیا اپنے فراموش انکو حضرت مولا حسینؑ علیؑ نے
 عربی زبان میں ضبط کیا یہ کتاب علم حدیث سے سخت رکھنے والے حضرات جو حدیث پڑھتے پڑھتے ہیں ان
 کے لئے مفید ہے۔ اس میں بہت سی کام کی باتیں نہیں حاصل ہیں گی جو کلام انتصار یا دوسرے بعض مقامات
 پر صرف اشارہ کیا ہے کہ اس کا رد کیا ہے اس کتاب علم حدیث سے متناظر نہیں کر سکتے۔

(۶) تقریباً الجنتویحی علی صحیح المسلم (عریضہ)

یہ بھی نہایت ہی مختصر تقریر ہے اسکی صفحات ۶۰ ہیں۔ یہ بھی حضرت گمنگنوی کی کاغذات ہیں جن کو حضرت مولانا حسین ثانی نے تصنیفات کی شکل میں نہایت بجا و نفاذ اور اختصار سے جمع فرمایا ہے اہل علم کے لئے قابل استفادہ ہے۔

حضرت مولانا حسین ثانی کی مندرجہ بالا تصانیف و کتب بظاہر تیار و محروم کی مطالعہ میں آئی ہیں انکے علاوہ آپ کی تصانیف کے بارہ میں مولانا قاضی شمس الدین صاحب اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ حضرت کی تصانیف بہت زیادہ ہیں جو اکثر کے ذہن میں ہیں وہ عربی و کروی حاقی ہیں۔ بیہتان التسلیم یا فیض الجبر الی العمود۔ اس میں بیانات اور ظاہر کیا گیا ہے کہ روایت بعض کس طرح حدیث میں نہیں آتی ہے۔ رسالہ خمس لائق۔ رسالہ دفعہ سپاہ۔ رسالہ ذبیح فوق العقول میں میں فرق العقود و لازم ثابت کیا گیا ہے۔ رسالہ جریدتین میں جہرین حدیث غرض جریدتین حل القبر کی تحقیق کی گئی ہے۔ مختصر احوال۔ یہ رسالہ علم تصوف میں ہے۔ تحویرات حدیث۔ دعوت المعجود حل سنت اب داؤد۔ خلاصہ فقہ القیدیوں میں ہادیہ کی مشہور شرح فقہ القیدیوں کا شمار کیا گیا ہے۔ فقہ ریاضۃ المعین اسکی حدود اور معنی ہوں گی جو اکثر کے ذہن میں نہیں آتے جو بحر قزوینی کی شرح میں بھی تحریر فرماتے ہیں۔

(نوٹ) ایک رسالہ مشہور علم غیب کی تحقیق پر بھی حضرت نے تحریر کیا ہے اسہیں دیگر علماء کی تصدیقات میں شامل ہیں یہ رسالہ سال ۱۳۱۳ھ میں باہتمام مولوی نور الحق صاحب مدین بجاہر نہایت مختصر اور عمدہ سا رہا ہے۔

حضرت کے تلامذہ اور مریدین

حضرت کے تلامذہ اور مریدین کی تعداد تو بہت ہوائی ہوگی ظاہر ہے کہ کم و بیش ساٹھ سال کے عرصہ کی تعلیم و تربیت سے ہزاروں فیض یاب ہوتے ہوں گے ان کی تعداد ہزاروں تک تجاوز ہوگی بعض مشہور سزاوردہ و ناکار حضرت کا ذکر مناسب ہوگا چنانچہ مولانا قاضی شمس الدین صاحب نے آپکے تلامذہ اور مریدین میں سے بعض کا ذکر کیا ہے مثلاً حضرت مولانا معصم الدین مرحوم بہبودی ضلع کچھنوی حضرت مولانا غلام رسول صاحب مرحوم انہی ضلع گجرات، حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب

مرحوم گجراتی اور حضرت مولانا نصیر الدین غورخشی حضرت مولانا محمد رفیق صاحب بہ حال شہر مولانا محمد میر صاحب مرحوم شیواں حضرت مولانا یار محمد صاحب مرحوم میراٹھ، ضلع خان حضرت فقیر نظام سید صاحب جمال ضلع، حضرت شاہ نور محمد صاحب مرحوم کشمیری حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب مرحوم قلعہ دیلا سنگھ جہاں محمد صاحب یازوالی، مولوی محمد قاسم مظفر آباد حضرت مولانا غلام انور خان صاحب ایمان خرم احمد صاحب یازوالی حضرت مولانا خدشاہ صاحب بھولیا ضلع گجرات اور استری تمولین میں سے مولانا محمد سرفراز خان صاحب گھڑا اور مولانا سعادت اللہ شاہ صاحب گجرات، اسی طرح مولوی محمد شریف صاحب امرتسری بھی حضرت کے مرید ہیں۔ آپ کے مریدین و تلامذہ میں بڑے بڑے حضرات ہیں چند بزرگوں کے ذکر سے جہاں پہلوتی کن صاحب نہ ہوگا۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب المعروف بہ بابا انہی الا حضرت مولانا حسین ثانی کے شاگرد اور مرید تھے، بڑی خوبیوں کے مالک، نہایت ہی متقی پیر پیکر اور نظر پرست انسان تھے، اور مولانا غلام نبی صاحب اپنے معقوب میں فرماتے ہیں کہ ایک دن خود حضرت مولانا حسین ثانی نے مولانا غلام رسول صاحب انہی والے کا واقعہ بیان کیا کہ جب میں میرے پاس آئے تو میں نے کہا کہ پہلے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھو پھر کوئی اور راہ و دعائت کرنا، مولوی صاحب نے کہا کہ آپ ہم کو کیا پڑھائیں گے میں نے تو ہم کو فقہ تفسیر سیفینا پڑھائی ہے میں نے کہا کہ پچھلے آپ پڑھیں تو پھر کوئی بات کہیں جب سلسلہ طریقت شروع ہوا تو میں چند ہی ہفتے سے تھے کہ مولوی صاحب عرض کیا کہ حضرت میں گھر کر مستقل نظام کراؤں اور پھر زمینان سے بڑھوں گا چنانچہ پھر ایسا ہی کیا۔ مولانا قاضی شمس الدین صاحب اپنی تقریر میں لکھتے ہیں کہ انہی والے باہتمام رسول صاحب ابتدائی کتب گجریوں میں ایک جگہ پڑھتے تھے ایک شخص کوں باہر انہیں ملا اور پھیل کہا میں انہیں اس طرح نہیں پڑھی جاتیں جس طرح تم پڑھتے ہو، کتابیں لاکھنی مطلب بھی ہوتی ہے آپ نے دریافت کیا وہ مطلب کہاں پڑھا جاتا ہے، اس شخص نے شمال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ادھر چلے جاؤ چنانچہ آپ چلے جایاں پہلے سے یہ ایک گاؤں ہے، پھول کے مسناعات میں وہاں پڑھتے رہے پھر یہاں ٹھوکر چلے گئے، انہیں مولوی محمد یحییٰ صاحب ہاسن ضلع سوات کی کتابیں پڑھیں پھر

toobaa-elibrary.blogspot.com

غرض شوق گئے وہاں حلال و حلالہ وغیرہ حضرت یہاں صاحب مروج کے پاس پڑھیں جو حضرت مولانا
 نصیر الدین صاحب دکن تھے پھر قریب چالیس پینچو دن استراحت و ادوارہ کے تھے اس وقت قاضی عالم الدین صاحب
 مروج کے پاس کتب فقہیہ صوفیہ و دیگر کتب جامعہ مروجیہ ملاحظہ فرمائی صاحب پشوری کے شاگرد تھے بڑے
 فقیہ، زہاد، عابد، شہسوار، غیرہ بڑے جہان فرود معرفت تھے، پھر مقام توحید میں جو ایک گاہ ہے تھے بزرگ
 سے جو میل کے قاصد پر وہاں مندرجہ کتب پڑھیں اور چودہ برس تک تدریس علوم و فنون سے فیض پاتے
 کئے تھے، آپ کے اہل سنت کے خاقانہ میں سے مولانا عبدالعزیز مروج گورنمنٹ میں جنہوں نے ایک دن
 میں آپ کو اس اوقات ہدیہ لایا سو پڑھا تھا مولوی فیض احمد مروج صاحب دکن مولوی قاضی عبدالعزیز صاحب
 معرفت ذوقین پشوری سرکار گاہے مولوی سلطان شاہ صاحب مروج مرزا علی سیلاب و مولانا مولوی
 محمد صافق صاحب مروج و دیگر گاہے حضرت مولانا ولی اللہ صاحب جہاں وقت آپ کے قائم مقام ہیں
 چند شعر، متن، قضیہ، تفسیر، حدیث، و غیرہ، متن، تفسیر، پھر اس کے بعد وہاں سے انہی کی شرکت لے گئے پھر
 آپ کا وہاں ملازم تھا اور مروج میں وہیوں کے دیا ہلے کہ

یا صاحب ابصر فی السماوات	اگر نبینا تا سیوحتا قد فانا
نجم الہدایۃ فی الضلالۃ قد بد	تانا رضو شعاعہ الآتقا
کشف الظلم للجلیل بن عبیدان	مجہا لاصنہ الحدیث غاطقا
یهدی المجددی فی الدجی سبیل الہد	وینیل رب مضل اشراقا
دع ذکر مضاطلیس جذب جمارہ	فلیدی شرق ہوی لاعتقا
ہذا غلام مرسلنا یعلم مہ	وفیوضہ قد صدق المصدقا
حبر فقیہہ نلسلق منطلقی	والاصول احقہا احقانا

یاد میں لایا مروج ہے کہ احقر نے آج تک علوم فتنوں کا ایسا مدرس نہیں دیکھا جس کو علوم فتنوں
 پر اتنی ضبط ہو اور اس کا ساتھ ہی آپ زاہد، عابد، صاحب کثرت کلمات اور بڑے متمول تھے حضرت
 مولانا محمد رفیقا صاحب مروج آپ کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ مولوی صاحب علماء و فرائض میں سے ہیں۔
 ایک بار احقر حضرت مولانا محمد رفیقا صاحب مروج کی خدمت میں بیٹھا تھا، اپنے فرمایا ہلے کہ پاس سال میں
 آٹھ دس غائب علم ہائے دنیا پانچ پونچھائی اور چار پانچ پونچھائی کے ادکھی ایک گاہ جگہ پڑھانے لگے

پانچ چار سال سے جبکہ مولوی صاحب انہی دنوں کے طلبہ آگے تھے جس کو تقریر ہوتے ہیں اور پھر
 آپ صاحب الرحمۃ لوگوں میں سے تھے ورنہ مشابہت شقی لایا ہما ہذا المقامر۔
 حضرت مولانا عبد العزیز گورنمنٹ مولانا (فاضلہ سیدالوصفا)

آپ یابا ہوش والے کے شاگرد تھے اور حضرت مولانا حسین علی کے مرید اور تفسیر تھے آپ فہم
 فطانتہ و علم و کلام میں سے تھے۔ مشابہت میں آپ نے مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا
 اور اس میں حدیث پڑھی تھی، نہایت ہی ذہین اور بیان تھے آپ ابتداء میں علم لایا سکول گورنمنٹ مولانا
 میں داخل ہوئے جب گورنمنٹ کے لوگوں کو آپ کے علم و مقام کا پتہ چلا تو آپ کو گورنمنٹ مولانا کی جامع مسجد میں
 خطیب مقرر کیا گیا وہاں مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا
 اپنے مولانا مولانا سے اپنے علمی و دینیوں سے استفادہ فرماتے تھے، زندگی کے آخری چند سال آپ عابد
 رہے، آپ بڑے سخی و اطاءعہ اور محقق عالم تھے، آپ کو علم حدیث سے بہت شفقت تھا جمیل انداز
 آپ کی تعریف بغیرہ الامتیہ حاشیہ نصب التاریخہ للاذنیق تا کتاب الحج اور تہ اس الساری

علی اطراف البغاری وغیرہ سے لکھایا جا سکتا، علوم حدیث میں نہایت گہرا مطالعہ اور بڑا استفادہ
 تھا مطالعہ کا اس قدر شوق تھا کہ جب بھائی بھائی پر آپ باطل لاپتہ ہو گئے تھے تو اشارے فرماتے تھے
 کہ کتاب کھول کر میرے سامنے رکھ دو پھر پڑھو بار بار ایسا ہونا کہ کتاب کا نسخہ و دوسروں نے کھول کر
 سامنے رکھا اور آپ اپنی نگاہوں سے مطالعہ میں حضرت ہو گئے، اپنے مسند احمد پر بھی کام لایا ہے
 اور اس کی تیسری کتب ہے مگر اندکسٹ ریجس نہیں ہو سکا، اسی طرح رجال کلمی پر کچھ تحقیقات کہیں
 اور مولانا پر حدیث بھی تحریر فرمایا ہے خدا کے کہ یہ شائع ہو جائے، آپ گورنمنٹ مولانا میں ان کی صحبت
 و علم اور پونڈ کے ترقیان تھے، آپ کو اہل بدعت کا مناہد کرنا پڑا تھا اور مولانا مسائل میں غیر متددین
 حضرات کا بھی چنانچہ انتظامی مسائل پر کچھ کتابیں شائع ہوئے ہیں مسئلہ تقلید، مسئلہ فتنہ
 مختلف الامامہ، فرخ فرخ متددین کے نام مولانا فتنہ اندکسٹری مروج نے ایک دفع حضرت ابوہریرہ
 اشرفی کی حدیث جو مسلم شریف میں ہے اس حدیث کے اس کتبے سے انکار کیا گیا کہ یہ مسلم
 موجود ہیں، ادا قرآن فالصوت، یعنی بیبا ام قرآن کہے تو تم جیپ ہو، مولانا عبدالعزیز نے
 کتاب کیا اور پھر وہیں کا اس مسلم میں تحریریں مناہد و نواہیوں کے تعلق علیہ تکرم مولانا سید سلطان

toobaa-elibrary.blogspot.com

خدی شہبے دوق کی حرارت کو ملاحظہ کرنے کے بعد موصوفیہ مسلمان خدی نے فیصلہ کرنا
 عبید اللہ کے حق میں کیا کہ یہ صحیح ہے۔ اس کی حدیث مسلم میں موجود ہے۔ چنانچہ اس تحریری مناظرہ
 کی رو سے اور فیصلہ اسی زمانہ میں شائع ہوا تھا اس کی تالیف کا سال ۱۹۱۲ء میں گورنور اعلیٰ مولوی شامہند
 صاحب مرحوم کا مرقوم ہے۔ مولانا عبدالعزیز صاحب سے بریک تھا اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے خیال کیا تھا کہ
 شاید کوئی یہ جاتی قسم کا مولوی ہوگا اور اس کو اپنی مناظرہ نہ صلاحیت کے باہر لے سکے لیکن انہیں بہت جلد
 پتہ چل گیا کہ ایک علم کے متبادل میں ایسی علمی باتیں نہیں چلی سکتیں جو مرقوم ثناء اللہ صاحب نے پائی
 ہیں ہی صلاحیت خیال کی۔

مولانا عبدالعزیز گورنور اعلیٰ صاحب نے اس کی جامعیت کو متنبہ کر کے گورنور اعلیٰ صاحب نے انگریز
 کے خلاف بغاوت کے جذبات شدت سے جب اجلاس کے قریب تک تجزیوں کو لے کر گورنور اعلیٰ صاحب
 کو دیا اور اس کے علاوہ بھی ان کے ہاتھوں کو نقصان پہنچا، اس پر انگریزوں نے اس وقت داخل لاہور
 کیا۔ مولانا عبدالعزیز بھی اس زمانہ میں تیار ہوئے اور قید باشت کی سزا انہیں دی گئی۔ انگریزوں نے
 ہجرت کو حضرت مولانا احمد علی صاحب کی قیادت میں چلی گئی تھی اور فیصلہ تالیف تک وہ انجمن
 کام کر رہی ہے اور اس کی سربراہ حضرت لاہوری کے فرزند مولانا عبدالعزیز صاحب
 اور میں جو حضرت کے صحیح پانچویں ہیں، انجمن خدام الدین کے سالانہ جلسہ منعقد ۱۹۲۸ء کے موقع پر
 تمام ہندوستان کے تقریباً پانچ صد علماء و قوام علاوہ دیگر عوام کے شریک تھے۔ حضرت مرقوم
 سید نور شاہ صاحب کاشمیری بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا نور شاہ صاحب نے اس
 موقع پر اس پر سفیر کے وغیرہ عقول کے متبادل کے لئے کسی مؤثر ترین نصیحت کو اس پر متنبہ کرنے کا فریضہ
 چنانچہ میرتب متنبہ کرنے کے لئے شاہ صاحب نے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ نادر کی کام نامی
 پیش کیا کیونکہ بخاری، ابی حق کی جامعیت کے تھیل تھے، زمانہ انہیں لیکن صادق، جرأت مردانہ
 حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی کے لئے آپس میں عطا فرمایا تھا، خاص جاکش ہے کوئی اور نصیحت
 آپ کے رنگ پر نہیں رہتی تھی، انگریز کے خلاف شدید نفرت کا باعث ہو اور گریز کے ناما مانا انتقام
 کو ختم کرنے کے لئے اور دینی عقائد کے ایسا ملنے کے لئے اور تاریخی ہنسنے کے تار پلو وغیرہ میں اور مزاح
 قادیانی کی جلی توت کے بیٹھے لوہیڑنے اور امت مسلمہ کو اس مضمون فقر سے بچانے کے لئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہر شخص میں شریعت پرست سے مزید بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے پرستگار اور اسی عطا فرمائی تھی کہ یہ نظریہ ہے
 چنانچہ حضرت مرقوم نور شاہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا فرمایا اور اپنا ہاتھ بھی رکھا۔ اسی
 وقت سے آپ شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے دست حق پرست پر بیعت کرنے
 کے لئے جس شخص نے ہاتھ رکھا تھا وہ سزا قابل ہے اور گورنور اعلیٰ صاحب نے بعد تقریباً پانچ صد
 علماء کو اس نے با اتفاق حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب کو اہم شریعت تسلیم کیا اور ان کی تائید
 میں جلی توت کام کرتے رہے۔ مولانا عبدالعزیز نہایت خوش شائق اور علماء کے ساتھ شفقت کرنے
 والے تھے۔ بندہ کا تب لحدوت کر رہی ہو نا عبدالعزیز کی خدمت کا مرقوم ہے اور میں اس کو اپنے
 لئے سعادت خیال کرتا ہوں اور میں مسائل میں آپ کے استفادہ کا مرقوم ہے۔ واللہ العبد۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین نے غور غشت سے دامت برکاتہم
 آپ بھی مولانا حسین علی کے غلیظہ تہا نہیں علماء مولوی نہیں سے انہی تمام کئے دلتے ہیں تمام
 عوام نے تفسیر میں قرآن حدیث و علوم اسلامیہ کی خدمت کرتے رہے ہیں حبہ اللہ آپ کے بہت سے
 لوگوں نے علمی فیض حاصل کیا، آپ کے دور سے شہر ہے میں پانچ سو ایک سال میں صحاح ستہ کی تمام
 کتابوں کی تعمیر ہوئی تھی، اور ایک سال چھ ماہ اور دو مہینے مشکوٰۃ، جلالین، ہدایہ کی تعلیم تھی
 ہے ہیں آپ کے حلقہ دور میں بعض اوقات سو سو کے قریب جگہ اس سے بھی زیادہ طلبہ شریک ہوتے
 رہے ہیں، اور ساہا سال تک یہ عملی سلسلے اب کچھ عرصے سے نہایت تھک اور فطرت کی کمزوری کی
 وجہ سے تعلیم دینے سے معذور ہو چکے ہیں لیکن علما با حقیت کے لئے ان کا فیض بلیغ جاری ہے بلکہ
 دشمنوں میں تشنگانہ ذوق کو سزا دینا ہے، آپ نہایت ہی معتدل مزاج، ایک سیرت، سادہ
 طبیعت اور یاد کا بلسنت ہیں، مزاج طبیعت اور تعلیمات میں درجہ عمل باطل، کابرعطاء اور دین کے
 ساتھ ساتھ جلال، اعتدال اور بلکہ آپ کا شاہ ہے، آپ نے علمی تعلیمات کے سلسلے میں مشکوٰۃ المصابیح پر مشتمل
 بھی تحریر کیا ہے جو نہایت عمدہ اور تیسری تعلیمات پر مشتمل ہے اور میں بریک ہے، حضرت مولانا حسین علی
 کے بعض متنبہ ہیں نے مزاجی تشنگانہ دور سے بعض مسائل میں تشنگانہ پہلو اختیار کرتے ہیں، ان حضرات
 کو ان کے طریقہ عمل کو سنبھالنے رکنا چاہیے کیونکہ بہر حال، انہوں نے علم و سلوک دونوں میدانوں
 میں حضرت مولانا حسین علی سے زیادہ ہی استفادہ کیا ہے اور ان کی بات ہی قابل استناد ہو سکتی ہے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب آجروہی

یہ باب صاحب کی خوش دوران کے صحیح جانس میں ہی عرصہ تک تعلیم دیتے تھے ہیں، اب امر ارض کے نجوم کی وجہ سے ضعیف کمزور ہو چکے ہیں لہذا شاگردوں کی تعداد میں بھی کمی دکھائی دے رہی ہے اور خداوند متعال نے ان کا روزگار بھی تقویٰ میں حضرت مولانا حسین علی کے ساتھ ہے۔

حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب قلعہ دیدار سنگھ والے

دارالعلوم دیوبند کے فاضل، نیک مسلح عالم تھے، پڑھاتے بھی تھے ہیں اور زیادہ تر تبلیغ و اصلاح کا کام کرتے تھے ہیں، مگر روزگار کے اطراف میں آگے بہت کام یا بے بشمار لوگوں کے ساتھ کی اصلاح آپ کے ہاتھ پر ہی ہے نہایت خوش باش اور ادراک رکھنے والے عالم ہیں تھے حضرت مولانا حسین علی سے بہت زیادہ استفادہ کیا تھا تقویٰ ملک کے مقامات سے واقف تھے ترجمہ سنت کی تبلیغ میں شدید اہتمام قابل رحمت کے خلاف متعدد رسائل بھی تصنیف فرماتے ہیں مسئلہ طرز فہم

۱۔ مسئلہ علم حقیقہ اور عین و غیر رسائل بھی رسائل لکھے ہیں، غیر متعلمین حضرت کی غلط بیانی اور دنیاوی تہمتوں سے متباہر کرنا قلعہ مختلف الامار کے سلسلہ پاروں کی شرح نماز کے متعلق مسئلہ لؤلؤ وغیرہ بہت ترقی رسائل لکھے ہیں، وطن بڑا مٹھا اور پڑھنے فرماتے تھے قرآن کریم کے درس میں، جو کہ دینی تھی، آپ حضرت مولانا حسین علی کے اس غلط فہم سے تھے مسئلہ حیات النسبہ میں علماء دیوبند کے فرقہ تھے، چنانچہ ایک دفعہ جلسے سے منع کی بات ہے کہ حدیث سماع کا ذکر تھا کہی حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ زمانہ کہ تو من صل عند قبوری سمعتہ ومن صل نائیا ابلیغیا، تو قاضی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ کسی حدیث کے باوجود باطل ناسی، ہاں نظر ابلیغیہ، ہاں میں جزیہ اور سنائی اور حافظ ابن حجر سے بزرگوں نے یہ کہلے کر یہ صحیح ہے اور ہم کہیں کہ یہ صحیح نہیں تو کوئی دانشمندی کی بات نہ ہوگی، اور اس طرح آپ نے صفات الفاظ میں فرمایا کہ حضور کریم صل اللہ علیہ وسلم کو اپنی ہر ساری حدیث میں حاصل ہے، ایسی بیانات کہ جس سے اپنی قبر کے پاس مسنونہ و سلام تھے، یہ بات کی کیفیت کا ہمیں علم نہیں تھا اس کی کیفیت معلوم کرنے کے ہم سخت ہیں۔

حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب دھواستہ دستہ بولا تھو

جب تصنیف ہے، اسلاف کا پیمانہ نہ ہے، آپ کی بابت ہمیں ہر وقت ایک روایتیں

بے نہایت متقی، اقیق قلب، قیاس، اور خدا پرست انسان ہیں، حافظہ خزانے غضب کا دریائے جلاولہ امامیث نبویہ اور دانشات سما و روزگار ہیں آپ کے عقائد اور دس میں نبی پائیز ہوتی ہے، شرف و دلوں میں کدھاریت کی بے حد عقاب ہے۔ چنانچہ میں ایک بہت بڑے مدرسے کے سرپرست ہیں اور ہرسال رامادھیان رمضان میں، سینکڑوں علماء کو قرآن کریم کی تیسرے حصے سے سیراب کرتے ہیں، لکھنؤ حانی تین صد سے کم نہیں ہوتے بلکہ بعض اوقات چار صد تک بھی تعداد پہنچ جاتی ہے آپ حضرت کا ہوشی کے بعد ہدایت و اشارے میں علماء حق کا علم و ماہی ہیں خداوند کریم آپ کی زندگی میں بکت عطا فرمائے، آپ اور میرا دل فیض حضرت و ان پوری کے ہیں، لیکن آپ نے خود ایک دفعہ فرمایا تھا کہ قرآن کریم کے استفادہ کے لئے میں حضرت مولانا حسین علی کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تھا، مگر صرف استفادہ کرنے کے بعد جب میں واپس آیا تو مولانا تقریباً نصف میل تک میرے ساتھ رخصت کرنے کے لئے آگے تھے۔

قرآن کریم کی تعلیم کا ایک خاص ٹھکانہ ہے، بڑی دلچسپی فرماتے ہیں، زیادہ شہ ہے آپ کو حضرت مولانا عبد اللہ سندھی سے بھی خدمت حاصل ہے، سیراب آپ تعلیم سے قانع ہوئے تو حضرت مولانا غلام محمد عین پوری نے جو کراویا و ماہدین سے تھے اپنی دستا مبارک حضرت مولانا عبد اللہ شرفی کے سر پر رکھی اور فرمایا کہ آپ کے لئے ریاضت اور چکرش میں ہے کہ آپ قرآن حدیث کی خدمت کرتے ہیں میں اس وقت سے لے کر آج تک مولانا غلام محمد کو ایسی اور متعدد قرآن حدیث کی تعلیمات سے ایک عالم کو سیراب کیا اور کرتے ہیں، مغربی و مشرق پاکستان کے علاوہ افغانستان اور جزائر شرفی بجا و رنگ تک آپ کے شاگرد اور تلمیذ ہیں، جیسے ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا عبد اللہ صاحب شیخ آبادی

آپ بھی کا برطانیہ میں سے ہیں، آپ بھی پیراں قرآن کریم کا درس شیخان اور رمضان میں دیتے ہیں بہت سے لوگ آپ سے استفادہ کرتے ہیں بڑے صاحب علم ہیں بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں مستند لائٹ الحنفیہ علم حدیث میں ان کی کتاب بڑے نیک بیع اور متقی عالم ہیں، کما نلام نبی صاحب اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں کہ مولانا محمد عبد اللہ صاحب شیخ آبادی تھے فرمایا کہ جب حضرت مولانا حسین علی کی خدمت میں مسوک کی تیس اور ماہر کے لئے حاضر ہوا تو

tooba-elibrary.blogspot.com

آپنے فرمایا کہ پہلے قرآن شریف پڑھو پھر سلوک کی اجازت دو گنا۔
مولانا غلام رحیم صاحب

ایک کتب میں کہتے ہیں کہ زندہ ناقص حضرت مولانا حسین علی سے ۱۹۲۱ء سے ہے جب کہ میں اس وقت ابتدائی ناسی کی کتابیں پڑھتا تھا پھر میرا خیال آپہن میں جا کر تیسرم حاصل ہونے کا ہوا تو میں حضرت کی خدمت میں پیشکش عرض کرنا چاہتا تھا کہ میں نے فرمایا کہ میں حاضر ہوں وہ پہلے تھے میں اور آپ پڑھنا چاہتے ہیں مناشیں کی کیا ضرورت ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت ٹھیک ہے لیکن میں اب حاضر ہو گیا ہوں کچھ تحریر فرماؤں، آپنے فرمایا چنانچہ ایک تو حضرت مولانا غلام رسول صاحب انہی دنوں کے نام تحریر فرمایا اس تو میں نے بھی تحریر فرمایا تھا کہ میں اب سرمد شریف جا رہا ہوں وہاں پر پڑھ رہا ہوں ان کے راستے آؤنگا اور آپکے پاس پہنچوں گا اور اس تو میں بابا صاحب کی خدمت پر ایک شعر بھی لکھا تھا

چو سبب نشین و بعلہ میانی بیاد کر عرضین باد و بیار !

یہ شعر مجھے اسی وقت سے یاد ہے یہ میرا ابتدائی تعلیمی دور تھا اس کے بعد جب ۱۹۲۷ء میں قاضی انصاف ہوا تو پھر آپ کی خدمت میں دورہ قرآن کریم کے لئے حاضر ہوا اور بعض کتابوں کے کچھ حصے بھی آپکے پڑھے جن میں مشکوٰۃ شریف کا کچھ حصہ سرمد شریف اور تفسیر شریف کے بعض حصے آتے تھے، پھر میں آپکے بیعت ہوا اور معاشرہ ضروریات کی بنا پر میں سکول میں غلام ہو گیا، موسم گرما اور سردی کی تعطیلات کے نام میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا تھا، آپ نہایت توجہ اور شفقت فرماتے تھے بہت کئی مسائل میں آپکے نقل ہوتی تھی، اس وقت آپ کا قہہ ہارک باطل میدعا تھا صحت بہت اچھی تھی، لباس سات اور شستہ ہوتا تھا، تہمتی دورے اور دعا بھی اکثر ہوتے تھے، ایک نغمہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے آپ حدیث اور تقویٰ سلوک کی سب کتب کی اجازت فرماتیں یہ دن کا ابتدائی وقت تھا، آپ شام کو شہر سے مجھے واپس انوس ہمارا کشا پید میں نے بے جا سوال کیا ہے اور ایک ولی اللہ کے دل کو گناہ گار گنہگار میں وہیں گھومتے کو تیار تھا، جب ٹھہر کا وقت ہوا تو آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ مولوی صاحب! آپ کو حدیث وغیرہ کی تمام کتب کی اجازت ہے اور حضرت کی تمام کتب کی اجازت ہے، شریعت کے موافق عمل کرنا، یہ آخری فقرہ آپنے آج یہ وہ بزرگ ایسے ہوں فرمایا کہ میرے

toobaalibrary.blogspot.com

دل میں بہت وقت طاری ہو گئی میں نے کرا کر آپ سے کہا ہے کہ آپ نہایت ہی دور رس ہیں جسے قرآن کریم کی وہ آیات دعوت فرماتے تھے جس میں توحید کا ذکر ہے اور پھر آپ بزرگ فرمایا ہوا تھا، آپ عاشق قرآن اور فانی التوحید تھے، مولانا غلام رحیم صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے سستا از مولانا غلام رحیم صاحب مرحوم جو اندرون گج کے پروفیسر تھے، انھوں نے اپنا توفیق لکھا میں اور مولوی نور الحق صاحب ۱۹۱۳ء میں پہلے پائی گئے کہ حضرت مولانا حسین علی کی خدمت میں گئے تھے لیکن ہم کچھ دیر سے پہنچے، جب والی چھوڑا لیکن پائے تو اتفاقاً حضرت مولانا حسین علی تو دریا خان کا محفل کے گاؤں پر سدا تھے ہم پہنچ گئے آپنے فرمایا کہ میرے ساتھ گاؤں پر آجائیں صاحب زور محمد علی صاحب ایسا فرمایا شریف نے ہیں میں ان سے طقات کے لئے جا رہا ہوں، چنانچہ آپنے جا کر لکھا اور دیکھا اور ہمیں ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور آپنے قرآن کریم کے بیان کا سلسلہ شروع کر دیا اور اتنا سا سیکر ۱۲۳ تک کا خلاصہ ہم کو اپنے خاص فرزند مولانا عثمان مکتبہ میں منادیا اور پھر اصرار کیا کہ وقت نکال کر روزہ پڑھو اور قیام قرآن کریم اس طرز پختہ جائیں۔

مولانا محمد طاہر صاحب بیچ پیہ والے

نبیائت ہی ذیہن اور بیابح قسم کے عالم ہیں الاسلام اور زندگے فاضل ہیں اور دورہ حدیث آپنے حضرت شیخ الاسلام مولانا مودی سے پڑھے، ماسک ملا، آپ کا حضرت مولانا عبداللہ سندھ میں سے بھی تفسیر اور آپ حضرت مولانا خلیل علی کے بھی شاگرد ہیں، آپنے اپنے متعلق ایک مکتوب میں تحریر کیا ہے کہ زندہ نے حضرت مولانا حسین علی کی خدمت میں بیچ پیہ خالی گزارے تھے، اور آپ حدیث، تقویٰ اور ہدایہ پڑھا تھا، آپ مستند و تصانیف کے مصنف ہیں جو ان چہرہ کی ترویج میں آپنے کئی دن آپکے پاس ہی قرآن کریم کا تہہ پڑھنے والوں کا ایک بڑا حلقہ ہوتا ہے، انگریز کے زمانہ میں آپ جمعیت علماء ہند کے رکن تھے اور انگریز کے خلاف جدوجہد کرنے والے حضرات کی صف میں تھے، علم و ادب کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کرتے ہیں بعض مسائل میں آپ کی قیمتت اور طرز روشنی اور فیاضی اور دیندارانہ رویہ ہے جس کی وجہ سے تھانہ کے انڈیاں پڑھتی کا ظہر ہو جاتا ہے اور پھر حدود و احوال کو تمام نہیں کیوں کہ عداوت و دشمنی کا باعث بن جاتے ہیں، کاش گریوگ ابھر کی روش کو ترک نہ کرتے تو کیا بچا ہوتا۔

مولانا قاضی غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم

آپ اپنے عالم عربی لوگ ہمارے دور میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی کے شاگرد تھے۔
مرزا مہر علی قاسم کے نیک دل عالم ہیں اور آپ بھی حضرت مولانا حسین علی کے مرید ہیں۔

مولانا قاضی شمس الدین صاحب

آپ بڑے بریل عالم ہیں علوم و کتب پر بڑا عمیق مہر حاصل ہے اور العلوم دیوبند کے بڑے فضلہ
میں سے ہیں حضرت مولانا نور شاہ صاحب کے شاگرد ہیں آپ حضرت مولانا قاضی قاسم صاحب کے
بہادر محمد ہیں تحصیل علوم کے بعد آپ تقریباً ۱۰ سال تک پنڈی گھیس میں تدریس کرتے تھے یہ

یہ زمانہ آپ کی زندگی اور علم کی خدمت کا زین زما نہ ہے اس کے بعد تھوڑا سا عرصہ آپ دارالعلوم
دیوبند میں تدریس کیے ہیں اور پھر لالی پور شاہ قادیان میں کچھ عرصہ تدریس کرتے تھے یہاں پر
گورنر اعلیٰ آئے اور ایڈوائزر العلوم میں تدریس کی پھر ایڈوائزر العلوم کے نام سے ایک مدرسہ بنائی

کیا چند دنوں کام کرتے تھے پھر کچھ عرصہ مدرسہ مدرسۃ العلوم میں شیخ الحدیث سے یہاں سے
پھر فوراً مدرسہ مدرسۃ العلوم میں فرار خود پناہ آگے مدرسہ ترقیہ قائم کیا اور آپ اس میں تدریس
پڑھاتے ہیں تبھر عالم ہیں لیکن مزاج میں صفت اور شدت بہت ہے اس کے برعکس ایک سہ

بیگانہ نزل میں ہیں خراب میں شہر گیارہ ایک جگہ اضطراب میں
گفتہ ہیں یا پھر

عدوت مردم میں یا تیر کوئے تباہی ہے اک بوق اضطراب ہے میں ہم جہاں ہے
صوت نوافلہ حدیث اور عقل میں چھاؤں رکھتے ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

تعلیقات جہاں بنا رہا ہمارا ہمارے دعوے اور غایۃ المآل مولانا شرح عبد الوہاب

قرآن کریم کی ایک تفسیر ہے آپ نے جس کے پہلی جلد میں برقی ہے جس کا نام تیسیر الوہاب ہے
تفسیر القوان ہے اگر یہ شکل شائع ہوجاتی تو پورا تھا جہاں تک علم کی بات اور ربط و فردا تعلق
ہے قابل تدبیر لیکن اس میں ایک عظیم نقص ہے وہ یہ کہ زبان آج سے تقریباً دو سو سال قبل کی آیتوں

کی گئی ہے یا تا خود میر تقی میر کی لکھی آدھوں لکھی گئی ہے اس کے بعد تیسیر یا نہ لفظ قضا استفادہ
نہیں کر سکتا قاضی صاحب کے مزاج میں شدت و حدت کے ساتھ ساتھ عقل و ہندایت بھی صدمہ

کی ہے جب مسئلہ حیات اسی وقت پورا قاضی صاحب نے بکے ہمدردی کے دولکھی گھیس
القوان لکھے اور مسائل العلماء عربی میں قاضی صاحب کی بیذاریت اور خودی بہت نیا و
نیاں ہے آپ مدرسے کے علاوہ مناظر بھی ہیں کاش کہ قاضی صاحب کو نوازے جتنا علم و فضل دیا
ہے اگر ان کا وسیلہ اور علم ہی اتنا ہوتا تو دنیا بہت زیادہ لوگ آپ سے استفادہ کرتے یہ فریفت ہے
یہ حضرت کا جو بھی قاضی صاحب خود اپنی تحریریں فرشتے ہیں کہ انہیں ۲ برس تک آنحضرت
مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور ترجمہ قرآن کریم، سراج، رد العارف اور کچھ حصے صحیح مسلم کا
اور کچھ حصے شہدای مولانا مرحوم کا آنحضرت مرحوم کے یہاں پڑھا

حضرت حافظ شاہ نور محمد صاحب مرحوم کھشمیر

یہ بھی حضرت مولانا حسین علی کے خاص شاگرد و تلمیذ تھے حضرت کے دست گزار و انتظام
ہی ان کے سپرد تھا بہت عرصہ تک حضرت کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کرتے تھے ایک دفعہ
یہ اپنے گھر گئے تھے چند دنوں کے بعد پھر وہیں گئے حضرت کی خدمت میں اور کہنے لگے گھر گیا تو
ایسا معلوم ہوا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے وعدہ ہو گیا ہے اس مشقت کو برداشت نہ کر سکا یا اس پر حضرت
مولانا کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہیں تاکہ سکون حاصل ہو۔

حضرت مولانا عبد الہادی صاحب المعروف بے بلا کوکا صاحب

شاہ شہر میں رہتے ہیں بڑے نیک و متقی صاحب سراج آدمی ہیں یہ بھی حضرت مولانا حسین علی
سے متفیذ ہونے والے لوگوں میں سے ہیں ان کے پاس بھی رسالہ قرآن کریم پڑھنے والوں کی ایک بڑی
تعداد جمع ہوتی ہے بہت عرصہ قریب قرآن کریم پڑھتے ہیں مزاج میں نرمی ہے مسائل کی تحقیق
و تیسیر علماء دیوبند کی شرح فرماتے ہیں۔

حضرت مولانا غلام اللہ صاحب المعروف بے شیخ القوان

آپ ناچار اور بدعلا میں سے ہیں عرصہ تک تدریس کرتے تھے یہ انہوں کی کتابیں تھیں
حضرت مولانا حسین علی کے شاگرد اور مرید ہیں سند توحید کے بیان کرنے میں پختہ ملک میں
شہرت رکھتے ہیں بشرطہ انہیں انہی کی تیس کی ہوتی ہے بڑے نرم ہیں اور ہوشیار آدمی ہیں مزاج
میں شدت بھی بہت ہے اور کچھ فاضلین کی نامہائے اقبال سے شدت میں مزاج اور مناظر ہو گیا ہے بڑے

foobaa-elibrary.blogspot.com

مقرر اور صاحب مقرر و مقررین تو آج تک ایک خاص فرقے سے پڑتے ہیں آواز بھی بلند اور سنت ہے، وہ خط مؤثر ہو گئے بڑے مستعد و مکر ہیں، ان کے پاس قرآن کریم پڑھنے والوں کا بہت اجتماع ہوتا ہے۔ ذرا پہل کے زمانہ قیام میں حضرت مولانا محمد نور شاہ صاحب کی حدیث پر میں نے بہت فخر و آہن والے بابا صاحب سے پڑھے ہیں، اس طرح اپنے مقصد میں کامیاب ہیں۔

حضرت مولانا سید احمد رضا صاحب پنجوری

بڑے تیز کشیدہ لفظ اور وسیع المعلومات، قدیم و جدید علوم پر عبور رکھنے والے بڑے مکرور علمائے ہیں، حضرت مولانا محمد نور شاہ صاحب اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد شاہ کے شاگرد ہیں، اور مسکن مجلس علمی و اجلاس میں کئی بڑی کتب ہیں، آپ حضرت مولانا نور شاہ صاحب کے شاگرد ہیں، مولانا کے آپ حضرت مولانا حسین علی کی خدمت میں حاضر ہو کر پڑھا اور ان سے بہت کچھ سیکھیں، آج کل کئی بڑی شریفیت کی اصلاح و نایاب سے شرح صحیح البخاری سے لے کر جہاد و عقائد میں کئی بڑی کتب کی بے مثال شرح ہے اور حسب امانت کے ساتھ عالی لوگوں نے ہزار یاد تیاں کی ہیں، اس شرح میں محفل مور پران کا ہاتھ دیا گیا ہے، خدا کرے کہ یہ محامد و خواص دونوں کے لئے مفید شرح پائیے تکمیل محنت پہنچ جائے، اگر یہ شرح مکمل ہوگئی تو مصنف کا اہل حق پر بڑا احسان ہوگا، اس شرح کی خاطر میں نے اس کے لئے اس میں اکابر علماء و دانشمندان کے علوم آگے میں بڑے خاص طور پر حضرت مولانا نور شاہ صاحب کے انوارات کو مکمل فریق فریج ہیں، زبان تہا بہت عمدہ اور پیلیس ہے جس کی بنا پر مثال میں اشد مدد و تکیہ، مولانا سید احمد رضا صاحب فرماتے ہیں کہ دارالعلوم سے فراغت کے بعد بیعت سلوک کی طرف رجحان ہوا، حضرت شاہ صاحب نے اس سے سرفہ استشارہ کیا کہ اس سے بیعت ہوں تو حضرت نے شیخ وقت مولانا حسین علی خاں نالی قدس سرہ را کا مشورہ دیا، احترازی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوا اور تین عین حیات استقامت کا تار پانچ سال قبل حضرت شیخ و مرشد مولانا عبد اللہ شاہ صاحب رطیف حضرت مولانا احمد خان صاحب نے کہ یہاں ضلع میانوالی سے پہلے ذریعہ مکتبہ اور پھر سرسند شریف میں قوت زیارت مشاہیر شریفیت بیعت حاصل کیا، آپ کی وفات کے بعد میری اسکے جانشین حضرت شیخ و مرشد مولانا خان محمد صاحب دست برکات ہم سے پہلے ذریعہ مکتبہ پھر درویشی قریشی وری کے وقت با ائشان ذریعہ بیعت

toobaa-elibrary.blogspot.com

مشرق فرمایا، اللہ الموفق لعلیٰ صاحب درویشی رفقہ سے انوار اباری جلد ۱۱۳ اس طرح ایک دوسرے تمام پڑھتے ہیں، کورق احواف کئی حضرت اور شاہ صاحب خود سرو کے ارشاد پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بیعت اور ۲۲-۲۳ روز تک کیم کے توکل کریم کا عمل فرما کر بیعت اور دوسرے استقامت کا شرف حاصل فرمایا، طلبہ اور مرشدین پر صدقہ شریفیت تھے، کورق احواف نے اسکے تقریری اثر و عقیدت کے تھے اور عقوبات گرامی بھی ایک روز بعد عشاء طلبہ حدیث کلمہ

کرسے تھے رفع سباسب کے مسئلہ میں ایک عالم سے میری کجف ہوگئی اور العرف اللہ سے میں نے استدلال کیا، اسی اثنا میں حضرت بھی تشریح لے گئے اور ہماری بحث میں بے محنت شریک ہو گئے، میں پستریک کے دلائل پیش کرنا اور حضرت اس طالب علم کی امداد کرتے رہے اور اصلاحی آثار بھی لکھا، انہیں فرمایا، حضرت کی اس سادگی و شفقت کا جب کبھی خیال آجاتا ہے تو بڑی ذمہ داری ہوتی ہے کہ یہی جرأت کیوں کی تھی جب تک کہ اس حضرت خصوصاً شفقت فرماتے ہے، کلمہ کا بھی خانی اتہام فرمایا تھا، ذمہ داری کے وقت سستی سے کچھ دوسرا تشریح لکھنے اور امانت بیعت بھی مرحمت فرمائی، مکتبہ تک بھی ہمیشہ شرف فرماتے رہے، رتہ انوار اباری جلد ۱۱۳

مولانا سید احمد حسین شاہ صاحب سجاد بخاری

فاضل دارالعلوم دیوبند اور فاضل دارالعلوم ہندوین، بڑے مکرور اور معتدل مزاج ایسے کلمے والے لوگوں میں سے ہیں، ماہنامہ تعلیم القرآن کے مدیر ہیں اور کتب کل نفسیہ جواہر القرآن رب کہتے ہیں، تفسیر بڑے عمدہ فریق پر تہا کہتے ہیں، لیکن میں باتیں میں شاد و تسمک ہیں، جبری عزائم سے کہ غلط نظر دیا ہے، ترجمہ شیخ احمد لکھنؤ کے بلذات مدنی القرآن شاہ عبدالقادر صاحب اور مقدمت مع فوائد فتح الرحمن سے قیادہ لکھا گیا ہے، اس طرح مولانا حسین علی کے مرشد کو لوگ طور پر کج شکل ہوگا، بہت سی باتیں تفسیر میں مولانا غلام اللہ شاہ صاحب اور احمد حسین شاہ صاحب نے اپنی حرکت بیان کی ہیں، ان حضرات سے مولانا حسین علی کی طرف انتساب واقعہ کے خلاف ہوگا، اہماد صاحب حضرت مولانا حسین علی کے مرید ہیں سے ہیں۔

مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بھوات

میرا کہ پہلے لکھا تھا، میں اس قرین صاحب کی تحریک کے حوالہ سے گورچکاپ کے حضرت

مولانا حسین علیؒ کی آخری زندگی کے متعلق میں سے مولانا سید عیادت اللہ شاہ صاحب گجراتی دہلی
 بھی ہیں ان کو حضرت سے کچھ زیادہ استفادہ کا موقع نہیں مل سکا۔ بڑے ذہین اور خوش فہم نامہ پزیر مقرر
 اور اہل علم بھی بڑے درجے کے ہیں۔ تجربہ زندگی کی تقسیم سے قبل میں مولانا اسلام کے ساتھ دو ہفتے رہے
 ہیں۔ انہوں نے سرگرمی سے کام لیا کرتے تھے ہیں۔ ایک دن میں سو پانچ پنجاب کی مجلس اور اسلام کے وفد
 چکے چکے آتے تھے کچھ اندرونی اختلافات کی بنا پر مجلس کے کنوینشن جو گئے کم و بیش بیس سال سے گجرات
 کا رہی۔ مدعا ان کی جامع مسجد کے تخریب میں بڑا اہتکاف ہے۔ اہل بدعت کے خلاف ایک
 دور میں پڑے سو میں ان کا دھڑل پڑنا تھا۔ بالآخر مسئلہ حیات النبیؐ میں ان کے بے جا ہٹ کر
 لے ان کے وفات کو ہیبت کچھ کم کر دیا ہے۔ شاہ صاحب بھی وجہ کے ذہین اور اپنے اعمال کی کار میں
 متوازن علوم ہر تھے۔ اتنا ہی خلاف توقع انہوں نے ایک ایسے مسئلہ میں اس قدر شدت سے
 اختلاف کیا جس کی توقع نہ تھی۔ ایک ایسا مسئلہ میں پھر یہاں تمام جماعت حمد دیونہ ملاقات
 چھوڑے تھا اور کسی قسم کا شہانہ سنہیں پیدا نہ تھا۔ اگر شاہ صاحب کی تحقیق میں اس مسئلہ میں نہیں
 اختلاف پیدا ہو گیا تھا تو انہیں یہ بات ہرگز مناسب نہ تھی کہ وہ اس مسئلہ کو شیخ پر فائدہ بخوبی بند کر
 میں تفریق و انتشار کا باعث بنتے مسائل کی تحقیق میں اختلاف علماء میں ہرگز نہیں ہونا چاہیے اور ہونا
 کو فیصلہ کی بات نہیں بلکہ قیامت اس میں ہے کہ اس قسم کے مسائل میں اوجا کیا جائے کہ میں جو
 بات میری سمجھ میں آئی ہے، حق وہی ہے اور دوسرے باطل ہیں یا یہ مسئلہ اپنی مرکز شہر میں اہتمام
 نہیں کہ سماع موتی کے بار میں حضرات صحابہ کرام سے لے کر آج تک اور دونوں قسم کے عیادت سے
 جاتے ہیں کسی نے سماع امرات کا حقا د رکھا اور کسی نے انکا کیا لیکن دوسرے حقا د والے کو کوٹھڑ
 اور پتھیر نہیں کہا مگر بڑے فحسوس کی بات ہے کہ شاہ صاحب نے نہیں سماع کو اور میں کا تبریک
 اپنی تقریروں میں کہتے سے یہی گریز نہیں کرتے ان کا مذہب تو قرآن کریم کی وہ بات جن کو شاہ صاحب
 اہل بدعت اور مشرکین و مرانز کے خلاف پیش کرتے تھے اب وہی آیات حدیث حیات النبیؐ کو
 غننے والوں اور سماع موتی کے تائین کے خلاف پیش کرتے ہیں کیا یہ انتہا پرستی نہیں؟ سماع موتی
 کے قائل تو حضرت محمدؐ اور حضرت بنی تغلبہ سے پہلے ائمہ صحابہ بھی ہیں اور اس کے بعد پہلے ائمہ
 ہیں جن کے جہود اور کرامت سماع موتی کے مخالف ہیں کیا یہ سب اور میں کا تبریک ہے؟ یہ بات فرمائی

آدمی سے سرزد ہوتی تو شاید وہ دروغ و افتادہ خیال دیکھاتا لیکن ایک ایسا عالم دین بھی ہو کر
 بڑے اہل علم سے مشرفت و محترم حاصل ہو گیا کہ مولانا عیادت اللہ شاہ صاحب کو حضرت مولانا سید
 نور شاہ صاحبؒ اور مولانا مفتی محمد امجد علیؒ سے جن صاحب اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ سے محترم
 حاصل ہے۔ اور مولانا عیادت اللہ شاہ صاحب کا لہجہ میں کوہِ قرب کرنے والے حضرت مولانا فضل
 صاحبؒ بھی ہیں اور میں پر حضرت شیخ ابند سے لے کر حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب تمام ذمہ دار حضرت
 کے دستخط موجود ہیں اس پر اہلین ان میں تعاقب اس کے انہار کی یہ سورت تو کسی طرح بھی نہیں تھی اگر
 شاہ صاحب کا یہ اختلاف نفسانیت اور مذہب کو میرے نہیں تو پھر بڑے فحسوس کا تمام ہے کہ اس
 کو جس قدر ایمان اور کفر کا دار بنا کر شیخ پر پیش کیا گیا اور جماعت کے عظیم کام میں خود اندازی کی گئی، کیا
 چاہتا کہ شاہ صاحب اپنی ان قیمتات کو اپنے پاس رکھتے اور اس پر ایسا بے جا اصرار ڈالتے جاسے
 خیال میں تمام اہل علم اور مولانا حسین علیؒ یا مولانا حسین احمد مدنیؒ یا مولانا شرف علیؒ تھا تو وہی ہیں
 یا مولانا سید نور شاہ کشمیریؒ مولانا نواز قزاقیؒ مولانا گنگوڑی مولانا مفتی کفایت اللہ مولانا فضل
 اور مولانا احمد علی لاہوریؒ ہیں، یہ تمام حضرات کتاب اللہ اور سزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے مستفید ہونے والے تھے اور حضرات صحابہؓ ان میں ہیں اور تو وہی کے نقش قدم پڑتے اور سب اہل
 حق میں سے ہیں ان کا جہنم مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف بھی ہونا چاہیے اور ہو سکتا ہے لیکن کیا
 یہ اس اختلاف کی بنا پر اس مذہب چلے جائیں کہ دوسرے کو اہل باطل اور اہل بدعت کے ذمہ میں
 شامل کر دیں۔ العیاذ باللہ

بادۂ مسافرت از خرچ دل یا راں است!

وائے غمبے اگر ایی اجرو فاطماں است!

حضرت مولانا عبد الواحد صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ
 بڑے ذہین اور سمجھدار علماء میں سے ہیں بہت معارف عمیق اور بزرگ ہیں، حدیث حضرت مولانا
 اور شاہ صاحب سے ان کے ذہیل میں قیام کے زمانہ میں پڑھی حضرت مولانا عبد العزیز صاحب
 کے والد اور جیسے ہیں کافی عرصہ تک ملاقات کرتے رہے ہیں، اب یہ زیادہ تر تبلیغی جماعت میں دہلی چلے
 گئے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کے نام بھی ہے، یہ تقسیم سے تین جمعیت علماء ہند کے صوبہ پنجاب کے قائم

کی علمی اور روحانی جدوجہد کے سلسلہ میں چند نذرین کا ذکر کیا ہے۔

عادات و خصائص

حضرت مولانا حسین علی خاں پرست انسان تھے جن کی زندگی انتہائی سادہ اور احوال حسنة سے معمور تھی۔ تعلیم حدیثیں تبلیغ و اصلاح ان کی زندگی کا خاص کام ہے۔ حضرت کم گتے، انجیل اور بی بی اسرار معلوم جن کتابوں کو مشاہدات ہیں، ان کا خاص کام پیکر تھے اور خانی التوحید تھے۔ مولانا تاحی شمس الدین صاحب اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں کہ حضرت مرحوم شہسے لیے تودہ قاسم کے انسان تھے، رنگ گندمی سفیدی مائل، پیر و مہر، سر اور ہاتھ باؤں خوب رکھے، متواضع، سادہ و سنی لباس پہنتے، پگھلی بری ہاتھ تھے، سختی انسانی دنیا داروں سے دور اور علماء و اہل علم اور طرفدار کے قریب ہوتے، اگر کوئی عالم آجیانا تو کبھی کبھار اس کے لئے مرفا تاج کرتے، اداسی پر اسٹیشن تک گھومنے میں گاہ بگاہ بیٹھے، اکثر اوقات علم تعلیم تیسرے تذکرہ و مرقعہ، ان کا زمین شعلہ ہیستے خندان نماز بڑی توجہ سے پڑھتے اور معاندان نماز شریف سے جلتے اور حج کی سنت ان دونوں کا پڑھ کر لیتے تھے، اگر کوئی رضا دارا کی آجیانا تو آپ کی ہیجیت سے لکھتے ہی پریشان کی روحانی کھسکی ضرورت سن کر مناسب جواب دے کر فرماتے، اچھا حضرت، کبھی جو کہ بندہ والدین کی تبر پر فاقہ خوانی کے لئے تشریف لکھتے اپنے خانگی کام بیان تک کر اینٹ لگنے کا کام اور فضلوں کی کتابی کا کام بھی لینے اچھے کرتے جو اس میں ختم اور میرا بھی شریک کا ہر نہتے کبھی باہر نہیں پہنتے تھے، کھانا بہت کم اور معمولی دہے کا کھاتے تھے، اور ادب کے بڑے شکل عبادت و پارسا فضلوں میں صل کرتے تھے کشت کلمات تو ان کے بعض متوسلین بھی لکھتے تھے۔ حضرت شہسے بابرکت تھے، انسانی فرمودہ صاحب مرحوم جب حج تشریف لے گئے، تو حضرت نے ان کو ایک دوپٹے سے کفر فرمایا کہ جب اور دہے خراج جو عابین تو آخر میں یہ دوپٹے خراج کرنا دوپٹے کا تانی ساتھی کے بڑے میں بہتے تھے سیاہ ہو گیا اور یہ نوبت نہائی کہ اور خراج ہو جائیں اور اس کو خراج گوئی یہ بیان تک کہ تانی صاحب دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حضرت مولانا حسین علی بہت بلند و عازیت کے مالک تھے، ایک نذر علی کی غرض سے شہسے تشریف لائے اور پھر فرمانے کے کہ مجھے بعد واپس لے چلو اور اس کے بعد دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا کہ کئی مہینوں کے بعد اصلی حالت ملو کر آتی ہے، شہسے کی عمر

بھی ہے جن تقسیم سے قبل بیعت علماء، جن کے سر پر چپکے ناک تھے، شہسے کی بولی ہیجیت تک ایک ہیں اور حضرت پروفیسر تاحی شمس علی سے مستفید ہونے والے لوگوں میں سے ہیں۔

حضرت مولانا محمد سرور آزاد خان صاحب مقدر

آپ حضرت مولانا حسین علی کے آخری ایام میں ان سے بیعت مجھے اور روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ پاکستان کے چند گنے گنے علماء میں سے ایک ہیں دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں، نہایت ذہین اور فصیح ہیں، بیچ صدی سے زیادہ عمر پر چل چکے آپ دین کی بڑے وسیع پیمانہ پر خدمت کر رہے ہیں، آپ تقریباً تیس گنے سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں فرقہ وادہ کے مقابل میں آپ کا علم خدائی طور کا کام کر رہے ہیں اور آپ کی زبان علم دیوبند کی ترجمان ہے آپ بڑے محقق ہیں آپ کی کتابوں سے پاکستان ہندوستان میں کھولوں انسانوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور بہت گھروں لوگ ان کتابوں کو پڑھ کر راد راست پڑ گئے ہیں آپ ۱۲ سال سے مدرسہ دارالعلوم میں پڑھا ہے جن اور اب شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں آپ تقریباً بیچ صدی سے زائد عمر پر چل چکے، اگر زینت زینت انٹیمیٹی ٹیٹ گھڑ میں دین کریم لاکر سیتے ہیں جس سے اب تک کئی ہزار شریک حاصل کرنے والے شیخ حضرت مستفید ہو چکے ہیں۔ جامع مسجد گھڑ میں عبادت کی ذمہ داری بھی آپ کے سر ہے اور قرآن کریم لاکر سنی پڑھتے ہیں، پوسے ملازمین لاکر سنی کام چلے، آپ علم حدیث، تفسیر، فقہ، اسرار و اسرار اور آئینہ نے آپ کے علمی اور تحقیقاتی کاموں کی پید فرمیں لاکر سنی کرتے ہیں، پاک بند کے اہل علم اور اساتذہ نے آپ کے علمی اور تحقیقاتی کاموں کی پید ترمیم تفریق کی ہے اور ادو ترمیم تفریق کی ہے اور آپ کی تصانیف پرتقریظ لکھی ہیں و کتب سبذ اللہ خزانہ کے سلسلہ میں بھی آپ کے شکر گروں اور تلامذہ، بلا واسطہ اور بالواسطہ کی تعداد ہزاروں سے تجاوز ہے، مزاج میں اعتدال ہے، اور حفظ و تقریر بھی کرتے ہیں اور لوگوں کے اسرار پر باوجود عیار ہونے کے دور کا سفر کرتے ہیں اور کسی کی دل شکنی گوارا نہیں کرتے۔

یہ چند ایک علماء کا نام ہے جنہوں نے حضرت مولانا حسین علی سے استفادہ کیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے شہسے اور فریضہ علماء ہیں جنہوں نے حضرت سے استفادہ کیا ہے، ہم ان کے حالات باخبر نہیں۔ یہ صرف حضرت مولانا حسین علی نواری

فضائے آپ کی روحانیت پر اس قدر اثر کیا۔ آپ کا کافایت و برہم احترام فرماتے تھے اور
 علماء مکہ ساتھ ہی مشفقیت کا سلوک فرماتے تھے علماء کو پڑھنے سے مابین اور ضروریات کی اہلیا
 عنایت فرماتے۔ آپ امر اور دوسا کی تعلیم فرماتے تھے۔

آپ کو اسی طریق پر بھی نہیں حاصل تھا جیسا کہ محمد ابراہیم کے آخر سے ظاہر ہے آپ
 میں صدیق پرستی، اپنے نازی، استغناء قبول کامل و برہم کا پایا جانا تھا۔ آپ کی وفات تک قریب آپ کے
 متوسلین آپ کے پاس جین ہوتے اور جماعت کی تشکیل کے بارہ میں شہورہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ
 میں نے ساری عمر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کام کیا ہے جو شخص لوہہ اللہ کا کام کرے وہ اسی طریق پر کہ
 کسی باتوں کو میں پسند نہیں کرتا چنانچہ مولانا قاضی شمس الدین صاحب اپنی ایک تحریر میں فرماتے
 ہیں کہ حضرت مرحوم کی وفات کے وقت اتھرم موجود تھا، البتہ اس تک قبیل ہم سب جمع ہوئے اور
 استدعا کی تبلیغ کے لئے گاؤں سپکیر خریدیں فرمایا کہ ایسے ہی سا اور طریق پر تبلیغ کرو جب حضرت
 مرحوم بیمار تھے تو آخرتہ عرض کیا کہ آپ کو ایسا باؤ لے چیلے فرماتے تھے جب حبیب بھائی سے پوچھا
 مگر مغلز اور مدینہ منورہ میں لے جانے کا ہے یا ایسا آباد کلامی کا مولانا قاضی شمس الدین صاحب
 فرماتے ہیں کہ ایک دن آخر حضرت مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دل میں خیال آیا کہ آج حضرت
 مرحوم سے کوئی سلوک کا اور پانچا مسئلہ دریافت کریں ہیں اس کے آخر سوال کیا کرتا حضرت نے غیب صرف
 کا مسئلہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ سلوک قدوسی میں سب سے اونچا مقام ہوتا ہے۔ مولانا غلام نبی صاحب
 اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مولانا حسین علی سے دریافت کیا سریندر پٹنہ
 جانے کے بارہ میں آپ نے فرمایا کہ سریندر شریف بہت فضیلت کا مقام ہے آپ بھی جایا کریں۔ چنانچہ ایک دفعہ
 میں سریندر گیا تو ان کے ساتھ تین خمداد ق صاحب نے کہا کہ حضرت مولانا حسین علی جیال تشریف
 لاتے ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب مرحوم کے ساتھ مناظرہ

مشہور ہے کہ حضرت مولانا حسین علی کا پرہیزگار شاہ صاحب کا تہ منافرہ ہوا تھا غالباً یہ ۱۹۰۲ء
 کے ٹک جنگ زما میں ہوا تھا میں نے مختلف حضرات اس بارہ میں دریافت کیا لیکن میں کبیریت معلوم
 نہ ہو سکی، البتہ قاضی شمس الدین صاحب فرماتے ہیں کہ اثر و پیرہ کوئی خاص نہیں ہوا۔ مسئلہ غیب پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

حک معجزہ صاحب کے بنگو پڑ چار باتیں جوئی نہیں پر میری شاہ صاحب نے کہ تہرہ تصدیق باہر قسم
 کی بات چھیڑی اس پر حضرت مرحوم نے فرمایا کہ اس طرح آپ بھانٹا پاتے ہیں تو ایسا نہیں منہ یا
 جانے گا۔ بہر حال میں نکل کر منافرہ کر لی۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا اور اس پر تہرہ تم پر گیا۔

حضرت مولانا احمد خان صاحب کے ساتھ اختلاف

مولانا قاضی شمس الدین صاحب فرماتے ہیں کہ پندرہ سال میں کبھی کبھار کشش ہر جایا کرتی تھی اور خصوصاً
 مسئلہ غیب وغیرہ میں غم اس کے باوجود ایک دو سکا احترام اور ادب کرتے تھے اور فضا سا رنگ
 ہی رہتی تھی مگر بعد میں حضرت مولانا احمد خان صاحب مرحوم کے ہائشینوں اور مائشہ نشینوں
 نے اس نشاد کو دیکھ کر دیا اور مولانا قاضی شمس الدین صاحب اس بیان کی تصدیق کرنا بظاہر شکل
 معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ حضرت مولانا احمد خان صاحب بھی ان کا برہم سے تھے اور مولانا حسین علی اور
 مولانا احمد خان ایک ہی مدرسہ کے مرید تھے، البتہ میرے ایک استفسار کے جواب میں مولانا قاضی
 شمس الدین صاحب آگے درویش بری پر ہزارہ نے ایک بات بھی ہے جو قرینہ معلوم ہوتی ہے
 وہ تقریر کرتے ہیں کہ مولانا احمد خان صاحب تو اس سلسلے کوئی کشیدہ تھی، لیکن مسائل کے طرز انبار
 و بیان میں حضرت مولانا حسین علی تو اس سلسلے کے مزاج میں شدت تھی جو حضرت مولانا احمد خان
 صاحب کو ناکار تھی، ایک دفعہ حضرت مولانا احمد خان صاحب تو اس سلسلے میں انالی تشریف لائے اسلئے
 ہوا حضرت مولانا غنیٹ الدین شاہ صاحب، انھوں نے بیان کیا کہ جب حضرت شاہ صاحب
 نے مسائل مولانا مرحوم کے مزاج کے مطابق بیان کئے تو مولانا نے فرمایا کہ شاہ صاحب رشے تے
 نہیں ہر سے، یعنی بات کھل کر صاف نہیں کہی، پھر اسے پیش کیا تو انالی پر حضرت شاہ صاحب مولانا
 احمد خان صاحب کی کشادت کی کہ یہ میرا پر جانی ہے اور سکون میں میرے ساتھ متفق ہے مگر یہ
 بات صاف اور شدت نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ فرماتے، وا لفظ علیہ حضرت مولانا احمد خان صاحب
 نے فرمایا کہ مولانا صاحب کا مقام ہے، تبلیغ کے تمام پر تھو لاسے تو لا سینا آیا ہے شاہ صاحب
 نے فرمایا بہت خوب ہے مولانا حسین علی صاحب نے فرمایا کہ مولانا آپ کی شدت نے آپ کے انانی کی
 جماعت کو بڑا کر دیا ہے، اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ امتناع کی مسلک کا مذاق نہیں بکریہ تو
 طرز بیان کا اختلاف ہے، یہ چیز مزاجی خصوصیات اور احوال کے اثرات اور ماضیوں کے طرز عمل سے

میں ہمیشہ مختلف ہوتی ہے مگر مولانا حسین علی کی طرز اولوں کی برترت میں تو یہ بات عیب نہیں بلکہ ان کا کمال ہے۔ جب کہ تو یہ ان کا حال تھا وہ جیسے تو حید کے غلام کسی بڑے کو بدواشت کر سکتے تھے یہ بات نفسانیت پر مبنی نہیں تو راوی جاسکتی برضوات اس کے حضرت کے عین متوسلین کا حال اس کی بیکسٹ نفل ہے جس کی تو یہ جوہر نفسانیت اور شد یا مذہب پر تری کے کسی اور طرح تعبیر کرنا مشکل ہے۔ مولانا تاشی شمس الدین صاحب اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں کہ اسی طرح حضرت مولانا حسین علی مدنی مرحوم کے عین حیات حضرت مولانا پوری مرحوم کے متوسلین اور حضرت مدنی مرحوم کے متوسلین اور حضرت مولانا حسین علی کے متوسلین یہ سب ایک جامعیت اور ایک ہاتھ جاملتا تھا، حضرت رائے پوری مرحوم تو مولانا غلام اللہ خان صاحب اور ان کے ہندوؤں کو توحید والوں کا دلہا تھا جسے موسوم کرتے تھے اور حضرت مدنی مرحوم کے بہاں مولوی عبدالرزاق صاحب و دیگر عناصر ہوتے تھے تین دن ان کے چہان سے یہ پوچھتے تھے کہ حضرت مولانا شمس الدین صاحب کا عالم العینب افتقاد کرنا کیسے ہے آپ فرماتے

شکر ہے۔ یہ کہتے آپ لکھو دیں کہ اس عقیدہ والا شکر ہے، آپ فرماتے کہ لکھ کر نہیں دیتا ایسے فی الجملہ اعتقادات کے باوجود پوری محبت بڑا پیار اور ادب و احترام اور یک جہتی رہتی تھی حضرت مدنی کے انتقال کے بعد یہ نفا مگر ہو گئی جس سے مسلک دیوبندیت اور اس کے تعلق اور انکار کو سخت دھکا لگا۔

مولانا حسین علی کی تصبیقات علم حرم حضرت مولانا حسین علی کی تصبیقات علم حرم میں آپ کی نگاہات غائبہ حضرت امام علم ابو حنیفہ کے مسلک کی تائید میں آئیے بہت حد تک تمام دیوبندی اور اہلکے لئے علم حدیث میں گہرا شغف اور جذبہ تحقیق کی گنج پوری کے تفسیر میں تو آپ کا طرز باطل اور کھلے لے نہایت ہی افسوس کی بات کا اظہار فرمادے کہ اس ایک جہتی اور اتفاق و اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں بڑی حد تک خود مولانا تاشی شمس الدین صاحب کی اپنی وہ تحریر ہی میں جو انہوں نے القوالہ الجملیہ مسائل العباد اور العقام البیاریہ میں ہے، اس طرح طریقہ پر بھی میں، ایک ایسے بڑے کی طرف سے اتفاق و اتحاد کی کوئی پانگہ بڑا تو بھی محرم ہوتا ہے اپنی ہمدانی کے دوسروں کو عقلی نسبت سے تعبیر کرنا جو اگر بڑے کی اپنی قدرت لڑ

شکر کہ جس نے توحینا نسبت میں ان کی توحین خالی اللہ المستحق اور سوا۔

علم حرم حضرت مولانا حسین علی کی تصبیقات علم حرم میں آپ کی نگاہات غائبہ حضرت امام علم ابو حنیفہ کے مسلک کی تائید میں آئیے بہت حد تک تمام دیوبندی اور اہلکے لئے علم حدیث میں گہرا شغف اور جذبہ تحقیق کی گنج پوری کے تفسیر میں تو آپ کا طرز باطل اور کھلے لے نہایت ہی افسوس کی بات کا اظہار فرمادے کہ اس ایک جہتی اور اتفاق و اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں بڑی حد تک خود مولانا تاشی شمس الدین صاحب کی اپنی وہ تحریر ہی میں جو انہوں نے القوالہ الجملیہ مسائل العباد اور العقام البیاریہ میں ہے، اس طرح طریقہ پر بھی میں، ایک ایسے بڑے کی طرف سے اتفاق و اتحاد کی کوئی پانگہ بڑا تو بھی محرم ہوتا ہے اپنی ہمدانی کے دوسروں کو عقلی نسبت سے تعبیر کرنا جو اگر بڑے کی اپنی قدرت لڑ

شکر کہ جس نے توحینا نسبت میں ان کی توحین خالی اللہ المستحق اور سوا۔

شکر کہ جس نے توحینا نسبت میں ان کی توحین خالی اللہ المستحق اور سوا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں ۱۹۳۳ء میں ہجرت تھی اس کی اشاعت حضرت کے مرید اور ترقی یافتہ مولانا غلام نبی صاحب مولوی غاضل نے کی تھی کتابت بھی عمومی اور کچھ غلام نبی صاحب نے ہی تصاحب فرمادیں اس کی کتابت کے بارہویں اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، اسی دوران میں آپ کی تشریح تصانیف اور کاپیوں تھی سو نے دیکھنے کا موقع ملا میں نے ایک دن تمغہ پاپا کے مسودہ دیکھا، اہل بی خیال آیا کریں اس کو نقل کریں اور شائع کروا دیں ۱۹۳۳ء کا زمانہ تھا پانچ حضرت نے اجازت فرمائی کہ گو لو کہ آپ کو دیکھا ہے اور میں لکھا، آپ نے خود بہت سلاسل لکھوائے

ابتر ہر سلسلہ کے آخری دو نام میں نے ان خود لکھے اور نام بھی اس کا بیونوات حسین المعونہ تحفہ ابواہیہ رکھا تھا اور پھر ۱۹۳۳ء میں ہی نے شائع کروا دیا حضرت کتابت جماعت کے بعد لکھائی آپ نے جن خطیوں جو مرید تھے ان کی اصل فرمادی پھر گو کہ مرید کے بھانپنے فرمایا کہ تمہارا کتب خانہ کے سب نسخے میں نہ دو اور ہم سے بلفقہ الحیوانے کے چند نسخے لے لو کہ جو ہاں مرید کوئی کتاب لکھتے ہیں اور ہلے پاس انہیں نہ کئے کوئی کتاب نہیں ہے میں نے سب نسخے آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے اور اس کے تبادلہ میں بلفقہ الحیوانے کے چند نسخے لے لئے مولوی غلام نبی صاحب مولوی اس کی شاعت کے وقت ڈن سکول انڈیا عالم شہ فیصل پھیلا، اہل گوہر تھے اس کے آج کل چک شالی ۱۰۰۰ روگہا میں سکھایا میں دس ہیں۔

حضرت مولانا فروزان صاحب ابیا بن ہے کہ جب میں بیعت کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اس وقت حضرت نے اپنے اقدار مبارک سے تحفہ ابواہیہ کا نسخہ مجھے عطا فرمایا تھا اور یہ تو میری فرمایا تھا کہ اس کا مطالعہ کرو اور اگر کوئی بات ہو یعنی برادر پورہ پانچا نہیں سے تقریباً چوبیس گز میں اس کا مطالعہ کیا اور میں مقامات سے کچھ باتیں حضرت سے دریافت کیں، آپ نے ان ابیا بن عنایت فرمایا۔

تمغہ پاپا جیسے میں حضرت مولانا حسین علی نے سلوک و معروف اور حقائق و معارف اکثر رسائل نہایت ہی اختصار سے بیان کر دیئے ہیں ان رسائل کو اس رسالہ میں منجھ کر دیا گیا ہے، میں پر ہا منی تربیت کا دور ہے۔ رسالہ کا دور مہر میں ہیں یا نہات اور اعمال کو کر کے وہ تو عوام کے لئے قابل فہم ہے لیکن بعض مسائل ایسے بھی ہیں جو فقہ میں شافعی سلسلہ وحدۃ الوجود اس کی تشریح حضرت

نے اس طرح کی ہے کہ جس سے عام اہل علم ہی مستفید ہو سکتے ان سلسلہ کے بعض پہلو میں اس مقدمہ میں درج کی گئی ہیں تاکہ اس سلسلہ کو سمجھنے والے حضرت کے لئے آسانی ہو اس کے علاوہ سند تصدیق سلاسل کی بحث بھی ہو کر کتاب میں درج ہے کسی قدر مزید وضاحت کے لئے مقدمہ میں اس کا بیان بھی مناسب معلوم ہوتا ہے، اسناد و بیگانہ بیان کی بحث ہم یہاں درج کرنا مناسب خیال نہیں کرتے ہیں کیونکہ اس وقت کرنا ہر وہ حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب استقبالات سلاسل کے اولیا مآلہ، علامہ حضرت اور لکھتے۔

تصویر شیخ
شعل برنغ شعل رابطہ، تصویب شیخ، بر ایک حقیقت کے تحقق نام ہیں چرا اسلام حضرت مولانا محمد غلام نافر تو ہی فرماتے ہیں کہ

”مردمان کی نسبت یہ خیال غلط ہے کہ وہ ہر دم ساتھ ہوتے ہیں اور ہر دم اکٹھا ہوتے ہیں یا خدا ہی کی شان ہے، گو دیکھا ہی اور خرق عادت بعض کا ہے ایسے معاملات ظاہر ہوئے ہیں، اس سے جاہلوں کو یہ دھوکا پڑتا ہے، تصدیق سلاسل کا خیال مرفوض ہے جیسے کسی کے تذکرہ کے وقت کسی کا خیال آئے ہے ایسا ہی تصور شیخ میں مگر تصور کرنا چاہئے آپ کو اپنی بجا اور شیخ کو اپنے وطن میں اور اس کے ساتھ یہ خیال ہے کہ اور ہے کہ فیض آگے اندر اور بسم اللہ کرنا چاہئے چندے صورتوں رکھو اور الصلوات والسلام علیہا وعلیٰ آلہا وسلم اللہ بہت مقرر ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و غائب پھینکا جائیے وہ در اسلام کیا ہوگا، کفر کا بلکہ یوں کہنے یہ پیام فرشتے پہنچاتے ہیں اسلام رفیوض کا سبب ہے، اقدار کے نزدیک اس سلسلہ کی مشیت ایک واسطہ اور وسیلہ کی ہے متاخرین نے اسکو کٹا دیا اور تصور شیخ واسطہ ذرا بجز مقررین کیا، اس لئے حضرت شاہ اسماعیل شہید نے اسکی اسی پہلو کو نظر رکھتے ہوئے اسکو اشغال ہمتہ میں شمار کیا ہے وہ در مسئلہ اپنی جگہ ثابت ہے کیونکہ

سے غیر امامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ
قالوا لوالرکس الاعظم ربط القلب بالشیخ
علی وصف المحبت والتقسیم وملاحضه
صورتہ راقول الجلیل مثلاً
کے ساتھ محبت اور تصدیق کے ساتھ اور اسکی صورت کے خلاف

یہ موقوف میر نہیں بلکہ صرف حضور اور اہل بیہ کا واسطے ہے اگر اس میں عوام کے عقیدہ میں خرابی پیدا ہوئے گا شہرہ ہو تو صوفیانا تعقیبہ اس کا ترک کرنا ہی بہتر ہے جیسا کہ حضرت مولانا کشمیری نے فرمایا ہے کہ کسی کا تصور کرنا بطور خیال کے کچھ حرج نہیں مگر رابطہ جو شیخ میں مزاج ہے ہمسوس شیخ نے کسی علاج کے واسطے تجویز کیا تھا اگر اس حد پر ہے کہ کسی حد پر زندگی نے تجویز کیا تھا قرہندان و شور میں تو ترک اس کا بھی اولیٰ ہے کہ مختلف تہذیبیں العلم ہے اور ایسا ضروری نہیں کہ بدوں اسکا کام نہ لیں کہ اور جو اس صے بڑے جاوے تو البتہ ناجائز ہے (فتاویٰ رشیدیہ)
فتاویٰ رشیدیہ میں سوال ہے کہ جواب دیتے ہوئے حضرت فرماتے ہیں نفس تصور ہوا ہے اگر کوئی امر مشروع اس کے ساتھ نہ ہو جیسا کہ تمام اشیاء کا آدمی خیال و تصور کرتا ہے مگر جیسا اس کے ساتھ تقسیم اس شکل کا کرنا اور تصرف باہن مرد میں ہونا منہم ہونا تو موجب شرک کا ہو گیا ہذا تعریف اس کی تجویز کرتے تھے کہ اس میں غلط معصیت کا نہ تھا اور شافعی نے اسکو حرام کہا تو یہ سب کا ہونا بسبب اختلاف اہل زمانہ کے ہوا، ایک دوسرے سوال کا جواب میں حضرت مولانا کشمیری فرماتے ہیں اس شکل میں متفرق صورتوں نے نکولیا ہے اور شرک کا ایک قربت پہنچی ہذا متاخرین علامتے ہسک متبع فرمایا اور اب متاخرین کے قول پر عمل چاہیے اس شکل کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ صواب میں اس شکل کا کچھ اور تھا ان نمازی سے علوم ہوتا ہے کہ نفس تصور شیخ میں شرما نمانعت نہیں ہے بلکہ جو چیز میں میں نامانی کی ہیں وہ مشروع ہیں انہی کے التزام کی وجہ سے اس میں تباہت آتی ہے ہذا مصلحت تصور شیخ کو حرام یا شرک قرار دینا غلط نہیں اور غلط ہے اصل مسکد کی حقیقت کہ حضرت مولانا نورانی نے لیسنے ایک رد کے مضامین میں واضح فرمایا ہے پنا پنچہ مولوی محمد علی صاحب کے کہنے کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے وقت اگر شیخ فرمایا ہوا رابطہ تصور کر میں تو میں کچھ حرج نہیں کیونکہ لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ ہی کا جواب شہرہ ہے اور اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کو کسی ایسے آدمی سے کام پڑے جو اسکا ساتھ نظر مناسبت رکھتا ہوا اور لینے کام کا اور جو اس پر ہوا لے جیسا کہ ضرورت مست اشخاص ضرورت کے وقت بقا منانے ضرورت تدبیر کا رکے لئے یا کرتے ہیں یا ایسے شخص کی صورت تو ہے اور اس کے ساتھ نیاز مندی لازمی ہوتی ہے اور اس کا تو سبب واجب ہوتا ہے اسی طرح طالبان عدل کے لئے بھی یا خدا ضروری ہے اور ہر برون کے ساتھ نیاز مندی بھی ضروری امر ہے اور عرض نیاز کے وقت لینے

عدم تحقیق اور پہنی یاقوت کی غفلت ہی ہے اس لئے ان قرہندان آپس کا تو سبب واجب شہرہ تھا سر ہے کہ ایسا تصور ارتقا و شعاعت کا ایک شہرہ ہے یا معتاد رسالت کا لڑو ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ اکثر برقیقت نے اس تصور کو اورد اور وسیع کے نام سے موسوم کیا ہے ہا اگر اس تصور کو مستحق دوسرے دماغانے اور بولا اور وسیع کے اسکو بولکر یا بلانے تو پھر اس کی مشیت رہی ہوگی جس کے بارے میں آسانی میں اشارہ کیا گیا ہے ماخذ و انصاف اللہ انشتہر کیا عا کفون حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا یہ کیا میرا تھیں ہیں میں تم مجھے جسٹے اور مجھے پیٹھے پڑے دل اندر صمد با پیکے دوست بست کا عاجز ترست از منہم ہرچ صحت رخداں اگرچہ اس تصور کرنے والے افزاء یا متبا ارتقا و استفلا باہم بہت کچھ مختلف ہونگے بہر حال یہ بات خیال میں ہے کہ معتقدان انہی کو ایسا یاد کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے تقاضے سے ہوا اور خدا کی یاد کو دل سے ٹھکر دینا اگرچہ پر گاہ کی غیر صحیح و صحیح ہیں تو تائیں کے شبہ ہے جن کی فکر آیت میں اشارہ کیا گیا ہے، اگرچہ صاحب تصور لینے پر کہ اسلام کے اعتقاد کے مطابق تمام پنجہ ہی ارتقا کرنا ہو یوں کہ اصل یا واللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ہے جس کا سٹش اس پر کی طرف نکلا دے، چنانچہ بات بات قرآن و حدیث کے جاننے والے ہا سرت سے منفی نہیں اور جیسے یہ بات ہے کہ ذکر اور یاد و حجت کا اثر ہے اور حجت اصل بجز ذات خداوندی کے جو کہ ہر حال و کمال کی اصل ہے اور امام نہیں پس میں نے ہا شیار خور لینے دل کو دروہیل کی یاد میں اس طرح شغولی کیا اور دعواسے دل ہاشا اور پھر لینے اس کام کو نظر کو تھماں دیکھا تو لااں ایسا شخص ان لوگوں کی راہ پر چلنے والا ہوگا جو لینے اپنے آپ کو توں قرمانی لے کے لئے وقت کر دیا ہوا اور جو کہ تصور شیخ کی یہ صورت وہ ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے جن حضرات علی الاطلاق تصور شیخ سے منع کیا ہے جو کہ انہوں نے اسی صورت کو لینے سانے معمول دیا یا انہوں نے علی الاطلاق اس لئے منع فرمایا کہ شریعت اور حقیقت میں شرک اور نہ ہوا اور جو کہ بھی انہوں نے کیلئے بجایا ہے لیکن حقیقت وہی ہے جو اس پر آگندہ حال نہ عرض کر دی ہے (فیوض قاسمیہ ص ۴۱۸)

مکتوبات شیخ اسلام بعد چہارم معتوب ۳۰ میں ایک صاحب کے جواب میں شیخ اسلام حضرت مولانا عتیٰ قزوانی نے فرماتے ہیں کہ تصور شیخ قبائح سے غالی نہیں اس لئے اس کی اجازت نہیں دی

جا سکتی ہے، اگر ایک دوسرے شخص کے لئے اس طرح فرماتے ہیں خلاصہ یہ کہ حضرت کے دور کرنے اور نیالت کو جمع کرنے اور بہت کوتاہی بنانے کی عبادت میں ہی خدا ہیبت ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے اور چونکہ کھمبہ شیخ کی تاثر اس امر میں انہماں رہ رہے فریبہ ہے تکان الشیخ فی قومہ کا النبیؐ فہم ائمہ رہے شکر شیخ و مرشد اپنی قوم میں ایسا ہے بیجا نہیں اپنی امت میں جس طرح نبی کا کام امت کی رہنمائی ہے، اسی طرح شیخ و مرشد کا کام بھی اپنے متولین کی ہدایت رہنمائی ہے (ہے) اس لئے تہرہ اور نموس نے کہا امت کو اس طریقے جاری کرنے پر آمادہ کیا تھا امت کی سبب بیشمار فزادہ حاصل ہوئے مگر مولانا عبد الرحمن ہاشمی کے ارشاد سے معاہرے مگر کہ متاخرین کا غلط کرنے اس میں عقوبات اور ناپائزہا مداخل کر دینے شیخ کو برکے کا مائل فرماتھا دکر تائیا اس کے تصور اور توجہ الی الشیخوں میں اس قدر ہنگامہ ہو جانا کہ مقصد حقیقی اور محبوب حقیقی سے متنسی اور زغال ہو جائیں یا شیخ کو شکر کہہ رہا نہیں تو یاد اندوہ برائے یا لیا یا باطن مردی میں شکر کو تصرف کیجئے گنایا اس صورت کی اور شیخ کی حد سے زیادہ تعلیم کرنے گنایا اس کا عاقبت اندیشوں اور بوجہ کا صورت پرستی حقیقی اختیار کرنا جیسے منتف بہتدہ پیروں کے یہاں راجی ہو گیا ہے اس کے بعد اکابرین پر مذموم ہو گیا کہ اس پر نظر فرمائیں اور دیکھو کہ کفر کو شکر سے اکھاڑ کر پھینک دیں بہر حال یہ امر مطلقاً منکر ہے نہ مطلقاً ضروری ہے، متولی جیسے اور عمل کی نظر میں خود مذکر اور سوچ کر جیسے کام لہنا چاہیے۔ واللہ اعلم رکتوباتہ شیخ الاسلام جلد ۲۳ ص ۲۳۶)

شیخ سے تعلقے

حضرت خواجہ محمد باقی بائد کے فیض شیخ تاج الدین بمنزلت علم سلوک میں ایک رسالہ لکھا ہے میں میں نقش بندی طریقے کے شتال کئے ہیں، اس رسالہ کو تیسرے حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب "انتساب لافہ سلاسلہ اولیاء اللہ" میں نقل کیا ہے، اس کتاب کی ہیبت اس کتب خانہ ہے کہ اس کے بارہ میں شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ "اس فیض کراچی حضرت ایشاں بنماؤ" اس رسالہ کو س فقیر شاہ ولی اللہ نے اپنے "دین فیض کراچی" میں حضرت ایشاں بنماؤ وادارگی شاہ عبدالعزیز سے بحث اور دریافت وراثت خواجہ امستہ

footbaa-elibrary.blogspot.com

کہتے ہیں کہ اس کا کچھ کر چکے ہے۔

شیخ تاج الدین اس رسالہ میں فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ نقش بندی طریقے کے نگراں کرام کا عقائد اول صفت و باجماعت کا عقائد ہے اور ان کا فریضہ (فریضہ سلوک) دوام عبودیت ہے اور یہ دوام عبودیت نیز عبودت کو لکھنے کے تصور نہیں ہو سکتی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہو اور حق کے ساتھ حضور کی اس صفت میں فکر کے شعور کی مزاحمت بھی نہ ہو اور یہ سادت بندہ الہی یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشش کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور کوئی سبب فریضہ بندہ میں شیخ کی سمیت زیادہ توہمی نہیں شیخ سے ملو وہ میں کا سلوک بندہ کے لئے ہو۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ

حضرت شیخ ابوعلی دقاق نے فرمایا ہے کہ وہ درت جو خود بخود آتا ہے اور اس کا پھل نہیں ہوا اگر پھل برتو پھر وہ شیریں اور لذت نہیں جانتا اللہ ساری ہے کہ سیرت کے سبب کا ہونا ضروری ہے میں فریضہ ظاہری تو اسے حاصل کرنے کے لئے باپ کا وجود ضروری ہے اس طرح معنوی اور ذہنی نیز فریضہ کے حاصل کرنا ضروری ہے و سادہ میں لکھا ہے کہ میں ہاگنی شیخ ارشد، ہمیں فرماتھا کہ اس کا شیخ ہے زمین شیطان ایسے شخص کو کڑی آسانی سے گرا کر سنا ہے جس کا کوشش نہ ہو

قال الشیخ ابوعلی الدقاق قدس سوا الشیخوۃ السنی تبتہ بنفسہا لا شعوراً لہا وان کانت لہا ثبوت بغير لہذوہ حستہ اللہ تعالیٰ جاہیۃ علی اللہ لایبد عن السبب محمد ان التوالد والتناسل الصوری لایحصل بغير الوالد والوالدۃ کذا اثبات التوالد المعنوی حصولہ بغير المرشد متعدد مقال فی الوسالۃ المکیۃ میں لاشیخ لہ فا الشیطان شیخہ رانتمبا و ۲۳)

اور اسی طرح حضرت پیرین پیر شیخ محمد تقی درملائی نے بھی فرمایا ہے کہ جو شخص کامیاب اور کوشش نہ کرے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ توحید کی توحید اس پر توحید اکابر علماء محدثین نے اتفاق کیا کہ کام کا اتفاق ہے کہ وہاں میں توہم بااعمال انصاف درست ہے

جن اور صلہ سے میرے اس کام کو بڑا کرے گا، اگر کسی ہے، اسکی جگہ میں تو کوئی لحاظ ہی نہیں اس طرح بعض دعوات میں یہ زیادہ ہے کہ

استغفار المسالین فان ناسنا نعلیٰ حقا

میں توبہ سے مسالین کے حق کے واسطے دعا کرتا ہوں کیونکہ مسالین کا میں توبہ پر حق ہے اس طرف اشارہ موجود ہے، اب ہم مناسب نیکال کرتے ہیں کہ چند دفعوں اس بات میں قرآن حدیث اور زندگیوں کے اقوال سے ذکر کریں تاکہ سنہ کی حقیقت انہیں شرح واضح ہو جائے۔

ہم ہمہ ہاتھ ہیں اپنے سوائے اللہ اور ان لوگوں کو جو
 رَاٰ اَنَّكَ تَخْفَىٰ نَسْتَا وَتَلْمِزُنَا اَمْ نَاْ اَمْ نَاْ
 ايمان سے اور اس شرح حق ہے ہم پر ایمان الہی
 كَذَّبْنَا عَنْكَ يَا اَلْحَمْدُ مَا نَدُوْا بِشَيْءٍ
 کہ ہا، امام ہیں شکر فرماتے ہیں کہ یہ سچ ہے جس
 رسولہ یوسف احقا وجہ اللہ تعالیٰ علی
 ففسہ الکوہیہ راہ کشیدہ جلد ۲۴

میں عرض اپنے فضل کو کم سے کہ یہ ایمان نہیں کسی
 طرح معتزلہ وجہ علی اللہ کے طریق پر کہتے ہیں،
 اللہ تعالیٰ دانتے ہیں کہ حق ہے ہم پر ایمان والوں کی مد
 حضرت کرنا۔
 (الرواح آیت ۲)

و فی تفسیر ابن کثیر جلد ۲۴ ۴ قولہ
 قالوا کان حقا علینا نصر المؤمنین وروی
 بن ابی حاتم حدیثنا ابن نعفل حدیثنا موسیٰ
 بن المعین عن لیث بن شہر بن حوشب عن
 ابدالہ ردا عن ابی الدرداء قال سمعت رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من امرئ
 مسلم یرد عن عرض اخیہ الا کفان حقا
 علی اللہ ان یرد عنہ تار جہنم یرد علیہ
 شعثا لہذا الایہ وکان حقا لایہ و

جس کے استدلال میں صحیح کی کہ وہ روایت شاہد ہے جس میں صحیح رسول کا ذکر ہے برسی پناہی فارک
 اندر نہیں گئے تھے اطفال ساتھ کا توسل کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی اور اس نصیبت ربانی
 حاصل کی یہ تو مستحق امر ہے، اب اس میں عین حضرت کا استغفار ہے کہ توسل کسی کی ذات کے
 ساتھ کرتا درست ہے یا نہیں، مجبور و ملامت اور توحین تھا، اور اس کے علاوہ کمال میں پناہی پناہی کوشش کر
 دینی و ملامتیں بولنے کے راہی تکریمت نعلیٰ یا بیسلا یا بیسلا یا یوجا بہت یا بصدقہ یا بقی یا بمرکت
 یا بجمہ نعلیٰ نہیں اس عاہبت کو برفروانے تو اس شرح دعا کرنے میں کوئی فریب نہیں یہ جاننا اور واضح ہے
 اصل امور تو دعا کی توحیت کا یہ ہے کہ سب سے پہلے دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کی حمد شکر کرے اس کے بعد درود
 شریف پڑھے پھر دعا مانگے جیسا کہ احادیث میں حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم سے راحت کے ساتھ
 مروی ہے یہ درود شریف کا پڑھنا بھی ایک قسم کا توسل ہے اسی طرح گروہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا
 توسل کرنا ہے جیسا کہ حضرت مروان بن الحنفی نے اپنے ناما کی قصیدہ میں فرمایا ہے

بیت پاک تو کھان اصل سستی مست از دعا تم بندہ یا تو پستی مست
 یا اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس پاک کا واسطہ پیش کرے تو یہیں چاشک شہ پر دست ہے
 یہ سبہ ہم کے لئے جو ثبوت اللہ صافی اللہ سبہ اللہ وبعنا ناک ویا سنا ناک وبعنا ناک
 وبعنا ناک وبعنا ناک وبعنا ناک وبعنا ناک وبعنا ناک وبعنا ناک وبعنا ناک وبعنا ناک وبعنا ناک
 یہ یا سب کھانی اللہ صافی بالقرآن العظیم کہنے نہاد و کرم محمد پر درم قرآن یغفر ان پرکت
 سعادی کوئے شعر نوان زلف نانی ہے پر وہا میں ہمیشہ پڑھا جاتا ہے

اللہ یمن بین قافلہ کہ بر قول ایماں کہ منم خاتم
 لے اللہ حضرت قائمہ کی اولاد کے حق اور فضل سے میرا خاتم ایماں پر جو ایک اور شعریں
 سعادی فرماتے ہیں
 بحقت کہ چشم ز بطل بدوز خورت کشت شہا بنام سوز
 لے نہاد و کرم میں توبہ تو ترے حق واسطہ دیا ہوں کہ میری کو کہ باطل کی طرف بند کرنے
 اور میں توبہ سے تیرے نور کے واسطے ہاتھ کرنا ہوں کہ قیامت کو مجھے آگ میں نہ جلا نا
 اسی طرح ابن ماجہ شریف کی وہ روایت جس میں بن عثمان ذکر لے اللہ میرے اس پہنے کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

فی المظہری جلد ۲۰ تحت هذه الآية
 بعد نقل الرواية اخبر الترمذی وحسنه
 واخرجه اصحاب قن بل وهو يه والعلواني
 وغيرهما من حديث اسماء بنت زيد
 (۳) عن معاذ قال كنت ردف النبي
 صلى الله عليه وسلم هل حمار ليس بيني
 وبينه الا موخرة الوحل فقال يا معاذ
 هل تدرى ما حق الله على عباده وما
 حق العباد على الله قلت الله ورسوله علم
 قال فان حق الله على العباد ان يعبدوه
 ولا يشركوا به شيئا وحق العباد على الله
 ان لا يعذبوا من لا يشرك به شيئا قلت
 يا رسول الله ان لا يشركه الناس قال
 لا تبشروهم نيت هلو ارتفق عليه مشر
 (۴)

تھا اور فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ترمذی
 نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اور اس کی سند کی
 تمسین کی ہے نیز مسکو امام اسحاق بن راہویہ
 نے اور بیہقی اور کنگ علاء وود سے محمد بن یحییٰ
 سعمرت اسکا ثبت فرمید کی روایت میں بیان کیا ہے
 سعمرت معاذ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت صلوات
 علیہ وسلم کو عرف تھا ایک گیسے پر آپ کے دین
 اور میرے دین میں سر ت پلان کے پچھلے حصہ کا
 فاصلہ تھا میں نے آپ کے باطن ترسب تھا آپ نے فرمایا
 سزا جانتے ہوا اور اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے بندوں پر
 بندوں کو کیا حق ہے اللہ تعالیٰ پر سزا دینے پر اب
 وہ کہ اللہ اور اس کا رسول ہی سزا دیتے ہیں پھر اللہ
 سے اللہ عزوجل نے وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں
 پر ہے کہ ہندسے اس کی عبادت کریں اور اس کے
 ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا
 یہ حق ہے کہ وہ اپنے ساتھ ساتھ شکر کریں تو
 اللہ تعالیٰ انہیں بخشے گا انہیں کما حقہ عبادت
 میں لوگوں کی سبکیا ست نہ سزا دے اور حضرت صلوات
 علیہ وسلم نے شیخ فرمایا کہ اگر تم لوگوں کو اس کی
 بشارت سننا دو گے تو وہ کام کرنے سے رک
 جائیں گے اور اسی پر بعد وسر کریں گے۔

(۳) عن ثوبان قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم ما من عبد مسلم

يقول اذا امسى وانما اصبح شلا شاربتي
 يا الله ربنا وبوالا سلام دينا ومحمد نبيا
 الا كان حقا على الله ابن رضيه يوم
 القيمة (رواه احمد والترمذی جلد ۲۰ ص ۳۰۳
 مشکوۃ ص ۲۱)

رواه معاذ بن جبل ان رسول الله
 صلى الله عليه وسلم قال من صام ثم
 وصلى الصلوة ورج البيت لا ادرى اذكر
 الزكوة ام لا الا كان حقا على الله ان يعفرك
 من اجورتي سبيل الله او مكث بارضه
 التي ولد بها الحمد لله (ترمذی جلد ۲۰ ص ۳۰۳)

(۴) ابن ماجه قال كان اخوان
 على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فكان احدهما ياتي النبي صلى الله عليه
 وسلم والآخر يتكلمون فشقها للعتوت
 اخاه والي النبي صلى الله عليه وسلم
 فقال لعليك توبه به (ترمذی جلد ۲۰ ص ۳۰۳)

رواه ابن الدرداء عن النبي صلى الله عليه
 وسلم قال ابغضوني في بعضا المكذباتا تروقون
 ارتصون ببعضنا ثم راها واذن مشكوته
 (۳۳)

tooba-elibrary.blogspot.com

اور اس نام میں مرتبہ رہا، مختار ہے کہ میں اور ثوبان
 کو رب مان کر اور صلوات نام کو رب اور نبی کریم محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مان کر یا نبی نبیوں
 تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ایسے شخص کو قیامت والے
 دن دامن کرے۔

حضرت معاذ سے روایت ہے کہ حضرت صلوات
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے رمضان کے روزے
 کیے اور نماز پڑھی اور بیت اللہ کی حج کیا سزا دینا
 میں کی جیسے خیال نہیں کہ حضور نے زکوٰۃ کا ذکر کیا یا
 نہیں تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس بندے کو بخش دے
 چاہے وہ اللہ کی راہ میں حیرت کرے یا پانی اسی
 سز میں ٹھہرا ہے جہاں پیدا ہوئے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور صلوات
 علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں وہ بھائی تھے ایک
 حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور دوسرے
 بھائی پیش کرتا تھا پناہ میں پیش کرتے داس نے اپنے
 بھائی کی شکایت حضور صلوات علیہ وسلم کے سامنے
 کی تو حضرت صلوات علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا خبر
 شایہ تجھے اس کی بکرت سے روزی ملتی ہو۔

حضرت ابو رواہ آنحضرت صلوات علیہ وسلم سے
 روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ مجھے اپنے پیچھے
 دو کوزہ دیئے ہیں ایک شکر کرو دینے کو دوسری شکر منگوانے
 پر تو کوزہ دینے کو راہی کر دوسری شکر حاصل ہوگی

رواح امیة ابن خالد بن عبد الله
 بن اسید بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 انه کان یتفقد یصاحبک المہاجرین
 شرح السنة مشکوٰۃ ۳۴۴
 لے لے فقرا طہرہ ببرکت دعا شہدہ فی
 النہایۃ لے لے تنصیر بلعہ منہ قولہ
 قال ان تستغوا فقد جاءکم الفقم وقال
 ابن المذکبان یقول اللہم انصرنا
 علی الاعداء بحق عبدک الفقراء المہاجرین
 وفیہ تعظیم الفقراء والرغبۃ الی دعائہم
 والتبرک بوجہہم رمزا آحاشیہ مشکئی

بے شک تمہیں روزی ہوگی ہے یا ہماری اہل
 ملاتی ہے سفید کے فضل۔

حضرت امیر بن محمد بن اسید روایت کرتے
 ہیں کہ حضرت سلمہ اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ
 کرتے تھے ہزار ہا ہجرین کی برکت سے اور
 صاحب ہجرت نے اس کا نسخہ یہ لکھا ہے کہ حضرت
 ابن کی برکت سے وہ حضرت لقب کرتے تھے
 بیباک ان تستغوا کی آیت میں یہی مراد لیا گیا
 ہے محض ابن کی برکت سے ہجرین کو اپنی جانوں میں
 کہے کہ لے اللہ میں دشمنوں پر ظہر فرمائے بند
 فرما جا ہجرین کے حق سے اور اس میں اشارہ
 ہے فرما کہ تعظیم کی فرمت اور ان سے دعا کرنے
 کی فرمت ثبت ہے اور ان کی ذات کی برکت حاصل
 کرنے کی فرمت۔

بیباک بلغۃ الخیر ان ۳۲ میں ہے کہ ہمیں لے اہل کتاب پہلے تو تم کہتے تھے کہ رسول
 خاتم النبیین ہو کر آئے والے ہیں اس کے برابر ہو کر لگ کر لے اس رسول کے وسیلے سے فتح
 کی دعا ملتی تھی بیباک قال تعالیٰ وَكَانَ لَنَا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْعُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا۔

اب وہ رسول آخر الزمان آگیا ہے۔ اسی طرح بلغۃ الخیر ان ۳۲ میں حضرت شیخ عبدالقادر
 جیلانی کے قول مجھے مسیحت کے وقت پکاروں گی کہ تمہیں اس طرح کی گئی ہے کہ اذکر فی اس کا معنی یہ ہے کہ
 میرے دعا مانگو۔

۹) عمر عثمان بن حنیف ان عمی اقی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یارسول اللہ
 ادع اللہ ان یشکف فیہ بنی بصری قال

قال وادعنا قال یارسول اللہ انہ قد
 شق علی ذہاب بصری قال فانطلق نثر
 ثم کثر یصعبین شدت الہم ان
 استسألت والوجه ایلت بنی محمد
 نبی الرحمة یا محمد انی اوجعہ انی
 رہی بک ان یشکف فیہ بنی بصری اللہم
 شفعه فی وشفع فی نفسی فرجہ وقد
 کشف اللہ عن بصرہ رواہ المتروزی
 قال حدیث حسن صحیح غریب والنسائی
 والنفظلہ وابن ماجہ وابن خزیمہ فی
 صحیحہ وابعانکم وقال صحیح علی شرطہ البخاری
 ومسلم ولیس عند الترمذی ثم صل علیہ
 انما قال تا مرہ ان یتوضأ فیصن الوضوء
 ثم یدعوہذا الدعاء فمذبحو
 رداوی المدعوۃ رواہ الطحاوی وذاکر
 فی اولہ قصۃ و ہوا۔ جلاکان مختلف
 اقی عثمان بن عفان فی حاجۃ وکان
 عثمان لا یلتفت الیہ ولا یظفر فی حاجۃ
 فلقی عثمان بن حنیف فشکا ذاک الیہ
 فقال لہ عثمان بن حنیف انت المیضاۃ
 فتوضأ ثم ارات المسجد ففصل فیہ یومین

تمانی سے دعا کری کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھوں کی بینائی
 کو لے لے آنکھت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کریں
 تجھے اس حالت پر کہیں نہ چھڑا دوں اس شخص نے عرض
 کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی چلے جانے سے
 مجھے جڑی تکلیف ہے سفر کرنے فرمایا مجھ کو ہاتھ
 کو دیکھو اور کھت نماز پڑھو اس کے بعد اس طرح
 دعا کر لے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اپنے
 نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تیری فرمت متوجہ کرنا
 جو رحمت والے ہیں میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 میں آپ کو متوجہ کرنا ہوں اپنے رب کی فرمت تاکہ وہ
 میری آنکھوں کی بینائی کو لے لے لے اللہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش میرے حق میں قبول
 فرما دے میرے حق میں انکو شیخ بنائے اس کے بعد
 وہ شخص وہاں اس حالت میں کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی
 بینائی فرمادی اس حدیث کو اب تمہاری سننے اپنی
 کتاب میں روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اسکی
 اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی اسکی
 روایت کیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے
 اور بخاری اور مسلم کی شرط ہے البتہ امام ترمذی
 نے جو روایت بیان کی ہے اس میں دو رکعت پڑھنے
 کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ذکر ہے کہ آنکھت صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کیا ہے اور مسند احمد میں بیان کیا ہے کہ جیلانی
 نے اس کو کلمہ کہیں بھی روایت کیا ہے حضرت عثمان بن حنیف کے ترجمہ رحمتہ اللہ علیہ یہ روایتی کے جزئی شیخین

tooba-elibrary.blogspot.com

بھی کر رہے۔

دیکھو ان بقول فی دعائے بحق فلان
اور خود ہے کوئی شہنشاہی دعا میں ہوں گے کہ
او بحق انبیاءک وسلمک لانشہ لاحق
بحن فلان یا بحق انبیاء یا بحق وسلمک کیونکہ مخلوق
المخلوق علی الخالق رعدیہ اخیر میں
حقیقت یہ ہے کہ یہ عبارت اپنے اطلاق پر نہیں ہے ورنہ مندرجہ بالا حدیث باطل اس کے

ذوق تابع عمل کی اصل بات یہ ہے کہ صاحب ہدایہ حضرت کے عقیدہ کی تردید کرتے ہیں اور اس
کے سب ہی عقیدہ قرآنی اپنے سامنے منظر لا کر رکھ کر یہی بات ہی کہتے ہیں کیونکہ حضرت کا عقیدہ ہے
وہ جب اصل علی اللہ یعنی جو چیز بندے کے لئے اصل ہو وہ اللہ ہے۔ اس عقائد کی تردید کے لئے
صاحب ہدایہ نے یہ فرمایا ہے بات دلیل سے باطل واضح ہے لیکن وہ حق جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے نفسیاً
اور عقل سے اپنے ذمہ لیا ہے اس کی تردید نہیں اور حدیث و آیات میں اسی حق کا ذکر ہے (حق افضل
و اکرم و حق لوجوب) دعا میں اسی حق کا واسطہ دیا جاتا ہے کیونکہ صاحب ہدایہ نے اس سے قبل یہ بتا کر
قال (صاحب جامع الصغیر) دیکھو ان
یعنی خود ہے کوئی شخص مایں ہے کہ کہیں تجھ سے
یقول الرجل فی دعائہ اسئلک بمعنی
تیرے عرض کے ساتھ حضرت کے واسطے سے سوال
العزم من عوشتک کرتا ہیں۔

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اس لفظ کو درج پڑھا گیا ہے معنی اور عقیدہ پر ثانی چشہ کر رہا ہے
کیونکہ یہ خود سے مشتق ہے اب اللہ تعالیٰ کو تو دراصل اللہ تعالیٰ کی صفت کو موصوف کرنا باطل عقائد اور یہ تو
قرآن مجید کا ذمہ ہے جو باطل ہے اور اگر یہ عقیدہ ہے تو یہ اس عقود ہے کہ یہ وہم ہے اس بات کا کہ
عزت کا تعلق عرض کے ساتھ ہے اس سے یہ وہم ہو گا کہ یہ عزت بھی عارضہ ہے کیونکہ کمال تعلق
حدیث کے ساتھ جو بڑا یعنی عرض کے ساتھ حالاً کہ عزت تو اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے عیشہ اس کے
ساتھ موجود تھا اور یہی دعا عرض حدیث ہے اور اللہ تعالیٰ جین صفا تو قدیم ہے لیکن امام ابو یوسف
سے منقول ہے کہ ایسا اپنی دعا میں کہنے سے کوئی حرج نہیں اور یہی مسلک فقہ ابو حنیفہ کے فقہاء
کیا ہے کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے ماور ہے کہ یہی کہتے ہیں نے دعوت گیر میں حضرت شیخ
مسعود سے روایت کی ہے کہ اس سفر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے تھے اللہم افرانی اسئلک

toobaalibrary.blogspot.com

بمعنی العزم من عوشتک و مستی الرحمة من کتائبک و یا سئلک الاعظم و جعلک الاعلی
و جعلک التامہ یعنی ہم کہتے ہیں کہ یہ خبر واحد ہے اور ساتھ اس کے ترک جانے میں ہے
تھا ہے کہ صاحب ہدایہ اور اس قسم سے دوسرے فقہاء کو امام کے سامنے باطل فرماتے تھے کہ
اور حضرت کا عقیدہ ہے اس کی تردید منظور ہے نہ کہ مطلقاً ہم جو اوردن ان نہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ
معنی نہیں سیکھا۔

دن حضرت شاہ ولی اللہ کا ارشاد۔
ومن ادب الدعاء تقدیم التناضح علی اللہ
اور دعا کے آداب میں یہ ہے کہ دعا مانگنے سے پہلے
التواضعل بنی اللہ لیتعجاب۔
اور دعا کی حمد ثنا کہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ
رحمۃ اللہ الباقیہ جلد ۳۳
ہوئے قسم کے ساتھ قرآن مجید سے دعا و استجاب
برورد بھی قرآن کی ایک سورت ہے۔

۱۱۱ حضرت مولانا حسین علی فرماتے ہیں کہ۔
تواضع و بندگی اللہ میں ہے و بندگی پر کما ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ دعا کے بعض بات
کے بعض صحابہ اور تابعین اور امام احمد قریب سے منقول ہے اس کا معنی ہے اسئلک بنی اللہ
اسئلک یا ایفا فیہ و تعجبہ یعنی میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور محبت کے فیصلے
سوال کرتا ہوں اللہ میں سے التوسل یا الامان و بطاعتہ اصل الامان یعنی ایمان اور طاعت
کے ساتھ توسل کرنا توسل ایمان ہے۔ رالتیان فی تفسیر القرآن مشق اور ذوات کے ساتھ توسل
کا حال بھی ایمان اور محبت ہی ہوتا ہے لہذا ذوات کے ساتھ توسل کرنے میں بھی کوئی قیاحت نہیں اور
۱۱۲ حضرت خواجہ محمد عثمان فرماتے ہیں کہ۔
و یا مدبریدراک توصل لکن بق تعالیٰ یا شیخ
اور یہ دعا کہنا ہے کہ اللہ کے سامنے اپنے شاخ و نام

ملکہ اس کے ساتھ یہ حضرت مولانا حسین علی فرماتے ہیں کہ۔
حضرت ترمذی فرمودہ بعد از ہر نماز
فرض دعا ہے ذوق تعالیٰ لا اسئل حضرت تفسیر اللہ
ہاں تہمہ شہادت ہے فرمایا ہے کہ ہر نماز میں
کے بعد دعا اللہ تعالیٰ سے کہے جو اسے حضرت شاخ
بعت اللہ جیم ۱۰ سوانی
تعالیٰ بخوانے۔

کلام خود کو ایک وقت از رو ز شیب و اونی
 بھارتیہ راجست و اردو وقت کندانی کرتا
 و طریش اینک جو نڈا قو را دا غلام راسبار
 باز گردی ہی برمان قوا بیخہ نچہ خود ام بروح
 مقدس سید اللہ سلیم و شفیع الدین بن سید محمد
 علی اللہ علیہ السلام و بارون جمیع دنیا
 و امر سلیم ملاک مقربین صاحب نامین دنیا
 و صالحین خصوصاً حضرت نقشبند را محمدیہ
 قدس اللہ اسرارہم

کے ساتھ شیب و زمیں ایک وقت ترسل کئے اور
 بہتر وقت توجہ کے جسے اگر وہ وقت کہے تو
 زیادہ بہتر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ایک با
 پڑے اور تین با سواتہ انھوں میں پڑے اور پھر کہ
 اسی پر کہے میں نے پڑا ہے اس کا ثواب حضور میں پڑ
 عظیم کی جمع مقدس لوگوں چھپائے اور تمام انبیاء اور
 مرسلین کی ارواح اور ان کے مقربین اور صحابہ اور
 تابعین اور اہل اسلام خصوصاً حضرت نقشبند
 احمدیہ کے ارواح کو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

محمد عثمانی صاحب نے تجلی رومی کا ہاں ہاں خذہ اور احمد عثمانی کی تصحیح حضرت مولانا حسین علی
 نے کی ہے اور جا بجا اس پر حاشیہ بھی تحریر فرمائے ہیں اور آخر میں صداقت نامہ میں کھلنے کی لگاؤ کیا
 رد عزتوں کے بعد آیا بعد فقیروں
 الفقیر الحقیر المدعو حسین علی افی
 طاعت : ہذا کتاب من اولہ اہل
 آخوہا بامر سیدی و مولائی و مرشدی
 حضرت سیدی محمد سراج الحدیث
 لوزال فیوضاتہ علینا قائمۃ لفقہنا
 اللہم ہذا الكتاب وانا ظون الاخیرین
 آمین یا رب العالمین۔

حضرت خواجہ محمد عثمانی نے فرمایا کہ کثرت میں دنیا کے
 تنازعات اور جھگڑے سب تباہ اور پست کی طلب
 کی رہتے ہیں اور جہتیں ہیں کہ برکات و مصلحت
 سے اللہ طریقہ کو مسلم نے فرمایا ہے دنیا کی محبت قائم
 نگاہی کی اصل اور جہت ہے جیسا کہ لائبریری اور
 اہل سنت کے تنازعات اور یاد کرام کی ادا کے
 مشفق و نہ اہل اسلام میں سے کوئی شخص میں آیا
 نہ ہوگا کہ وہ یاد کرام کی متعلقہ نافع اور شاکہت
 اگر میں تو جس سبب میں انسان لائبریری کا نافع
 محض منہ کی وجہ سے ہے کہ نہ کہ عادت اللہ جاری ہے
 تمام کاموں کی سبب کی سبب سبب سے چھٹا
 (۱۳) حضرت شاہ عبدالعزیز نے مسئلہ اعداد پر روشنی ڈالی ہے چنانچہ خدای عزیزی سے

دیوان مجربہ

ابھی بحیرت شفیع المدنی میں الا

ابھی بحیرت غوث ووزان قلب زبان حضرت شاہ ابوسعید احمدی

ابھی بحیرت غوث ووزان محبوب زمان مانقہ قرآن وحبیب لقتنا الی اللہ العلیہ حضرت شاہ سید
 ابھی بحیرت معانی العربیہ الشریفین مقبول ہوا شریحین و لغویین فی مسائل اللہ العلیہ حضرت شاہ سید
 ابھی بحیرت حضرت خواجہ شکل کشا دیار یاد از یاد انبیاء زید اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
 شیخ الحدیث تبارک السالین امام العربین بریلوی المعروف شمس العقیقہ فرید العصر سید الزمان صاحبی المرحوم
 الشریفین منہر نقی وضمن پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وند عثمانی شاہ
 یا وہ ہے کہ محمد فرزند عثمانی جس کو حضرت خواجہ نور عثمانی کے سنیہ نماز حضرت مولانا سید محمد

ابیر شاہ صاحب دہلی مثنوی نقشبندی مہدی نے مرتب کیلئے اس میں فقہ و عبادت و محتوبات
 معمولت عبادت کرامات مختلفہ حالت اور دیگر مسائل عقوت کا بیان ہے اس کا تجارت جامع
 ابن الغاثر کے کیلئے کہ اس رسالہ دست و زحال جناب خواجہ شکل کشا دیار یاد از یاد انبیاء وند
 زید اللہ تعالیٰ عنہم اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
 شمس العقیقہ فرید العصر وید الزمان صاحبی المرحوم الشریفین معروضی المثنوی پیر دستگیر حضرت مولانا

(۱۳۵۵۵۵۵۵)

ہم نقل کرتے ہیں۔

سوال: - آیا جو علم سلوٰۃ و سلام اور اویسا کریم، شہداء و خلفاء، اور صلحاء کی تمام سے ان کی وفات کے بعد اس طرح استمداد کرنا کہ غلطی تو ملنے سے میرے لئے آپ مہبت طلب کریں اور میرے لئے سفارش کریں اور میرے لئے دعا کریں کیا یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: - اموات کے استمداد خواہ توجر کے نزدیک ہوں یا قابضہ یا پلاشہ بہ دعوت ہے اور صحابہ اور تابعین کے فرشتے میں نہیں تھا، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ یہ کس قسم کی دعوات میں سے ہے آیا دعوت سیرۃ یا دعوت مشرئہ اور نیزہ حکم صحیح منقبت ہوتا ہے، استمداد کے طریق کے مختلف ہونے سے اگر استمداد اس طریق پر ہو جس طرح سوال میں مذکور ہے تو ظاہر ہے کہ یہ جائز ہے، اس کی اس صورت میں شک نہیں ہوتا یہ اس طرح ہی ہے جس طرح صلحاء سے دعا اور ان کے لئے ان کی زندگی اور امتداد کی جاتی ہے اگر کسی دوسری طرح ہوگی تو اس کا حکم بھی اس کے موافق ہوگا اور حدیث شریفہ میں مہبت پراری کے لئے اس طرح ملامت ہے کہ حضرت عثمان بن عفیف سے روایت ہے کہ ایک تابعینہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت تھی جس میں حاضر ہوا اور اس مشکل کہا کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت دے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میرے لئے دعا کرو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا اس مشکل کہا کہ حضرت آپ دعا فرمائیں اپنے سگ بچہ کو اور پھر دعا مانگو اور حضرت دوسری اسٹاک و التوجہ الخ (رقناتوی عریزی جلد ۹۹) نیز حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ -

اور استمداد کی صورت یہی ہے کہ حاجت انسان اپنی مہبت طلب کرنا ہے اللہ تعالیٰ سے کسی بندہ کرم کی روحانیت کے توسل سے جو کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب برگزیدہ ہوتا ہے اور محتاج یہ شے یا دوسرے کے دعوت ہونا اور حاجت کی مصلحت میں وہی ہوتی ہے جو سنت کے مخالف نہ ہو گیا کہ حضرت محمد رافعت ثانی نے فرمایا ہے کہ ہر دعوت ضلالت ہے اور اس کی تفریق درست نہیں اور جس کو اللہ دعوت سنت کہتے ہیں وہ سنت کی قسم ہی ہوتی ہے جیسا مسئلہ تراویح پر حضرت عمر نے نعمتاً بابت تہذیب اہل حق فرمایا ہے جیسا کہ بخاری شریف اور دیگر کتب امارت میں موجود ہے نا فہم - - - - -

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہتے ہیں کہ بندہ خدا اور اللہ کے دلی میرے لئے سفارش کرے اور اللہ تعالیٰ سے میرے لئے مسئلہ کو طلب کرے تاکہ اللہ تعالیٰ میری مہبت کو قبول کرے بندہ تو وہ زمان میں صرف مسئلہ ہی ہے اور معنی اور مسئلہ کو بردہ رکھ رہی ہے اور اس کی کسی قسم کا شائبہ نہ رکھے یہی نہیں جیسا کہ توسل کے افکار نے دم کیا ہے اور یہ باطل کی طرح ہے جیسا کہ توسل اور طلب دعا و صلحاء اور دوستانہ غلطے مہبت میں کرتا ہے اور یہ بالاتفاق مجاز ہے تو یہ توسل بجا تو وفات کے لئے ناجائز ہوگا کیونکہ ارواح کاملین میں مہبت مہبت اور جہانمات کچھ فرق نہیں ہوتے اس کے کمال کی طرف ترقی ہر وقت ہے چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں ہے اور شرح صمدی میں بھی مفصل ذکر کیا ہے اور امام ریث و روایات متعدد و ترقی سے بیان کی ہیں (رقناتوی عریزی جلد ۹۹)

۱۴۲) حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید صمدی فرماتے ہیں۔

افادہ ۱۳۸ من جلد صفری شاعر شریف کہن کی دعوات میں ہے جو کہ خواص عوام اہل زمانہ میں مجرم اور حکم ہندوستان میں خصوصاً شہرت یافتہ ہیں اور بعض معتبر تان تان ہی اس میں مبتلا ہوتے ہیں وہ ہے مرشد کی تعظیم میں اس وجہ کا انفراد کہ اس کے خدا ہونے یا نبی ہونے کا اعتقاد ظاہر ہو پس ضروری بات ہے کہ اس معاملہ کی صداقت کو کچھ فرمایا جائے جس کا بیان یہ ہے کہ -
مرشد بلا ریب وسیلہ اور خدا تعالیٰ است مرشد شاہ شہ زین الدین سیّدیہ اللہ تعالیٰ نے
قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا فرمایا ہے کہ ایہ ایمان اؤ اللہ سے ڈرو اور اس کی
اشدوا بشعوا الیہ الوسیلة و جاہدوا طرف پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو اور اس کے
فی سبیلہ صلکوا تغلقون والما شدوا رستہ میں جہاد کرو تاکہ مہبت کی مہبت ہو جائے

اس آیت میں تفلح کے لئے چار چیزیں مقرر فرمائی ہیں ایک ایمان دوسری تقویٰ تیسری مہبت وسیلہ اور چوتھی جہاد کی راہ میں جہاد، اہل سلوک اس آیت سے سلوک کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں اور مرشد کو وسیلہ جانتے ہیں اس لئے مرشد کی خواہش حقیقی تفلح اور یقینی کامیابی کے لئے چاہتے ہیں۔ پہلے ضروری ہے اور سنت اللہ ہی اس طرح جاری ہے لہذا مرشد کے نہیں لایا یہی بہت تادریس پس مرشد جیسا پکڑیں کہ وہ کس طرح مہبت شریعت کے مخالف نہ ہو اور مرشد ہی تقسیم یعنی قرآنی حدیث پر واضح اللہ قدم ہر ایسے شخص کو اپنا مرشد اور نادی نہیں اس لیے ایسا نہ ہو کہ مرید ہر سال میں مرشد کے اتباع

کو منظور تھا اور گئے جو مصلحت پیشوا تو شرح شریف کو جانے اور یا مسالہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا متبع ہو اور اس چیز کا بھی شرح شریف کے مطابق مرشد محکم ہے اس کا
اتباع کرے اور وہی جان کے ساتھ اسکو قبول کرے اور شریعت کے مباح امر کو برداشت نہ کرے حکم سے
لازم جانے اور جو شریعت کے خلاف ہے توہرگز اس کا اتباع نہ کرے بلکہ اسکو رد کرے کیوں کہ
مفسر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لوطاعة الخلق في معصية الخالق یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی
میں مخلوق کی اطاعت ہرگز نہ کرنی چاہیے اور مرشد کی محبت بھی بائیں طور ہونی چاہیے کہ اپنے مانی
و جان کو برداشت کرے، رضا اور اس کے ازم کی خاطر صبر کرے اور دنیا کی کسی چیز کی اس کی رضا سے زیادہ
عزیز نہ جانے کیونکہ جو فائدہ مرشد سے حاصل ہوگا وہ دنیا کے تمام منافع سے ہزار بار زیادہ بہتر ہے لیکن مرشد
کی محبت اس صحت منفع ہوگی کہ اللہ و رسول کی نافرمانی کو برداشت کی محبت کے سامنے گوارا کرے کیوں کہ
یہ بات اللہ تعالیٰ کے دربار سے دور کرنے کا موجب تمام نعم کی تمہیں اور حقوق کی صل اللہ تعالیٰ کی
محبت اور حق ہے اللہ کی محبت اور اس کے حق کے سامنے کسی اور کی محبت اور حق کو خیال میں لانا
اللہ تعالیٰ سے تجرّب اور اس کی مخالفتوں سے محروم ہو جائے اگرچہ اس کے ساتھ بیعت کرنے کے بعد
عالم حق کو اس پر یہ کوئی شک کا حکم معلوم ہو جائے تو اسکو نصیحت کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے
اس کے لئے دعا کرنی چاہیے اور اگر وہ باز نہ آئے اور اس پر بے کام زور دے تو اگر وہ کام نسا و
عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے تو اس سے بیعت توڑ دے اور اسکو اپنا پیرو مرشد نہ جانے اور اگر وہ کام نسا
عقیدہ کی قسم سے نہ ہو تو بیعت نہ توڑے لیکن ایسے مرشد کو اگر مانتیں ہیں جتنا خیال کرے اور اس کام
میں اس کی پیروی کرنا مرام جان کر اس ابتواء سے اس کی نجات کے لئے ظاہری اور باطنی کوشش کرتا رہے۔

۱۵) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گیسوٹی کے منقولہ شجرہ
طریقہ جو سلاسل قطبیہ میں ہیں اور اس کے علاوہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی متنا
متبادل میں ان کو درج کیا ہے حضرت نانوتوی کا شجرہ منقولہ مولانا طفیل ہے بطور نمونہ کے ہر چند اشعار
اس کے نقلی کرتے ہیں تاکہ مسئلہ توکل پر روشنی پڑ سکے۔

حق مقتدائے عشق بازان
امام راست باناں شیخ عالم

رہیں شیوے مقتدایان
ولی خاص میدی تعظمن

tooba-elibrary.blogspot.com

شرد والا گھبرا ادا اللہ :
نہ پیر عالم است ادا اللہ

انہیں لڑتے ہیں
بآن کو رحمت عاملین است

بجی مرشد عالم محمد :
بجی برتر عالم محمد

۱۰) چشم بطف لے حکم تو برسر
بجال تا سہم بے پارہ بنگر

۱۱) شجرہ کا ابتدائی شراں صرح ہے
ابھی غرق دریائے گشتا ہم

۱۲) حضرت مولانا گیسوٹی کا شجرہ منقولہ
تو میدانی و نمود ہستی تھا ہم

۱۳) سیدی شیخ رشید احمد امام وقت شیخ
وہ مراد حق نہیں ازہر پاشا اسے

۱۴) بہر ادا و نمود حضرت عبدالمکرم
عبداری عبدادی و عسکری علی

۱۵) ہم محمدی و حب اللہ و شاہ بر سعید
ہم نظام الدین جلال و مجددین محمدی

۱۶) ہم محمدی و حب اللہ و شاہ بر سعید
شمس دین ترک و علاء الدین زین العابدین

۱۷) ہم محمدی و حب اللہ و شاہ بر سعید
ہم مولانا ابو یوسف محمد محمدی

۱۸) ہم محمدی و حب اللہ و شاہ بر سعید
ہم ضیاء و ہادی اوہم ہم فضیل مرشدی

۱۹) ہم محمدی و حب اللہ و شاہ بر سعید
سید اکوئین فرزا علیہ بشارتی نبی

۲۰) پاک کن تحفہ مرآت انبیاء غیر خویش
بہر ذات خود شفا ہم وہ زما را من ولی

۲۱) شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی کے تھتے
(۱۶) سیدی و مرشدی حضرت مولانا مدنی نے بنی اور رسول کی نہایت ہی تمہیں فرمائی ہے جو
اہل انصاف کے لئے اطمینان کا باعث ہوگی اور اہل بعیرت کے لئے مکمل الجواہر سے زیادہ بھارت
افزود ہوگی حضرت فرماتے ہیں کہ حقیقت حال یہ ہے کہ لفظ حق متحد و متحد ہیں اسے۔

۲۲) سیدی و مرشدی حضرت مولانا شاہ اشرف علی نے اضافہ فرمایا ہے باقی اشعار حضرت گیسوٹی کے ہیں۔

اور اسب عقلی اس کا ثبوت اور لازم دلائل عقلیہ تطبیق سے ہوتا ہوا اور اس کا خلاف مستحیل اور ممنوع عقلی ہو۔

۲) واجبہ شوقی میں کا ثبوت اور لازم نفس شریعی اور وعدہ خداوندی کی بنا پر ہرگز ہر اگر عقلی اس کا وجود ضروری نہ ہو۔

۳) مستحکمہ و ثابتہ یعنی وہ چیز جو کہ وجود اور ثبوت و کسبی ہرگز نہ ضروری نہ ہو۔

۴) جدید اور اولیٰ یعنی وہ چیز جس کا وجود ہونا بہت اولیٰ ہوگا نہ ضروری نہ ہو۔

۵) امشابه بالواجب یعنی وہ چیز جو کہ ضروری چیز کے مماثل اور شایہ ہے اگرچہ واقع میں قدم اور ضروری نہیں جیسے زیادہ۔

۶) اموجود تصور یعنی مشاکلہ اور صورتی عبارت میں ہو کسی چیز کو دوسرے کے برابر قرار دینا جو کہ بعضی چیزاً استیجابیہ مثلاً اگر کہ وہ حقیقت میں موجود نہ ہو۔

۷) احتمولاً اور اولیٰ یعنی وہ چیز جو کہ تہ اور شرط رکھنے والی ہوا اور قبولیت سے فوری گئی ہو۔

(۸) معتمد بالشانس یعنی وہ چیز جس کو نہایت اہم اور قابل اعتقاد کوئی قرار دے کر اس واقع میں وہ لازم نہیں ہے جیسے حدیث شریف میں حق علیٰ کل مسلم ان یغتسل فی کل سبعتہ ایام یعنی ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہفتہ میں ایک دن نہانے کا ہتھام کرے (الغرض استعمال عربی اور لغت عرب میں لفظ حق ان سہد معانی وغیرہ میں مستعمل ہوتا ہے بسبب کہ شرح حدیث میں قاری عقلی وغیرہ اور عالمکس انسان العرب مجمع البحار وغیرہ علماء معتبر کر فرماتے ہیں بحر کے پہلے معنی میں اظہار میں اختلاف واقع ہو سکتا ہے جو کہ عدل اور صلح کو اللہ تعالیٰ پر عطا واجب قرار دیتے ہیں اس لئے عقوان اہل توحید اللہ تعالیٰ پر عطا واجب کہتے ہیں اور یہ حق بندوں کا اس پر لازم بالقرن العقل قرار دیتے ہیں اور اہل سنت والجماعت کسی فعل کو اللہ تعالیٰ پر عطا اور نیا واجب نہیں کہتے اس لئے یہ دعا کرتا تظہیرانی استاذک بحق فلاں یا بحق الایمان والرسولین اہل الاعتزال کے عقائد کے موافق ہوگا اہل سنت والجماعت فلاں ہوگا ترون تا میں اور تبع تا میں میں سنت اور کابہت زور و شور تھا اس لئے فقہا کلام نے متذکر لیتے منع فرمایا تھا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اب جب کہ وہ اور ان کے عقائد معدوم ہو گئے تو اس کا ہتھام بھی معدوم ہو گیا تو اس لفظ کے استعمال میں پہلے معنی کے ارادہ کرنے کا استعمال ہی نہیں بلکہ دوسرے معانی ہیں لے جاتے ہیں اس لئے اس میں کوئی حرج نہ ہوگا۔

شرح فقہ جلد ثانی کتاب النکاح ۲۲۲ میں فرماتے ہیں

قیل وجہ من یقول فی وعلمہ بمن فلاں نیسا حان او دلیا او یحق الیبت او اللعشر لاشہ لاحق الفلن علی اللہ من قد یقال لاحق اللہ وجوباً من اصلہ وکن اللہ سبحانہ جعل رحمہ حقاً فضلاً اور یوادی الخ الخرمۃ والعظمتہ ینکون من باب الیسبۃ وقد قال اللہ سبحانہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وقد عد من آداب الدعاء والتوسل بالانسیا ولادیا علی ما فی لحن الحسین وقعبا فی روایۃ الفہرۃ فی استاذک بحق فلاں علیک وبعین مضافی۔ ایلہ فانی لم یخرج اشراً ولا یطہراً (المحدث)

رد المحتار مشیہ در مختار معطا ربین العابدین الشافعی میں ہے

۱۔ محدث حصن حصین والے فرماتے ہیں کہ۔ ۲۔ آداب عابد میں ہے کہ شرط کے ساتھ وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ بالنیبۃ تکلیفیہ میں عبادۃ الرحمن حصن حصن مٹ طبع معصی ۱۴ سوالی

توقوه وهو حق سئل، هذا لفظا
 منه ابو يوسف بخلاف مسألة المصن السابقة
 كما نادى اتفاقى فى المناخرانية وجاء
 فى الآثار ما دل على الجواز توقوه لانه لاحق
 لخلق على الخلق، قد يقال لانه لاحق لهم
 وجوابه على الله سبحانه وتعالى اجمل
 لهم حقا فى فضله او يرد بالخلق المحمودة
 والعظمة فيكون من باب الوسيلة و
 قد قال رداً بقوله الوسيلة وقال
 السبكي يحسن التوسل بالنبوة صلى الله عليه
 وسلم الى سببه ولم يتكروا احد من السلف
 ولا الخلف الا ابن تيمية فاقبح ما سمر
 يقتل عالم قبله الا ردوا له ربه ورضاه

خلاصه یہ کہ وہاں میں بحق فلاں یا جو مرت فلاں کہنا ضرورت جائز ہے بلکہ وہاں وہاں تھیں ہے
 موروثی صاحب منج کہتے ہیں غلطی نہیں اور وہاں کی عبارت سے ان کا استدلال صحیح نہیں ہے وہاں
 میں حق ہمیں واجب العقل کو منج کیا گیا ہے اور اول سنت جب وہاں میں یہ لکھتے ہیں تو صاحب عقلی مرت
 نہیں لیتے بلکہ ایسے مٹا دیتے ہیں جس سے توسل بھاجاتا ہو جو کہ راجح لاجاب ہے وہاں علی

مسئلہ وحدت الوجود میں او عندال

سہ دست رہنا سبب باہان ناس
 سہ بود نقش و نگار سہا ہے کچھ ؟
 اصلہ ہے چیخ ہے تیا س
 صورت اک احتساب سہا ہے کچھ

tooba-elibrary.blogspot.com

یہ برہمیت جسے کہیں میں عمر
 دیکھو تو آنکھ سہا ہے کچھ ؟ رہتی تھی
 اس مسئلہ پر کچھ لکھنے سے بہت ڈر لگتا ہے چونکہ بہت وقت لگتا ہے اسلئے کہ اس مسئلہ سے
 ایک جنب سہا ہے یہ مسئلہ بھی اپنی نظر و فکر کے سامنے پیش نہیں ہوا ہے کہ باہر میں
 بعض باتوں کا اظہار تاثر ہے اس میں اعتراض و تقریب بہت واقع ہوئی ہے ہماری کشش نے ہمیں یہ سہا
 کہ اس میں راہ اعتدال معلوم ہو سکے تمام کائنات مخلوق ہے تو نفسی بات ہے کہ یہ معلوم کیا جانے کہ
 اس کائنات کا اپنے خالق اور اللہ سے کیا تعلق ہے اور یہ کائنات کس طرح عالم وجود میں آئی اس لئے
 مسئلہ کے لکھنے سے بھی چارہ کار نہیں اور مسئلہ کی اصل حقیقت کو بھی بقدر استطاعت جاننا تاثری
 حضرت شاکر فریح الدینؒ کا ارشاد
 حضرت مرزا شاہ رفیع الدینؒ کا ارشاد
 وہ فرماتے ہیں کہ۔

میں کہتا ہوں کیا کہ ایک بے عقول کی جماعت اس مسئلہ (وحدة الوجود) کی فیصلہ
 بیان کرنے میں راہ صواب بٹ گئی ہے اور اس مسئلہ کی معرفت میں انہوں نے شریعت شریعت
 کے کمال کو محض سمجھ لیا ہے، اس طرح ایک دوسرے بے عقول اور بے ذوقوں کی جماعت اس
 مسئلہ کے انکار کرنے میں راہ صواب سے اس قدر دور ہاڑی ہے کہ اس مسئلہ کا اثبات اور انکار سے ان
 کا شاد وہ ان کے نزدیک ایسے خیالات کی قسم ہے جسے جو واقع کے مطابق نہیں اور اس مسئلہ کا تعین
 کہ وہ اس بات کی حوت منسوب کرتے ہیں کہ ان کے مزاج میں سودا کا غلبہ ہے اس طرح کچھ
 ایسے لوگ بھی ہیں کہ اس حال کو بڑے متذکر کی حوت منسوب کرتے ہیں اور ایک گروہ اس کو راہ صواب سے
 تصور اور عقرات بھگتے اور زمین اس کو نظر اے جہاد کی کہ میں سے خیال کرتے ہیں، الغرض کچھ
 طرح طرح کے اہل علم کا شاکر میں خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ حقیقت کی نگاہ میں تو حیدر ایمانی
 لازماً اس مسئلہ کا اس وقت حوت اور خود سابق میں موجود ہے حاضر میں اسے اصل ایمان کو لایا گیا
 کے تمام مراتب میں کافی خیال کرتا ہے اور مذہب کے خاص عمل یا عمل رسانی کا باعث اس کو بھگتے ہے اور
 مرتبہ کہتے ہیں کہ ایمان کے ساتھ کوئی حسیقت نقصان نہیں دیتی جیسا کہ کفر کے ساتھ کوئی نیکی نافر
 نہیں دیتی، اور غرض میں کہ گروہ نے اس کو اپنے اصل مقام سے بالکل ہی ایسا نیچے گرا دیا ہے کہ

اس سے نہایت حل سکے اور ذرا توجہ سے رٹائی ممکن ہو چکے انہوں نے اس کتاب مفید و کثیرہ کو
 کا مریخ شاکر کیا ہے خود بھی گمراہ ہوئے اور دیگر بہت سی مخلوق کو راہ راست گمراہ کیا، اور حق بات
 یہ ہے کہ جس طرح توحید الہیاتی نجات کے مراتب میں اصل ہے لیکن اس کے ساتھ اعمال سالمہ کی امداد
 ضروری ہے جیسا کہ تو حیدر عرفانی مراتب عرفان میں اصل ہے لیکن اس کے ساتھ عدم احوال کا طبع
 بھی ضروری ہے اور عاقل ہے کہ یہ احوال اعمال سالمہ کا ثمر ہیں اور اس بات کو اصل نجات میں نہیں
 تئیں اعمال سالمہ بھی مذہب سے رٹائی اور حجت کے درجات کی ترقی کا باعث ہیں اور توحید بخوشی
 حاصل کمال اتباع کے نیز مسرت نہیں ہو سکتا جیسا کہ رنگین دین کی کتب میں مصرح ہے دیکھ جائے تو یہ
 افراط و تفریط صورت اس مسئلہ وحدۃ الوجود کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ تمام عقائد مذہبیہ، اعمال شریعہ
 اعتقاد عمودہ تینوں پر ہی رکھتے ہیں، افراط، تفریط، اوسط اور کچھ غیر الامور و امالیٰ کو بہتر کام اوسط
 درجہ کے ہوتے ہیں اور طرز اعتقاد یا ضروری، برعکاس میں خود اعتقاد جو عمل ہو یا اعتقاد پسندیدہ
 ہے اور افراط و تفریط مذہب سے امام برہنہ ہی نے ان اللہ یا امر بالعدل کی تفسیر میں فرمایا ہے یا امر
 بالعدل بالتوسط فی الامور اعتقاد اکت التوحید المتوسط بین التعلیل والتشریح والتفعل
 بالکتاب المتوسط بین الجہود والقہود و عملا صحت التتبع باذی الوجودات و المسئودات المائتہ
 المتوسط بین البطالہ والتہیب و خلقا صالحا لوجود المتوسط بین الجہل والتبذیر، یعنی
 اللہ تعالیٰ حکم و تدبیر میں اوسط اور میان روی اختیار کرنے کا تمام امور میں مثلاً اعتقاد ہے تو اس میں توحید
 کو اختیار کرنا جو متوسط ہے تفسیل یعنی خدا کو معطل خیال کرنے اور شرک کے درمیان اور بندہ کے
 لئے کسب کا قائل کرنا کہ بندہ کا سمجھنا اذ خدا متعلق ہے یہ متوسط ہے جبر اور تدبیر کے درمیان اور عمل میں
 جیسا کہ احیاء اور مذہب بات کی پابندی کرنی یہ متوسط ہے باطل بیجا جھنڈے اور قایت و ربر
 کے زہاد و رہبانیت میں اور انفاق میں مثلاً سخاوت متوسط ہے عقل اور فضول خرچی کے درمیان۔
 جب افراد و تفریط کی راہ کے کا تمام اصول و فروع میں ناسمیت تو اس مسئلہ وحدۃ الوجود میں
 برصارت کی اصل ہے اور مطالب میں اذق ہے اس میں افراد و تفریط اختیار کرنا تو بہت زیادہ ہی
 نامناسب ہوگا، پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نصرت کرے کہ جنہوں نے اہل اللہ کے کلام کو نہر عمل پر عمل
 کیا اور فرسوں یا اماں اقاؤد و زندقہ اختیار کرتے ہوئے اللہ تبارک سے محراب ہو کر اور بے گامی اختیار

کرتے ہوئے بعض شیخہ غرافی غرافات کا اتباع کیا اور سر مشعل کے حکم کی تعمیل نہ روئے، باطل عقائد
 حضرت شاہ کلیم اللہ جہانے بادیہ کے تحقیق سے
 وحدۃ الوجود کی صوفیہ کام کی اصطلاح میں عام طور پر تفسیر یہ کی جاتی ہے کہ تمام موجودات
 کو ایک وجود حق خیال کرنا اور اس کے وجود کو ضمن اتر تمام عبادات جیسا کہ مشلا موت، حساب،
 گویا، تقویٰ، ژالہ، اور غیرہ سب کو ایک ہی پائی سمجھنے میں لیکن یہ تفسیر تو بہت سادہ ہے اس سے
 یقیناً اس مسئلہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا جاسکتا، اصل بات یہ ہے جیسا کہ حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبی
 فرماتے ہیں۔

”پیرچیز عاقل نفس ظاہر و باطنیہ، اساعہ، شامہ، ذائقہ، الامہ اور عاقل باطن
 دین شکر، خیال، اہم، حافظ، متصرف، ذکا کی مدد سے درک ہوتی ہے وہ اگر ذات کے مطابق ہے تو
 یہ حق ہے اور اگر وہ ذات کے مطابق نہیں تو وہ باطل ہے اور یہ بات قائلین وحدۃ الوجود کے
 نزدیک محقق اور ثابت ہے کہ حق میں طرح اللہ تعالیٰ کے بعض مظاہر سے ہے اسی طرح باطل بھی اس
 کے بعض مظاہر سے ہے حضرت شیخ ابو یوسف مغربی جو کوشش غی اللہین ابن العربی کے کشش میں فرماتے
 ہیں کہ

لا تتصور الیاطل فی طوہر فانیہ بعض ظلماتہ باطل کو اپر دست سمجھو اس کے طور میں یمن
 واعطہ منشا بمقدارہ حتی توفی حق اشباتہ عیب کی طرف مت منسوب کر دیکو کہ وہ
 بھی اسکل ظہور کا شرف ہے اس لئے کہ وجود ہر شی کا اسکل موجود لا پر تو ہے اسلئے اپنے حوصلہ کے مطابق اس
 کا حق اور کو تا تم میں ہر کمال تک پہنچ سکود اور مرتہ وحدۃ الوجود ہے یعنی ہر چیز کے وجود میں
 وجود حق دکھائی دے رہا لیکن جتنی شخص کو اس میں مشغول نہ ہونا چاہیے کیونکہ وہ اپنے ذہنی اور ضروری معائنات
 سے رہ جائے گا اور سمجھ نہ آئے پر گمراہی کا خطر ہے

شیخ نور الدین ابن ہندی نے اس پر ایک اور شکر کا اشارہ کیا ہے کہ
 فالحق قد یظہر فی صورتہ وینحوا لجاہل فی ذاتہ
 یعنی حق کا ظہور کبھی اس کی صورت کے ہوتے اور جہاں اس کی ذات راصل سے ہی نکلا کر
 دیتا ہے جو کچھ نفس کے اندر دکھ ہوتا ہے کلیات ہوں یا جزئیات اسکل مطالعہ میں جو بظن ایک

خاص شان کے ساتھ ظاہر ہوئے اور دراستہ قائم رہا اور اقرب اور اوتن ہے جس نے حضرت
 بندہ برساتے ہیں اور شک نہیں کہ اس حالت میں کیفیتیں بغیر اور حالت ذوق پیدا ہوتی ہے اور
 مراتب کیانی (شہنشاہی واپسی) اور ادراک کے املا میں آتے ہیں اور درست بات یہ ہے کہ اس کا
 کی نفی کرنا اور اس میں کبھی کیفیت کو کچھ ڈروا اور اپنی طرح سے ہوشی کے واسطے کہ
 سمیت لوگوں کے باہر لانا شکر گذاری ہے، اس طریق کے تحقیق کے نزدیک اگرچہ اس کا
 آقا اور واقف کر حقائق اور تدبیر و تاملی عملی سے ظاہر ہو کر کیفیت دوسے خودی وادی حیرت
 کی ابتدا ہے اور وہ ان معاملات کا آخر ہے (کشکول حلیہ ص ۲۵۲)

”سالمک چشم دل اپنی حقیقت جو کہ حقیقت جامع ہے کی طرف دیکھنے اور اپنی حقیقت
 کو اپنی چشم دل سے شہو نہ کہتا ہے اپنے تمام احوال انحال میں اس کے بغیر نظر کرتا ہے کہ اس کی یہ حقیقت
 جامعہ تمام موجودات حسنہ و قبیحہ، اعلیٰ و سفلیہ، محسوسہ و غیر محسوسہ میں
 جاری ساری ہے یہاں تک وہ مشاہدہ کرتا ہے کہ جس عالم اس کے ساتھ قائم ہیں اور برسر ایت اس کے
 تمام موجودات کے اندر ساریت کے ہونے سے ہیں جو محسوس معقول ہے جس عقل میں جو چیز آتی
 ہے (وہ آئینہ ہوتا ہے کہ سالمک اس میں اپنی حقیقت جامعہ کو دیکھتا ہے کہ با تمام عالم ہنزا جسم کے
 میں جاتا ہے اور سالمک ہنزا اس جسم کی وجہ کے اور اس مرتبہ کو مرتبہ شمع زیا شہو خلق قائم بحق)۔
 کہتے ہیں جب سالمک میں یہ مرتبہ خوب توت پکڑتا ہے اور جو کچھ عوالم میں گذرتا ہے سالمک اس کے
 متاثر ہوتا ہے ہم جو ہوشی اس کے جسم پر گذرنا امت یا تخلیف داد ہر ذوق کا ادراک لازمی ہے“

(کشکول حلیہ ص ۲۵۲)

یعنی اس روحوں مطلق کو دیکھنے اور غیر متناہی سے تعبیر کرتے ہیں اور خود اپنے آپ کو
 ایک تفرقہ اور جو اس کو دیکھنے اور جس شہادت فرست ہونے والا دیکھتے ہیں اور یعنی اس کو
 غفلت غیر متناہی قرار دیتے ہیں اور خود اپنے آپ کو اپنا غل غل خیال کرتے ہیں جو شب و کوہ میں مستلک تھا
 اور یعنی اس کو اس خاک کے ساتھ جو آسمان زمین کے درمیان ہے یا ہر چیز کے درمیان سے غفلت ہے
 ہیں اور یعنی تمثیل ہے جو معتدل و محسوس کے ساتھ کمزور اور ضعیف معقول والے لوگوں کی تہمیں کی بنا پر
 دی گئی ہے اور نہ ذات برحق ان تمام شہادت حقیقت سے بہت بزر ہے ع

tooba-elibrary.blogspot.com

و فلانسا فیعاشقون مذاہب

مطلوب اس سے مجرم ہستی کا ناکار ہے جو کہ وہ سالک ہے جو مطلق ہو کر اس کی حقیقت
 ہے کہ مشاہدہ سے پردہ ڈالے جو ہے

حاصل یہ ہے کہ سالمک اپنے نفس ناقص میں ایک نسبت دریافت کرتا ہے لیکن وہ یہ نہیں
 جانتا کہ اس نسبت کی طرف تعلق کس کے ساتھ مراد ہے اور سالمک اس کو میں بند کرتا ہے تو
 و محال اس کے لئے ایک تہیہ پیدا ہونا ہے اور وہ باگاہ مطلوب اور دربار مقصود میں غور پر اس
 زمین سے دور ہے اور یہ سب مرتبہ میں شہر ہے کہ وہ دربار مطلوب اس سے دور ہے جو کچھ سالمک کے
 حیلہ نفس میں تہیہ ہوتا ہے وہ محال نہیں سالمک کے تہیہ سے ہی تہیہ ہوتا ہے اور تہیہ میں ہر کس بھی
 تہیہ نفس سے تہیہ ہر وہ مطلوب نہیں اور یہی سب کے لایب کے مطلق ذات کی کہ حقیقت
 ملک کسی ہی اور ولی کا تہ نہیں پہنچ سکتا ع

حفاکار کس نشو و نام باہر ہیں

(کشکول حلیہ ص ۲۵۲)

میرزا ہڈ کے تحقیق

حضرت مولانا محمد زاہد علی شاہ جیلد سوم اور امام ولی اللہ دہلوی کی حقیقت پر بحث کرتے
 ہوئے فرماتے ہیں کہ

”حقیقت یہ ہے کہ ہر صدی میں سے (صدی معنی دور و لاہوت ہے) ایک اور شاہلی ہے جو
 نفس اور من تحقیق اور ثابت ہے اور جو زمین مابہ الموجودیہ زمین کے ساتھ ہستی کا قیام ہوتا
 ہے اور جو جسم ہر موجود ہے جو واجب ذات ہے اور یہ اس کی پیکر کے اعتبار سے کہ اس میں یہ ہے کہ
 و نفس اور من تحقیق جو بالی منی کس کا صورت ایسا ہو کہ اس چیز کا استخراج اس سے ہو سکے جہاں
 تین چیزیں ہیں ایک استخراج من سے کوئی چیز استخراج کی جاسکتی ہے اور یہ ثابت ہے من حیث
 ہی کے جو ہیں اور وہ استخراج ہے اور وہ وجود ہے من صدی کے اعتبار سے اور منشا استخراج
 اور وہ وجود یعنی ہر موجود ہے جو قائم بنفس ہے اور واجب ذات ہے کہ یہ ثابت کے ساتھ قائم نہیں
 و تقاسم کے طریق ہندس کا نام جو صورت کا نام ہے اور اس کا قیام ملویت کے ساتھ استخراج کے

مشرق پر جبکہ زندہ دروالمسن المصدی کے استخار کے وقت ایک اور استخراج لازم آئے گا بلکہ استخراج کا ایک غیر متناہی سلسلہ قائم ہوجائے گا۔

اسی طرح حضرت سیدنا سعدؓ وجب الوجود کے علم کی بحث میں غرضتے ہیں کہ۔

”خوب میان لو جب الوجود کو لئے ایک علم عالی ہے اور ایک علم تفصیلی علم اعلیٰ سعود علم تفصیلی کا ملکہ ہے اور یہ صفت کمال ہے اور میں عقائد ہے اور اس کی تحقیق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منشاء اپنے فضل و کرم سے مجھے اس کی کجکھٹا فزائی ہے میرا ہے کوئی اور نہیں ہیں، ایک جہت ہے ”مراورد“ کیفیت ہے اور دوسری جہت عدم اور افعالیت ہے علم کی دوسری جہت کے اعتبار سے اس کا ہی نہیں کہ علم کا اس ساتھ تعلق ہو کہ اس کی جہت تو عدم میں ہے اور دوسری جہت کے اعتبار سے اس کے ساتھ علم کا تعلق ہے وہ پہلی جہت ہے اور یہ جہت بھی اس کی طرف توجہ ہے اس لئے کہ لکن لا وجود ہے اور وجود ہے یہی ہے یہاں کہ تحقیق اس طرف گئے ہیں پہلی اور ثانی کا علم حکایت کے ساتھ مشعل ہے اس کے علم کے ساتھ پوزیشن آت ہے اس کے ساتھ ہے اس طرح کہ اس کوئی چیز بھی غالب نہیں اور اس کے علم پر او صدقہ انجریزیم کی حالت جہان کے موصوفات کے ساتھ ہوتی ہے اس کے علاوہ حاصل کی جاسکتی ہے کیونکہ ان اوصاف امتزاجیہ کے لئے ایک قسم کا وجود ہوجاتا ہے جو تعجبی وجود کے قائم مقام ہوتا ہے تاکہ اس کے ترجمے میں اور یہ منشاء آسمان بھی ہوتا ہے اور اس کے باعث ان کے درمیان اور ان کے موصوفات کے درمیان امتیاز کی دیگر پہچانی جاسکتی ہے اور علم تفصیلی تو وہ علم محضی ہے جو موصوفات قادر اور موجد نہیں اور علم اعلیٰ کے ساتھ ”و حیاتی و علی و صلا و السلام“ جہاں تعلیقاتے تجویہ (ب)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے ارشاد

حضرت شاہ ولی اللہ اپنے عقوبت میں ہر وہ ماہی القادر جو ہر وہی کے مخلوق کے جواب میں تھکے فرماتے ہیں آپ کا عقوبت شریف کا جو بجز مستند پر اولیات کرنا ہے ایک ایسے مستند کو عرض کیا جائے جس میں اعتراض رائیں ہیں اور نظریں اس تک پہنچنے سے بچھاننا ہی میری ہے لئے کہ معنی ہے کہ ایک نئی حق میں اس کا جواب تھک دیں یا ایک گلہ میں اس کا عمل پیش کر دیا ہے میں، ایک نکتہ ذکر کرنا ہوں آپ کی تقریریں جو تیسرا معنی تو رسید لاؤ گا کیلئے کہ۔

”صفات کی ذوات بنام اور موصولات کے ذوات مسد پھوٹے لئے قائم ہیں پسے جہاں کے

اشخاص میں اور یہ حقیقت ہے اس اپنی ذات میں میں کہ موجب کافیض نہ ہر تو میں ذکوئی لغات جہاورد باہر ایک جہد میں آئے اس نایات ذوات کا تقاریر اور صدور اور اس پر کلمہ لگانے کی صلاحیت صرف اس شخص اپنی کی طرف منفرکتے ہر قسم کے فیض کا سایہ بہت پیلا ہوا اور رائے ہے۔

یہ ہوجاے کہ ہے یہ ہمین وحدۃ الوجود ہے تحقیق ہے کہ تو یک ہوا اول صرف اور اپنی شہوانی میں کن کہ زبان اور نظریں اس میں بارہ میں مختلف ہیں بعض نے مجاز اور اساحت کی زبان میں کلمہ کی اور بعض نے تحقیق طور حقیقت کو کھول کر بیان کرنے کا طریق اختیار کیا ہے۔

عبارتاشتی وحشدک واحد وکل الی ذلک الجبال شیخ
پس ریضی ذللات و صلات ہے اور باقیہ تو ان کے محشر سے اس نے ہی کو کوشش افذ کوشش سوم
کہا ہتا ہے، نایات کے صدور کی ہے اور اس کو فیض مند کسی قیر کیا ہتا ہے غیبات اولفلام
موجود قاریوں کی سدسک جہت باقی کا یہ کہنا کہ کوئی ہر مطلق ہے تو اس مطلق سے ان کی مراد اور امتزاجی
نیں ہرگز کہنا ہوا اور وہ استخراج کیا ہتا ہے یہاں کہ اس کے تصور کیا ہتا ہے اور اس کے
مراد و ہوتی سخن الافرار ہوتا ہے جو بلاستقلال موجود نہیں ہوتا یہاں کہ اس کے تصور سے بلکہ اس کے مراد ایک
ایسا اور ہے جو فیقہ متحقق ہے اور میں بذات ہے جس کی طرف تمام حکمت کی نسبت کیاں ہے۔
(مصحوبہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ مستند جیات ولے رحمہ)

اعیانے ثابتہ

حضرت مرزا قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں لاگفت کی بصیرت فیصلہ کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے لئے تقاضا ہی ہر قسم میں باطل ہتا نہیں یعنی ایک موصوفے کے لئے اس میں ہی علم کی تعین نہیں ہے اور قدرت کی تعین مجزیہ اور بعد کی تعین ضمنی اور ایمانی اور اندھا ہیں، ہے اولی طرح یہ تعائن اعلام امیل میں رہنے اپنے اصل مرتبہ میں عدم ہیں، اور علم کے مرتبہ میں حقہ یعنی ثابت ہیں لیکن اپنے تعائن کی طرف اشارت سے میں عجب انگوں کے تقاضا کی طرف مضامت کیلئے کا اور اللہ تعالیٰ کی مشغ اور کمال قدرت سے یہ اعلام اس مرتبہ میں اپنے تقاضا کے ایک سے مرتبہ میں ہوجاتے ہیں اور وہ تقاضا صفات کمال ہیں اور جب یہ مرتبہ علم میں آپس میں باہم مخلوق ہوتے ہیں تو ان کو نایات ثابتہ کہا ہتا ہے اور ان کا اس مرتبہ میں وجود کے رنگ سے رنگین ہوتے ہی کون اول ہے اور

سبباً خارج میں موجود ہونے کا پس ایضاً ثابتہ۔ خلاصہً اس مسئلہ اور مباحثات کمال پر مباحثات
 عقلی میں ان اعلیٰ ثابتنہ کے اور مباحثات کے اطلاق ہونے کا مضمون یہ ہے کہ وجود اور اس کے قوانین
 کا فیضان اور ان کا ضرباً فیض سے مباحثات پر جو جو مروجی اشیاء ہیں ان ایضاً ثابتہ کے توسط
 کے بغیر نہیں ہو سکتا جیسا کہ تفسیر کی روشنی میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اشیاء کے توسط سے ہوتی ہے پھر
 بات بھی ہے کہ ایضاً ثابتہ کا اور مباحثات اور مباحثات کے درمیان فرق اس اور دنیا میں ہے
 راء آخرت تو مطلقاً وجود اور اس کے قوانین کا انما فر مباحثات سے بغیر ایضاً ثابتہ کے توسط سے ہوگا
 اور یہی وجہ ہے کہ مباحثات پر ان کا طاری ہونا دنیا میں ہے آخرت میں نہیں۔ رتفسیر مظهر ہونا
 شیخ ابوالرؤفہ کے تحقیق

حضرت امام ولی اللہ کے ثم بزرگہ حضرت شیخ ابوالرؤفہ محد صاحب رجسٹر شد شلو جلد گئی
 کے استاذ بھی ہیں اور تھے ہیں کہ وجود عالم سترزم سے عدم واجب کو کیونکر بقدر وجود عالم واجب
 یا تو خارج از عالم ہوگا تو خود ہوگا اور خود واجب نہیں ہو سکتا یا داخل عالم ہوگا پس مطلق لازم یا
 حالاً کہ تو حقیقی اصول سے مراد ہے اور اس طرح عدم مباحثات من وجوب الوجود بھی ضروری اصولاً
 ہے لہذا یہ بات متعین ہو گئی کہ عالم عبارت ہے حقیقت وجود کے تعینات اعتبار سے یا بالظاہر
 میں کہہ سکتے ہیں کہ عالم ذات خود عدم ہے اور پھر موجود باعتبار ہے اور غیر اس کا وجود ہے۔
 (انفاس العارفین ص ۱۰)

اسی طرح شیخ ابوالرؤفہ نے فرمایا کہ:

ایک مرتبہ علماء اور فرماہ ان ایک بڑی مجلس میں نے مسئلہ وحدۃ الوجود ثابت کیا
 اور متکلمین کی جبارت سے تمکین حاصل و نقل و نقل دل میں کش لکن وحدۃ الوجود کا ذکر کیا رہتے
 اس کو قبول کیا دیکھو اب رسوم کا تعصب القادس کس طرح زیادہ ہوتا ہے۔ (انفاس العارفین ص ۱۰)
 اسی طرح آچھے ایک نے فرمایا کہ:

وجود عالم وہم کے مرتبہ میں ہے اور قی تعالیٰ وجود خالص ہے ایک طرف نے کہا ہے کہ وجود
 میں نہی ہے کیونکہ وجود حقیقی اور جوہر میں باہم تضاد ہے اور ان کے درمیان جامع نہیں جیسا کہ وہ لوگ کہتے
 ہیں کہ سب دہا سے بعد ترین کتب میں سے ہے۔ (انفاس العارفین ص ۱۰)

شواہد فیج الحدیث کے تحقیق

مرا لشرح ربیحات میں شواہد الحدیث نے ایک باطنی روح کی ہے۔

اور یاد دلاتے عجب داشتہ ام
 تیری یادوں میری جیسی حالت اور تیرے عشق
 و عشق تو خرم ہمارے کا مستقام
 میں نے عجب نام نہاد پر ہے میں تو خود تیری آت
 خود تو ام و نر بڑ تو پیکر و گرم
 میں ہوں اور تیرے سوا کوئی اور چیز میں بڑا جوان
 میرت زردہ ام چو دم پنداشتہ ام
 ہوں کہ میں نے یاد ام ہونے سے بیدار ہے۔

شواہد فیج الحدیث فرماتے ہیں کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ وجود مطلق حقیقی کے لئے ایک
 ذات متعلق ثابت ہے اور وہ مجزوم ہے خود سے اور خایر ہے تعقید سے باقبار ذات کے اور نہ
 باقبار ظن حصول کے اس طرح کہ مقیدات کی ذات کے لئے اس کو مطلق حقیقی اور اس ذات کے
 ساتھ اتحاد و تعلق نہیں ہو سکتا اور اس کا باگہ جلال میں ان خاکرو بان جس کا نام نشان بھی نہیں
 رہیگا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے، کان اللہ ولم یکن معہ شئی وھو آلات علی ما
 علیہ کان اللہ کی ذات تھی اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہیں تھی اور اب بھی اس کی ذات کسی
 طرح ہے جیسے پہلے تھی اور مقید کے لئے مجزومات موجودہ کے جس کی کہ نہ حقیقت اور وہی ذات مطلق
 ہے مع وجود عدم کے اپنے نماضن علیہ اس کے علاوہ کوئی جوہر اور ذات نہیں ہے جس مطلق کے لئے
 باقبار ذات کے برت ثابت ہے اور نیز واجب نہیں ہوا بھی حاصل ہے اور مقید کے لئے بھی
 ایک امر ہے اور اس کی وجہ سے ہی اس کے لئے مطلق سے مطابقت اور استقلال کا نام لگایا جا سکتا
 ہے۔ اور جوہر میں اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں اس مسئلہ کو جاننے اور سمجھنے کے سلسلہ میں تجاوی اور تفریق
 کا منشا یہ ہوتا ہے کہ حقیقی وجود کو اس حقیقت سے کہ وہ عدمی ہیں ذات مقید میں داخل کر دیا جائے
 اور اس خرابی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ ذات مقید تو کوئی جلا نہیں اس ذات مطلق سے اور ذات مطلق
 کا بلند و برتر ہونا ثبوت کی تعقید اور اطلاق حقیقی کی حیثیت ہے ان قیود کا اس استقا کر باطنی مستمر
 اور اس معنی کی حقیقت پر لگا ہونا نکالی یادداشت ہے اور اس کو ان کے حصول کا ضروری نفع و ثبوت
 قرار ہے اس قات کی حقیقت کے آثار کے تصور کے نماض ہے۔

اسی طرح شواہد فیج الحدیث رب انقیص اذان میں فرماتے ہیں:-

toobaa-elibrary.blogspot.com

اُشدرا کی بیعتی وہ اپنی ذات میں منبہ ہے اس شیت کو طہقارت و جو میں سب سے اعلیٰ و اعلیٰ طبقہ میں ہے اشدرا کو برسی اس کے نہر کا املا تا مہن ہے اسکی کمال کت کرمان کے اعتبار سے ہر میں نواہ و محتولہ ہوں یا مشہورہ اور اس کا خلاصہ معرفت ہے حجابات کے منتفی ہونے کی اور کثرت کی عملیات کے شو کرنے کی ذات تو پریم سے قیامت کے انشان کی راہ سے لایا۔ لا الہ الا اللہ میں ان شاخ میں حقیقت کوئی چیز بھی ممکن نہیں اور نہ بالاسالہ میں کمال کت کا ساتھ ظاہر ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے جو محیط ہے تمام مراتب اور تمام کمالات کا۔

شاہ عبدالعزیز کے تصنیف

مدیرت ابی زین پر بحث کرتے ہوئے حضرت مولانا شاہ مجدد عزیزی فرماتے ہیں کہ:

حضرت شی سہما و تعالیٰ کو یہ اعتبار اس عالم کی طرف تو جس کے کسی مراتب حاصل ہیں اور ان کا بیان یہ ہے کہ مرتبہ اول یعنی ہے اور وہ شامل ہے وسیع قیمتان ازیرہ اور یہ کو اور جامع ہے جامع حقائق کو نیزہ اور آہرہ کی مکمل نیزہ بعض کے بعض سے تفصیل امتیاز کے اور اسکو نہیں اقل کہتے ہیں اور اس کے اوپر تین اور اطلاق کا مرتبہ ہے اور اس مرتبہ تفصیل امتیاز کا ہے اور اس مرتبہ کو تین آہرہ کہتے ہیں اور اس مرتبہ میں حقائق کو نیزہ اور آہرہ ایک دوسرے سے امتیاز ہوتے ہیں حقائق الہیہ کے لئے وحدت حقیقی ہے اور شریسی راضانی ہے اور حقائق کو نیزہ کے لئے اسکی کثرت تصدیق اور وحدت کسی ہے اور ان دونوں مرتبوں میں حقائق کو نیزہ کو اصلا جو خارج سے حصہ نہیں ملتا اور تقدیر و تیزنی بڑھی انہوں نے نہیں سونگی ہوتی۔

تیسرا مرتبہ عالم انداز مجبوزہ بسط کا ہے کہ اس کا اور اک سوال ہے قوت حملی کے کسی چیز سے نہیں ہو سکتا اور قوت حقیقہ سے بھی ان کا اور اک آثار اور احکام کے شہادہ سے ہوتا ہے۔ جو مختار مرتبہ عالم مثال کا ہے جس کے اور اک آثار و خیال ہے۔ پانچویں مرتبہ عالم شہادت کا ہے جو کس ظاہر سے مدک جو کہ ہے اور چھٹا مرتبہ احدیت کا ہے اور وہ تمام مراتب کا جامع ہے اور وہ انسان کامل کا مرتبہ ہے اور سب ان میں سے ہر ایک مرتبہ گویا بمنزلہ ایک مکمل اور مکمل ہے اس حقیقت مطلقہ کے لئے ہے

tooba-e-library.blogspot.com

برسین مشیر مجازہ کے لئے سوال کیا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی جلد ۱۰۰) سوال: وحدۃ الوجود کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں جو واقعہ تاریخ مسلمان مولود شریعت نبویہ میں تقاریر لکھا ہوا اور کہا ہو کہ جو اوست یعنی نمائندہ تاملے ہی تمام اشیاء میں ہے آیا کلام کفر ہے یا نہ؟

جواب: اس کلام کا ظاہر ہی مفہوم خلاف شرع ہے اور اس کلام کے کہنے والا حق تعالیٰ کے سوا کا اعتبار کلمت ہے یا اشیاء کے تملاک اور اس فرات اللہ کی ساتھ تو یہ کلمت کفر اور اگر کہتا ہے کہ میری مراد اسکی یہ ہے کہ ہر چیز میں اس کی صفات کا ظہور ہے جیسا کہ خود خدا کا نیزہ صورت دیکھتا ہے تو یہ کفر نہیں لیکن اس کلام کی ترمیم تو یہ ہے خلاف شریعت، جمالیہ کافہ ضرا جمیع حوام میں جو کہ بات کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے بہت ہی بیخ اور مذہم ہے ہماری شریف کتاب میں امیر المؤمنین حضرت علیؑ سے مرقوا اور زمین کتب میں مرقوا بھی وارد ہوا ہے کہ اگر حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

قول کے ساتھ ایسی باتیں بیان کرو جس کو لوگ مانتے ہوں یہی مسجود سکتے ہوں، کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اسکی رسول کا صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی جانتے یا مسئلہ وحدۃ الوجود شریعت میں صراحت کے ساتھ نہیں وارد ہوا اور کتاب اللہ میں اور نہ صریح میں صریح کوام نے کشف و کشف اللہ کی کتاب سنت سے اشارات ملنے میں ہر ایک ۱۱) الا انہ بکل شئی محیط ۱۲) کل شئی حال الا وجہہ ۱۳) الا کل ما خلا اللہ یا طل ۱۴) اولنا نحمدہ و لیتقم جہیل الی الارض السفلی السابغۃ لیلہ یطعلہ اللہ ۱۵) ہوا ذاصل احدکم فلا یبوزق امامہ ۱۶) فان اللہ قبل وجہہ۔

ہر چیز ذاتی ہے سوائے اس کی ذات کے۔ مسنونہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سوا ہے حقیقت کی منزل گاہ کوئی نہ ڈال دو ساتریں نہیں ہے جسے تک تو وہاں ہی اللہ تعالیٰ تک ہی پہنچے گی۔ اور جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھتا ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوگے کیونکہ سامنے اللہ تعالیٰ کی برتری ہے لیکن ظاہر ہے کہ ارشادات دلیل مرجح نہیں ہی سکتے بلکہ اولیٰ ان اشارات کی اولیت کو اول

کرم فریاد پر اِزہام عائد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو برتر مان بھل شئی جیسے طرح
دلیل ہے غیرت پر کوئی فریاد نہیں ہوتا ہے اور اسلئے کہنے والے اس چیز کے مفاد پر ہوتا ہے جو کلام
کیا جاتا ہے۔

اور اسی طرح حکل شئی ہالک گرامی فی المستقبل لانی المعالی اس کی دلیل ہل نفس
ذائقۃ الموت ہے اور اس کے علاوہ بھی اس پر بہت دلائل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا توفیق دیکھنا
موسیقی ومن معد اجسین اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ کھراہلکنا من القرون من قبلہ ہمیں
پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بافضل ہالک نہیں ان کے خلاف جو ان سے پہلے گئے ہیں اور اللہ فرج
نصل شئی ما خلا اللہ باطل سے مراد بطلان مبارت ہے نہ بطلان ذات مراد ہے کیونکہ اللہ
تعالیٰ فرماتے ہیں رہنا ما خلقت ہذا باطلا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق میں سے کوئی شئی ہل
نہیں اور اسی طرح لیل جبط علی اللہ بھی دلالت کرتا ہے کہ ہا باطل ہی ہے اور وہ غیر اللہ ہے کہ
اسی طرح کا لفظ قبل وجہاً لیکر کہ کریمہ عودی کہتا ہے والی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سامنے اور
نیچے سب طرف ہے اس میں سامنے کی تخصیص کا کیا معنی حاصل ہے کہ یہ اشارات مراد مثبت دعا
نہیں بلکہ مراد اس مسئلہ کا مرفی کلام کے کشف و شہرہ ہے۔

تخصیص نے اس نسل کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ کسی طرح بھی شریعت کے خلاف نہیں ہوتا
کیونکہ وجود خلق جو کائنات حق ہے کے مختلف مراتب ثابت کیے ہیں ایک مرتبہ میں وہ واجب
ہے اور ایک میں ممکن اسی طرح حادث اور قیوم مجرد اور مادی ہوتی اور فرسک و ترک اور صفی حدیثاً
مترتب ہے ان کی فوسے اور فاقہ نفس سے موت نہیں ہوتا جیسا کہ ہم جو قابل الہاد ثلاثہ در فعلی عرض
حق اپنے ساتھ شوک میں نہیں ہوتا اس لئے کہا گیا ہے

ہر مرتبہ از وجود حکل کفری فرق مراتب ز کئی زندلی

پس اگر طالب جنس عوام سے جو کجاہو فرق مراتب فریبی نہیں کر سکتا تو اس کے سامنے اس
مسئلہ کا بیان کرنا کاموزندہ کا سبب ہوگا اس سے استرز کرنا اور جیسے جیسا کہ حضرت معاذ کی حدیث
بخاری شریف کتاب الصلہ باب التخص بالعلی قومادون قوم حضرت انس ہیں ہاک رضی اللہ
تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت معاذ کی روایت تھی کہ

foobaa-elibrary.blogspot.com

لے معاذ انہوں نے عرض کیا میں سامنے ہر جسے شہرہ شہادت اپنے فرمایا جو کئی صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی
وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دیکھا تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کو نوح سوام کھٹے گا مگر اللہ نے عرض کیا
کہ یہی لوگوں کو شہادت دستاؤں حضرت نے فرمایا جو کجاہل جمال کہنے پھوڑ دیں گے۔

دقتاوی عزیز جلد ۱ ص ۱۲۷

سوال ہے کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص وحدت شہور کا قائل ہے اور وہ یوں کہتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتابوں کا نازل کرنا اور رسولوں کا بھیجنا اس کے لیے تھا اور جو رسول بھی
عیسایہ کا معنی وحدت و وحدت شہور کے فرق پر نہیں کہتا اس کو مہر پر ایمان و درست
تہیں کیا اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر او آپ کی فانی ہوتی شریعت پر ایمان اس کی
غایت کا ذریعہ ہیں جائے گا لیکن جو کہ جو کہ جو کہ نہ گور پر اس کی تصدیق نہیں اس لئے وہ مشرک ہو گیا
اگرچہ ایہ شخص علمائے مشرکین اور محدثین میں سے ہی کیوں نہ ہو ہادیاقت طلب یہ بات ہے
کہ جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہے وہ اہل سنت و جماعت میں سے ہے یا نہیں اور اس کے بچے نماز درست
ہے یا نہیں؟

جواب ہے۔ اگر کسی شخص وحدۃ الوجود کا قائل ہوئے انفرادی طور پر تہ واجب اور
عموم کے درمیان فرق کرنا ہو اور اسی طرح مسلم اور کافر کے درمیان نبی و وحال نماز و ترکہ خنزیر
بکبری وغیرہ کے درمیان فرق کرنا ہو اور وہ لوگ جو وحدت الوجود کے قائل نہیں محمدی میں تھا مادہ
متعلقین ان کی تکلیف قضیہ دل کرنا ہو اور یہ بھی ماننا ہو کہ ایسا کلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مسئلہ کے
ذریعہ ثابت کرتے ہیں مگر وہیں تو ایسے شخص کے بچے نماز ہوتا ہے اس کے کلمہ استسغاثہ
نبی الہدین بن العرقی اور وہ کسی صورتاً کلام اس قسم کے گزرتے ہیں تو ان کے بچے نماز کس طرح
ماننا نہ ہو گی ان کو وحدت الوجود کا قائل غلو اور فریاد سے کام لیا ہو جس طرح یہاں ہوا ہے تو
وہ مرتبہ ہے نہ ولا یجوز الصلوٰۃ خلف المبتدع اور مبتدع کے بچے نماز درست نہیں عیب الکتب
نقد میں فکر ہے واذا اعلم

سوال ہے کیا طالب علم اور سب مسلمان علماء دین اور مفتیان کرام سے متفقہ کرتے ہیں
کہ جو شخص وحدت شہور کے کشف کا اس طرح قائل ہے جس طرح وحدت شہور کا کشف ہے غیر

شامہ القادریہ کا مادہ ایسٹ حلال لکھی ہے کہ زیادہ مسلمان ہے؟ نیز حضرت غوث الاعظم اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت خواجہ تعصب الدین حضرت خواجہ فرید الدین گدوسی مراد مرہم ہیں حضرت رکھتے تھے یا نہ؟

جواب ہے - وصحت و حدود کا قول اس طرح کہ احکام شرع کے خلاف نہ ہو یعنی تمام مروجہ و معتاد برقی جانے اور وجود کو حاصل نہیں کرے اور جو کہ ہر مرتبہ کا حکم جو کا ذکر ثابت کے بعض مراتب میں جو کہ موجود مومن حضرت سے اور بعض میں الہییت سے کرتا ہے اور بعض میں حلال اور بعض میں حرام یعنی میں جاہرہ یعنی میں بھی اور مراتب جو کہ وہاں غلط نہ کرنا ہو اور یہ کہتا ہے کہ

اور نیز یہ بھی کہتا ہے کہ العبد عیدوان توفی والویب رب وان تسفل مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر بہت تنگی کرے اور رب ہی ہے اگرچہ منزل فرمائے یہ عقیدہ میں ایمان اور سلفی ہے شامہ کفر کا اس میں نہیں اور دشمن کی بنا اور طعن اور نہ اس قول کی تصریح فرمائی ہے اور اس میں علم تصنیفات کی ہیں اس میں تاویل میں سے شیخ عبدالرزاق اور شبلیہ میں حضرت سید محمد اور درہ جزیری اور حضرت نقشبندیہ میں سے خواجہ محمد باقی بائندہ صحت خواجہ عید اللہ امرار مولانا عبدالرحمن ہامی مولانا عبدالمقدور لاری شیخ عبدالرزاق کاشی اور شاخ عربیوں سے شیخ محمد الدین بنی العری شیخ صدر الدین توفیقی شیخ عبدالمکرم بیلگدر شیخ عبدالاب اور علامہ ریزہ میں سے شیخ ابوالکرم کردی اور شاخ غنیوں سے شیخ مسام الدین علی تہمی اور دو سے علامہ جیسا شیخ عبدالعزیز خذرت دہلوی مرتب العزیز میں اس قول کی طرف گئے ہیں اس قول کو کفر ماننا ان سب مسلمانوں کی تخریب کا باعث ہو گا سزاؤں اور حضرت غوث الاعظم کے کلام میں اور حضرت خواجہ بزرگ رحیمی میں (ابو بکر) خطاب لہو لیک کلام میں اس طرف اشارہ پائے جاتے ہیں اور خواجہ فرید الدین سے منقول ہے کہ پتے سریدین کو زبان پائی ایسے ذکر کی تلقین فرماتے تھے میں سے وحدۃ الوجود کی تصریح پائی جاتی ہے

حضرت شیخ شکر علی سرور بانیہ بانی ذکر کردہ اندہ اسٹون قرآن مجید صریح اشارت است ذہول قرآن مجید صلیح اشارت است تو میں قرآن مجید جانب الحادق رکھ سکول کیسی حکم حضرت میر تقی میر کی مولانا محمد فرمودہ کرساکت باشد کھر کر کے در بی تاثیرہ مشہور

toopbaa-elibrary.blogspot.com

اور ساری بات میر میں ہی اس کی طرف اشارت اس میں میں وارد ہوئے ہیں سیکر تڑنہ شریف کی صریح میں تو انھوں نے ہم تجمل الی الارض السقطی نہ تطل انشاء اور نیز صحیح حدیث میں وارد خواجہ کے -

انوار صفت من الوضوع فقل ربنا اللہ
فان اللہ یقول علی لسان عبده سبح اللہ تعالیٰ

بلکہ بہت سی آیات میں اس کی طرف اشارت ہوئے ہیں زیادہ مرتب یہ آیت ہے -
سنظرہم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسہم
حتی یتبین لہم ارشاد الحق لو لم یکف
بریک انہ عطا کھل شفی شہید الانام
فی مریتہ من القادر جہلہ انہ بھل شفی
عیطہ سوراجم المسبوره

نہایتاً قولاً شہم وجہ اللہ
وماریت اندریت لوکن اللہ رحی
بید اللہ فوق ایسید جہم
نہایتاً قولاً شہم وجہ اللہ
وماریت اندریت لوکن اللہ رحی
بید اللہ فوق ایسید جہم

رفاعی عزیزی مولانا شمس الدین
حضرت شاہ عبدالعزیز نے جن حضرات کا ذکر کیا ہے ان کے علاوہ بہت سے علماء کا ذکر
ہیں جو اس عقیدہ کے حامل ہیں مثلاً خواجہ ابو الحسن خرقاوی حضرت علاؤ الدین سنی حضرت
دھرمہ کاپیہ حاشیہ ابن تیمیست سے
سینیم اللہ ریال مس نیم جان مانہ سرس تم نیم
چوں میں میں کفر کا جہاد الحق و زہق الباطل سوائے اتنا انشاء آید وہی اقرب فرق
و صاحب است رکشول ہی ملک ۱۲ ص ۱۲

علی کے خطبات میں بھی اس حرمت اشارت موجود ہیں حضرت بائزید مدھاغی، امام غزالی، شیخ فرید الدین عطار، مولانا جلال العارف مدنی، خواجہ محمد باقہ باہاؤدین، اس مسئلہ وحدت الوجود کے امام اور مجدد تھے اور آپ کے سامنے تو ابو عمرو اور تیار محمد شہید مولانا شاہ اسماعیل شہید شاہ رفیع الدین، شاہ اسحاق و حضرت صاحبی، مولانا شاہ خواجہ حسنین علی جویری، خواجہ شہاب الدین سہروردی، شاہ عبدالمکرم، شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ولی اللہی خاندان کے تمام بزرگ براسی مسک کے تھے۔

ہذا لوستے

مولانا تیرجمال الدین دہلوی اپنی کتاب جلالہ العارفین کے حاشیہ ۲۱ میں لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی، درجہ سنیہ کے مولانا کو عصر کے وقت اپنی بڑھ والی مسجد واقع پانی پت میں ایک جمع کے دربار میں مولوی صاحب شریف خٹک، الصدق قاری صاحب مدرس اور قاضی علی خاں قی صاحب خیر و قدم زادے اور مولوی عمر یوسف صاحب منبہ اور شمس بہار علی ساکنی حجیر وغیر ہم بہت ساری قرأت وغیر ما سنے فقیر راقم کے استفسار پر اپنا مؤلفانہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی سے کتابی اور کتبانی سلوک و تصوف کا ملے کر ناکر فرمایا اور فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث نے علاوہ الطائفت القدوس کے خاص اس مسئلہ وحدت الوجود کے اثبات میں ایک مدلل کتاب لکھی ہے جس پر اسے بعد مولوی غلام یحییٰ صاحب مراد حضرت وزیر اعلیٰ صاحب نے کچھ خطبات لیکن اس پر مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی نے مدعی الباطل لاجواب کتاب لکھی ہے اس میں بعد فرمایا کہ خواب یا نہ وہ الفقار بہادر نے فقیر سے محمد بیان کیا کہ میں نے اپنے پروردگار حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث سے پوچھا کہ بعض بزرگ کہتے ہیں اور جسے ہمہ انور است، صحیح کیا ہے یا نہ فرمایا کہ تمہارا است، تمہارا است، بلکہ درست راستی کلام القاری، اس طرح مولانا تیرجمال الدین دہلوی کتاب و فکر کے حاشیہ ۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں:-

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب تانوتی، عذی اللہ ۱۹۲۰ء کو نارتھ میں بمبئی کے مدرسہ اور سینڈ اس وقت مشفق مولوی شیدا صاحب گنگوہی اور چند آدمی بیٹھے تھے

tooba-elibrary.blogspot.com

فقیر بلکہ محمد علی الدین، حفیض خدے قاسم انصاری مولوی محمد قاسم صاحب قزوئی سے ذکر کر دیا کہ حاضری عنایت علی منگھڑی ٹرکی میں کہتے تھے کہ میں نے مولوی محمد قاسم سے وحدت الوجود کا ثبوت چاہا یا سواب جواب نہ پایا یا بات یہ کہ کر کہے مولوی صاحب سوئے سائن سات کہہ دیا کہ کس سے کہوں کوئی کہے تو جہاں شہود اور اہد وجود دونوں دست ہیں حاضری صاحب مدرس ایسے غیبی ہیں کہ کن کی تمام کروہ اقلیدس میں سے اس وقت کہ ہم نے پڑھی نہ تھی یا پھر انہی مثل اول مقالہ اقلیدس لکھ کر ثبوت امکان عمل کر کے پھر آپ بتائیں کہ وحدت الوجود کو کیا کہیں گے کوئی اس مادہ کا آدمی لکھ کر کہے اور مجھے پتا پختہ اس قدر رقم کے نام مولانا صاحب ایک ہی جیت ڈالیں مراد جمال قاسمی ہے کہ یہ مکتوب میں حضرت تانوتی نے مسئلہ وحدت الوجود اور حیات انبیاء بیان کیا ہے۔

شیخ ابن عربیہ کا قول

حضرت شیخ بکر محمدی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ:-

اعلم ایھا الولی الخلیف ابن الوجود منقسم
بین عابد ومعبود فالعابد کل ما سوا
الله تعالیٰ وهو العالم المتعبد لله والممس
عبد والمعبود هو المسلمی لله وما فی الوجود
الا ما ذکونا و کل ما سوا الله عبدنا
ما خلق وخلق و فیما ذکونا سورہ عظیمہ
متعلق بباب المعرفة باقہ، وتوحیدہ و
یخبر عنہ العالم ورتبہ و بین العطاء فی
هذہ المسئلۃ من اختلاف ملایہ توقع ابد
ولا یحقق فیہ قدم بیث علیہ ولہذا
قد رانہ السعادۃ العبادہ بالایمان و فی
العلم توجیہ خاصہ ما ثم طریق الی السعادۃ

کے متعلق دست خوب جان لو کہ وہ ہر قسم سے عبادت معبود کے درمیان پس اللہ تعالیٰ کے، سوال کا پتہ اور اس کا عالم تہ تمہیر کہتے ہیں اور معبود ہی ہے جس کا نام اللہ ہے اور جو جس میں اس کے سوا اور کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ کے، اس کو پوجتے وہ اللہ تعالیٰ کا معبود ہے اور اس پر پوجا گیا ہے اور یا جس کو اللہ نے پوجا کرے گا اور جو ہم نے بیان کیا ہے اس میں اللہ ہے اور اس میں جو اللہ اور اس کی توحید کی معرفت سے تعین کیجئے ہیں اور جو عالم اور اس کے تہ کی معرفت سے تعین رکھتے ہیں اور اس سطورہ صحت الوجود میں علم کے درمیان امتیاز ہے جو کہیں اللہ نہیں سکتا اور کسی کا قدم تک نہیں سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے بنا

لاخذاً رفوحات مکيه بآيات بايت

کی سلامت اس میں متفکری ہے کہ وہ ایمانی نہیں
اور اسکی توحید کا مفسر اور پرماصل کریں
کی فرمت وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

اسی طرح الجواہر البیواقیۃ کا نام نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ زین العابدین رضی اللہ عنہ
مکتبہ میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے ہمیں مرتب ہو اور پر معلوم ہو گا کہ عالم اہمیں
حق تعالیٰ (من کل الوجوه) نہیں ہے اسکی کو اگر ایسا ہر معنی عالم میں حق تعالیٰ ہر تو پھر اس کو
بیہش ہو رہا کیسے کہہ سکتے ہیں۔
روحانیہ کچھ کوئے نامہ ص ۱۸

شیخ ابو الحسن داہری کے تفسیرتے

شیخ ابوالحسن اہری صاحب کچھ کوئے نامہ اپنی کتاب بیابان الخیات الابدیۃ میں
فرماتے ہیں کہ لے صاحب باوق جان لو کہ وہ لوگ را شدان پر راضی ہوجا کہتے ہیں کہ وجود واحد ہے
یعنی ایک ہے اور وہ حق تعالیٰ کی ہستی ہے اور تمام موجودات کی ہستی اسی حق تعالیٰ کی ہستی ہے یعنی
ہر یکہ وہیش لیکن حجب و حدت کے وجود کا اطلاق کرتے ہیں تو اب اس معنی نہیں کہتے کہ تمام موجودات
ایکہ مستندہ ہیں یہ تو شکر کہ ہے حکمہ اولیٰ یعنی کہ اللہ تعالیٰ شاید میں معلول کی گلیہ ہے یہ نہ صاحب اولیٰ
کا ہے اور یہ معنی کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کے ساتھ متحد ہو گیا ہے کیونکہ یہ ہر چیز تو ترکیب ہو سکتی ہے اور اللہ
تعالیٰ اسکی بہت بلند مرتبہ ہے بلکہ بڑی معنی ہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہیں اور تمام موجود
رہت اسکی کی ہستی ہے لیکن یہ فرق فرما سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معایت کہتے ہیں کہ ہستی کو ہر چیز
سرافت حقیقت حق تعالیٰ کہتے ہیں اور ہر چیز حقیقتات حق تعالیٰ عالم کہتے ہیں اور ایسا لکھل ہارستہ
مشاہدہ قیومیۃ

حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس حدیث پر بحث کہتے ہوتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ اجعل فی سمعی نوراً

ہذہ الا نور اللتی سالھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی کل جزء من اجزائہ انما ہوا
دوام المنظر نور اللہ نور اللہ انما ہوا

یہ نور ہر کسی کا سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اللہ تعالیٰ کے لیے ہر ہر چیز میں اور اسکی
مراؤ نور اللہ کی فرمت دوام نظر ہے تاکہ قیومیۃ

toobaa-library.blogspot.com

کی دل سکون و حرکت منہ یکلوئے نظر
و تولاہ بھیطہ فی نظر اللہ یہ دوام نظر
یستقیم لہ بتوی حفظہ فلا یف یغ بہ
ولا یطیق ولا تستجوبہ انفس بہ دی۔

رقت العقلوب جلد ۱ ص ۱۸

الغرض اس میں مراد قیومیۃ کا شہ ہے ہر حرکت و سکون میں ظاہر ہے کہ سب یہ بات کفر کی
تسمت کو مائل ہوجائے تو پھر نفس شیطان کا تسلط اس طرح ہوسکتا ہے؟

مراقبہ وحدت

حضرت مولانا جامی اور مولانا غنی مراقبہ وحدت اور ہر دوست کے متعلق فرماتے ہیں۔
مراقبہ وحدت و ہر دوست ہوا اول والا آخر
ہوا الظاہر ہوا الباطن ہر زبان لفظ بلا حشر
معنی تصور کند کہ بیخ نیست گرداوست و دل
مستغرق بشو۔ (فضیلا العقلوب مترجم ص ۱۸)

لیکن حضرت جامی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مراقبہ مبتدیوں کے لئے نہیں بلکہ اس قسم کے مراقبہ
سے تحقیق نے منع کیا ہے کیونکہ اسکا فائدہ کہ بلکہ نقصان کا اسلحہ ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ۔

مراقبہ حق کو مراقبہ تمام ذوات کو حق ماننے اور اسکی سلا
غیر اور موجود نہ دانستن حال ایہ مراقبہ را
منع فرمودہ اند کہ تمام جہان و جہان راست
یا ہر طریق و جمال و انما دی علی اللہ مینایت
بترتہ ہر جو کمال کشف خواہد بود را بتدا حال
تغیث و استیعان شغول ز شعو۔
(فضیلا العقلوب ص ۱۸)

نور صاحب علی دہلوی نے ہر اس میں انکا حضرت میں بیان کیا ہے

شاہد ہر یکوں اور ہر حرکت میں مائل ہوا اور وہ ہستی
نور فاس سے منافقت کہے اور اپنے واحد سے
فرماتے اور وہ ہر نفس اس کی مخالفت و کفرانی
ہر مائے نما کے نہ ہو اور سے آگے نہ بڑھے نفس
خواہش کے متحبہ ہونا سکے۔

الغرض اس میں مراد قیومیۃ کا شہ ہے ہر حرکت و سکون میں ظاہر ہے کہ سب یہ بات کفر کی
تسمت کو مائل ہوجائے تو پھر نفس شیطان کا تسلط اس طرح ہوسکتا ہے؟

مراقبہ وحدت

حضرت مولانا جامی اور مولانا غنی مراقبہ وحدت اور ہر دوست کے متعلق فرماتے ہیں۔
مراقبہ وحدت و ہر دوست ہوا اول والا آخر
ہوا الظاہر ہوا الباطن ہر زبان لفظ بلا حشر
معنی تصور کند کہ بیخ نیست گرداوست و دل
مستغرق بشو۔ (فضیلا العقلوب مترجم ص ۱۸)

لیکن حضرت جامی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مراقبہ مبتدیوں کے لئے نہیں بلکہ اس قسم کے مراقبہ
سے تحقیق نے منع کیا ہے کیونکہ اسکا فائدہ کہ بلکہ نقصان کا اسلحہ ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ۔

مراقبہ حق کو مراقبہ تمام ذوات کو حق ماننے اور اسکی سلا
غیر اور موجود نہ دانستن حال ایہ مراقبہ را
منع فرمودہ اند کہ تمام جہان و جہان راست
یا ہر طریق و جمال و انما دی علی اللہ مینایت
بترتہ ہر جو کمال کشف خواہد بود را بتدا حال
تغیث و استیعان شغول ز شعو۔
(فضیلا العقلوب ص ۱۸)

نور صاحب علی دہلوی نے ہر اس میں انکا حضرت میں بیان کیا ہے

حضرت شایر فتح الہدیٰ کا شرح پرانے مباحثین میں فرماتے ہیں کہ۔

”جن کو ریاضت میں اور نفس کو راجا میں اور قلب کو رشا پر عظمت میں اور روح کو شعاع ہوتے میں تلاش کی ایک نئی فرع کے ساتھ ہم نے ایسا کوکریا کہ ہم اس کے ساتھ لاسی ہو گئے اور مقام طہان اللہ، ولیم یکی معہ ششی وھو لاون ھماکان ماسل ہو گیا اور عین انفس کو ایک شکار اور جو صحابین شائبہ کو شمار کر دیا اس کی عین مباحثین کے نزدیک ستم ہے کہ جب تک نظر عین شائبہ سے اور اس اکم سے بھاس کا بظاہر نہیں ہے اس کے ذکر کر جانے اور سہارا جرنی کے علوم کو پونی گردوں سے تار زون تو اس وقت تک شبیوں ذاتیہ تک نہیں پہنچ سکتا اور عقلی ذات کی حقیقت بدوں تمہی لکی استدلال کے آئینہ کی آئینہ شمس سے واسل نہیں ہو سکتا اگر عین شائبہ سے آگے گفد گیا، تو پھر عقلی ذات تیسرے ہو جائیگی اور وحدت کے آئینہ میں کثرت سادہ کا شکار اور صفات لہمی اور تعینات اور اعتبارات امکانی حاصل ہو جائیگا، اچھی طرح یہ بات ذہن نشین کر لو کہ نفس سے مراد روح ہوتی ہے، جبکہ نفس لغتہ اور روح سے مراد وہ جو ہے جو حیوان کے وقت تھا اور عین سے مراد وہ امتیاز ہے جو علم الہی میں تھا اور شبیوں ذاتیہ سے مراد مزاج اور تمام ذہنی ذات مزاج کے ساتھ علمی اور عینی تیسرے تین ہوتے۔“

حضرت حاجی امداد اللہ کے عقیدت وحدۃ الوجود کے بارہویوں صاحب شہادت نامہ اور یہ لکھتے ہیں کہ۔

ایک دن ایک شخص نے مسکو وحدت الوجود پر زبانت کیا حضرت حاجی امداد اللہ نے فرمایا کہ برسر حق و صحیح و مطابق واقع ہے اس مسئلہ میں کچھ شک نہیں ہے یہ عقیدہ علیہ تمام شایخ کا ہے مگر قائلہ و اقرار نہیں ہے البتہ حال تصدیق ہے یعنی اس میں عین حقیقہ تصدیق قلبی کافی ہے البتہ اس کا لازم اور انشاء ناما ہے کیونکہ اسباب ثبوت اس مسئلہ کے کچھ ناک ہیں بلکہ حد سے توفیق کہ ہم علوم کو ہم علمای عہد ہرین کہ اصطلاح عرفان سے عاری ہیں نہیں ہوتے تو افغان ذہین کہنا اور دوسری کو کھانا کب ممکن ہے بلکہ عین صوفیوں کا سلوک ناقص ہے اور وہ مقام نفس سے ترقی کر کے مرتب قلب ملک نہیں پہنچتے ہیں اس سے مراد شہد پہلے ہیں اور جو نفس سے جدا و لغو و قدر نفاذ میں چرسا ہیں عقودہ باللہ نہ منہا اس پر پوز پران روکنا واجب ہے۔
رشتا شہاد امدا دیہ متا

toopbaa-elibrary.blogspot.com

جدو درت میں عینیت غیرت اور متحقق ہیں وہ ایک ہر سے اور یہ ایک ہر سے اگرچہ ہادی نظریہ متابع ضعیف ایک شخص میں حال معلوم ہوتے ہے الضدان لا یجتعان قول کج ہے مگر میں وضو لغوی مراویں اور شہاد اصطلاحی جمع ہوتے ہیں اس لیے جس کے متعلق کو جامع الاضداد کہتے ہیں رشتا نامہ امدا دیہ متا

جانا چاہیے کہ جدو درت میں عینیت حقیقی نفسی کا جو عقائد کے اور غیرت کا کجیح دورہ انکار کے و ملو زینہا ہے کیونکہ اس عقیدہ سے ماہود و مسیح و ساجد مسعود کا کچھ فرق نہیں ہوتا اور یہ خدواتیہ سے وضوہ باللہ من ذالک۔
رشتا نامہ امدا دیہ متا

تعدیل لطیفہ

”بندہ تیل ہو خود باطن خدا تھا اور خدا ہر بندہ حنت حکمنا غفیباً انواراں پر دلیل ہے حقائق کو تیرہ کو نایح علم آہی ہیں ذات مطلق میں مندرج و منقح تھے اور صورت اپنی ذات پر غافل تھے جب ذات پابا کہ کھو خود ہو سکے بیچ پر جو عیساں کو ان کے پاس تا بیات میں اپنی عقل کے جلوہ سے غابر ہر زمانہ اور خود قدرت کھو خود سے ان کی نگاہ سے غمی ہو گیا مثل تم کے کہ درخت مس تمام شاخوں اور تہوں و پھول پھل کے اس میں چھپتا تو تم بافضل تھا اور شجر بالقوہ جب تم نے اپنے باطن کو ظاہر کیا خود چھپ گیا کوئی دیکھتا ہے درخت کو دیکھتا ہے تم دکھائی نہیں بنا کوئی سے دیکھا جلتے تو تم بصورت و درخت کے ظاہر ہو تا تم بالقوہ ہوا اور درخت بافضل ہر ستم کہ ایک درجہ سے تم درخت ایک ہے ہادی نہیں ہے عینیت پائی جاتی ہے لیکن دلائل غیرت عبادتی کے بھی اس میں موجود ہیں اور واقعی میں معظم مراتب اس میں سرزد ہے کیونکہ صورت و شکل تاثر و خود عمل کے اور ہیں اور اپنے درخت کے اور ہیں اور جو ذات غیرت میں بھی بہت ہیں اور صاحب مثل اسکل انکار نہیں کر سکتا اگر وہ درخت عینیت تم درخت ایک ہے لیکن درخت اعتباری اصطلاحی ہے نہ باعتبار معلول کے اور نہ اتحاد کے یعنی بالقوہ اور بالفعل شراکت رکھتا ہے پس جو کہ بافضل تھا بالقوہ ہوا اور جو بالقوہ تھا بافضل ہوا ہم میں تم مثل حکمہ حاکم شازہ کسی نے خوب کہا ہے کہ۔

ترا دوست مجھ کو حکم جلتے ہے پرست ترا دوست اور نیک بگلی ترملاست
رشتا نامہ امدا دیہ متا

حضرت شاہ شہید صراط مستقیم باب اول ہدایت رابعہ میں حسب مشق کے ثمرات زینتی کے بیان فرماتے ہیں، اس میں تین افادات ہیں۔

پہلا افادہ

جب کیفیت عشقہ کی تیزی اور شدت کے سبب سے اور عمل علمی کے جذب کی قوت اور روح الہی کے کمال انجذاب کی وجہ سے عالم شہادت راوی چہاں (اور عالم مثال راوی چہاں سے اوپر ایک لطیف جہان کا بغیر مشفق ہوتا ہے اور نورانی اور لطیفی انجذاب پست جلتے ہیں تو برتاؤ اور کبھی کبھو لوگ جیسے راستے میں خوش و خوش و عبادہ کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستے دکھاتے ہیں۔ اور طریق کو اور تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا کے مشاہدہ جہاں لا یراں حضرت ذوالجلال میسر ہوئے اور قرب و محبت کا معنی ہو کر میراث اور معنی اپنے بندہ کے نام کے ساتھ ملنے اور جیسا کہ تم میں اس کے ساتھ ہوں جب مجھے یاد کرو گے اور تم کو یاد کرو کہ اسکو اپنے سامنے پلے گا ہے ظاہر ہے اور جس کو وصال سے تیر کر تے ہیں اور اس شخص کے وجود و جسم میں جو تپ تاب اور خلق و اضطراب حرام و حرام کے وقت صحابہ وہاں کے دے سرودا پہنچا اور یہ ملائی و سرگوشی سے منع ہوتا ہے اور اس کی پریشانی ہفت سے اور شدت اس سے مہمل ہو جاتی ہے۔

دوسرا افادہ

سبب توفیق ربوبی کرتی ہے اور اس امر مست اہتاج و مشاہدہ کا ساتھ پکڑا اور پھینچتی ہے تو مقام تا اور بقا پر وہ حاکم سے ظاہر ہوتے اس اجمال کا بیان یہ ہے کہ جس طرح لوبہ کا ٹکڑا آنگ میں ڈال دیتے ہیں اور آگ کے شعلہ ہر طرف سے اس کا مائل کر دیتے ہیں بلکہ آگ کے لطیف اجزا اس کے جوہر میں داخل کر دیتے ہیں اور اس کی شکل رنگ کو اپنے ہم رنگ بنا دیتے ہیں اور حرارت و اسرار رحمانی ہوگا آگ کے نغمہ میں اسکو گنشن دیتے ہیں یعنی وہ لوبہ کا ٹکڑا جملہ آگ کے انگاروں میں سے بنا لیا گیا ہے اس طرح کو لوبا نہیں حقیقت بدل گیا ہے اور میں آگ بن گیا ہے کیونکہ اس کا توجہ یہی ابطال ہے اور لہذا نجد جہاد و انبیا انھدی بہر سیلنا ہے فاذا کو فی اذ کو کر سہ اناعند ظن عندی فی تہ و نامعہ اذا ذکر فی ہ و احفظ اللہ تجدد لا تجدد

بلکہ یہ لوبہ کا ٹکڑا خود لوبا ہے لیکن سبب شعلہا نے تاکہ شکر کے مجھ کے جسم کی وجہ سے آگ کے لطیف اجزا لوبہ کے اندر داخل ہو گئے ہیں اور لوبہ نے اپنے لوبہ میں سے فروزا راہ اختیار کر لی ہے اور گورگن میں ہی جا پڑا ہے اور وہ قائم بنا اور حکام ہوا گ پر مرتب ہوتے تھے وہ یکدم وگاست ہوتے اس کو گسے پر مرتب ہوتے ہیں لیکن حقیقت اس حال میں ہی اسلام آگ پر ہی مرتب ہوتے ہیں میں نے اس لوبہ کے ٹکڑے کا اساطیر کیا ہوا ہے اور اس آگ نے اسکو اپنی ساری بنایا ہے اور اس وقت سلطنت اسکو قرار دیا ہے تو اس کا نام اس کو گسے کی طرف نسبت ملے گئے ہیں جیسا کہ آیت میں **وَمَا تَغْلِبُهُمْ عَلَيْهِمْ** کہ میں نے یہ اپنے اختیار و ارادہ سے نہیں کیا ہے تعریف ہے اور **فَاذْكُرْ مَا كُنْتُمْ لَهَا رَاوِي** ارادہ کیا ترے بچنے اس شاہہ اس قدر کی طرف موجود ہے کہ اس لوبہ کے ٹکڑے کو اس حالت میں حال نظر ہوتی تو تعینا وہ سرور زبان سے اس آگ کے ساتھ توفیق حقیقت اور اتحاد کی اعزاز میں بند کرنا اور اس نام تک اس کا غلظہ ہونا اور گھری پھر اور خور مرت ہو کر اور اپنی حقیقت کا نقل ہو کر یہ حکم کرنا کہ میں تم کو ہلاک کا ٹکڑوں اور میں وہی ہوں کہ تمنا میں اور لوبوں اور ساروں کو تمام اباب مستحط رہن کو آگ سے واسطہ پڑتا ہے، لاکار و بار کچھ ہی متعلق ہے، اسی طرح جب جذب کشش کی عرفانی امواج اس حال کے نفس کامل کا حد تک تیز کرنا کی موجودگی کو گھریں ہی سمجھتی ہیں تو وہ رزمہ شکر انالعلق اور قیس فی حبیبی سوی اللہ ہوا آگ اس لئے کہ حکام ہدایت القیام میں ہے کہ **رَحْمَتُ مَعْنَا الَّذِي يَمِيعُ فِي وَبَصْرِهِ الَّذِي يَصِيرُ حُو** عِيدَةُ التَّقِي يَطْلُشُ (حدیث قدسی) کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں میں سے وہ مشاہدہ اور اس کی نگاہ بن جاتا ہوں میں سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی ہمت بن جاتا ہوں میں سے وہ گزرت کرتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں میں سے وہ چلتا ہے اور ایک ہدایت یہی ہے اور اس کی زبان بن جاتا ہوں میں سے وہ بولتا ہے یہ اس حکایت ہے اور یہی اس کی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کی زبان سے فرمایا کہ نبی اللہ تعالیٰ نے جس نے اس کی تشریف کی کہ **اِذْ قَالَ اللَّهُ لِمَنْ نَبِيہُ سَمِعِ اللّٰہُ لِمَنْ حَدَّثَہُ** اور اسی طرح فرمادہ کہ نبی اللہ تعالیٰ نے نبی کی زبان سے جو چاہتا ہے تو یہی اللہ تعالیٰ نے انسان نبیہ ماشاء، یہ مقام بہت باریک ہے اور جس قدر ہدایت تاکہ ہے نہیں چاہیے اس میں خوب نوکر تفصیل کا یہ تمام نہیں ہے

tooba-elibrary.blogspot.com

وعدواذ الذل فلا أقول لا تشبه
سؤسان التعلق عنه لغوس

یعنی اس کے میں کچھ نہیں کہا کہ کو کو گرائی کی زبان اس راز کے اظہار سے روکا نہ اور گنگ سے
خبر و اس معاملے سے تعجب نہ ہو ناؤ راز کا ذکر نہیں اس کے سبب وادی مقدس کی آگ سے ٹپنے
آئی انا اللہ رب العالمین بلند ہو سکتی ہے تو اگر نفس کا مل جو کہ شرف الوجودات ہے اور نور
حضرت ذات ہے اگر اس کے ادا رازنا لائق بلند ہو تو عمل تعجب نہیں اور اس مقام کے لوازمات میں
خوار غریب کا سدور اور تاثیرات تو یہ کاہنوی ہے اور دعوات کا سہا ب ہونا اور حج بیات ہے کیونکہ
فرمان حق ہے لکن سألنی لاعطینہ و لکن استعاضنی لایعینہ اگر وہ مجھ سے سوال
کریگا تو میں اس کو دعا کروں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ پائے گا تو میں اس کو پناہ دوں گا اس میں اس کی تائید
ہوتی ہے اور اس کے نیکو لازم میں سے یہ بھی ہے کہ اس صاحب مال کے دشمن و بدخواہ پر نیکت اور وبال
کا غا ب ہو جائے اور یہ میں سے من عادی لی و لیا فعداؤ ذنتہ بالحبوب جس نے میرے دوست
سے دشمنی کی میں نے اس کو جنگ کر دیا ہے یہ حدیث اسی ضمن کا فائدہ دیتی ہے۔

تیسرا انا دہ

اس کے بعد اگر اپنے شخص پر لکھی اور لفظ فریب کے ظاہر ہو اور تیرا نذیب پر وہ کاریج پہنچے تو اس کے
اور اس میں مغریم سوت پیدا ہو جاتی ہے جس کے سبب سے ذات ہے چون کے سامنے تمام حقائق کو تیر اور
موجودات کا گناہ منقول ہو جاتی ہیں اس میں تمام شیاد اس کے سامنے منقول اور فنا ہو جاتی ہیں حق
کے سامنے تمام چیزیں نیست و نابود نظر آتے ہیں اور اس عالم کے نفس اور حضرت حق کے دریا
پر نسبت تھی وہی نسبت ان تمام چیزوں میں بھی ظاہر ہوتی جہاں نظر آتی ہے جو چیزیں منصفہ و جوہر
جوہر میں الفرض کے سبب وجود حضرت حق کی قیومیت کا انبساط اور ان حقائق متکثرہ کا قیام اس
ذات و احد و کیا کے ساتھ اس کی کجی میں جانا ہے اور قرآن کی آیت ہو الاول و الآخر و الظا ہر و
الباطن و هو بکل شئی علیم کہ وہی اول و وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے اور جو چیز کو جانا
ہے اور صورت اور لیتیم بجمل الی الارض السابعة السفلی لہیط علی اللہ کہ اگر گرم ایک سی
لگا دو سبب پختی ساتویں زمین تک تو درود اللہ تک ہی پہنچتی ہے ساتھ دم مائے گناہ سے سماں شہ
کی تاثیر سے حسب عشق کی اور کیا جذب ہے جہاں حق کا جس کے سبب پر مشیت خاک تمام پاؤں خدا

tooba-elibrary.blogspot.com

میں کس قدر ہلاک ہو جاتا ہے اور یہ مشیت خاک مجلس قرب رب الایباب میں کیا مشیت اور
کیا عہدہ ہائے نشست اور مقام خوبی پائی ہے

جسم خاک از عشق برہن لاک شد
عشق جان طور آمد و چاک لاک شد
عشق جان طور آمد عاشقا
عشق جان طور آمد عاشقا
عشق جان طور آمد عاشقا
عشق جان طور آمد عاشقا

اور اس مقام کے لازم میں سے ہے کہ طالب طارت اس مقام پر وحدت وجود کے ساتھ دم
داتا ہے اور وحدت الہیہ کے ساتھ لب کشائی کرتا ہے

آنچہ نے می گوید اندر زرو دم
فانش کر گرم جب ان برحم زرم
کچھ کچھ باہر ہی زور بار یک آفاق اور دم
رینا دانا اے کتی ہے گریں اسکو ظاہر
اور کھلے کہوں تو عالم تیاہ اور در ہم بر ہم ہونے
سینوں اسکو برداشت نہ کر سکیں اور وہ
راز وحدۃ الوجود ہے

ہے جملہ مشوق است عاشق پرودہ !
زندو مشوق است و عاشق مرودہ !
دراؤ تیتیم غاری بیع بیانی ۱۲۰۱۳۱

کل شئی ہالک الا وجہہ ؟

فیوضاتِ حَسینیٰ

المعروف بہ

(طبع چھام)

تختہ ابراہیمیہ
(فارسی مترجم)

تالیف

رئیس المفسرین، عمدۃ المدین، سند الفقہاء، الصوفی الصافی،
تامع البدع، قاطع البشرک، حضرت مولانا حسین علی الخفصی،
انقشبدی المجددی۔ ساکن اں بھوان ضلع میانوالی

ترجمہ و مقدمہ

از آسٹری عبد الحمید سواتی خادم مدرسۃ العلوم

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت مدرسۃ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان

مقصود یہ ہے کہ ہم دونی برغیز و دو تومانی ہوا نہ دہیں، ہر انبیاء
و اولیاء میں اتفاق کروہ اندر و کتب الہیہ و حدیث و کلمات اولیاء و اولاد
این بسیار است، و عقلمانی ہر فرقہ بصورت تغافل اندر ہر یکت یان یہی
دقت اند کہ غیر حق ہر جوئے نیست، عالم بصورت اوست، و ظہور اوست
وہیں نہ خواجہ خیر و نوریت حضرتت خواجہ بیاقی با اللہ در سالہ تقدیرت

سہ

کل ما فی العین وہم اونیال

او عسوس فی المرایا و ظلل
لے آکل شئی ملخلا اللہ باطل

مترجم عبد الحمید سواتی خادم مدرسۃ نصرۃ العلوم
زندگت نہ گھر شہر گوجرانوالہ (مغربی پاکستان)

۱۴۔ ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ

tooba-e-library.blogspot.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

العَدُوِّ رَبِّ الْعَالَمِينَ . وَبِسْمِ اللّٰهِ تَطْلَعُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مَشْعَدًا وَالْمَدَّةَ وَاتَّحَابًا اَجْمَعِينَ
آبَابِد — سے گوید حضرت امام العقیلین سیدنا عارفین ، رئیس المعرفین ، مجدد العرفین
جزا اللہ علی الارض ، ہادی المرشد جامع الہدایة ، غریب زمان قلوب دوران ، مجدد وقت حاجی
الحرثی العرفین ، صوفی الصافی (مولانا حسین علی بن محمد بن عبدالرشید) اس فرخندہ است کہ ارادہ
کردہ ام کہ پرہیزم ، پرستے قادر نفس خویش ، مدبر کرامت ، و نام ادھمہ الہامیہ نبیہم ، ان شہادت
حق تعالیٰ تمام فرخبر سانیہ و بموجب قطع خواہد شد ان شہرتی عزوجل ۔
فضیلت ذکر ،

لقد اذنت تالله فاذا كنت اذنتك فانت تالله وتالله تالله
ازین آیت معلوم شد کہ عدم ذکر قرآن است ۔ یا ایہذا الذین امنوا اذا نجاکم فی سفننا فاما نجاکم
فاذکروا للہ کثیرا تظلموا فقلینا (سورۃ انفال) ، ذکر موجب ثبوت است ۔

استائش اور جود تعریفی است ، شفائی کے لئے ہی جو تمام جہانوں کا مربی ہے ۔ اور رحمت کا وہ سب مخلوقات
میں سے سب سے بہتر ہے جس میں ہر نام لای الہام نام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ اور یہی اہل اور تمام صحابہ پر
تمہ صلوٰۃ کے بعد ہے ، یعنی پرہیزگار ، پاک پیشوا ، عارفوں کے سردار ، نہیں المعرفین ، مددگار ہدیشیں ، جہانوں کے ارباب فرما
کوشنہ والہ ، رحمت کا وسیع کرنا ، زندگانے خوش اپنے وقت تک ہر اللہ صوفی انسان معنا سب سے ہی محمد بن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے جس نے کائنات کو روشن کیا ہے ۔ مگر نہ کائنات پر نہ کسی نے اور اور سب صحابہ ہی جس نے شہید شہید ہوئے
اور علی تمام تعذیر سید رکھا ہے ۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ انکو پانچوں کو پہنچا دیا ، اور یہ باعث جمع ہوگا ، اگرچہ شہداء و صحابہ
ذکر فضیلت — اللہ تعالیٰ نے سونے بقوم فرمایا ہے تم مجھے یاد کرو میں تم میں یاد کروں گا اور میرا مشورہ ادا
کردا اور نیشنوں ہی ہمت کرتے ہیں تم سے معلوم ہو کر ڈرنا یا بے یقینیت ہے ۔ اس صحت سونہ انفال کی جیتی
اشفاق نے فرمایا ہے ایساں ، اور بوجہ تباری مگر کوس کا فرادہ (حافظ) اللہ سے تو تم ثابت تدم جو ۔ اور اللہ کا
ذکر کرتے سے کہ تو تمام کتاب ہوتا اور اس کے معلوم ہوا کہ ذکر باعث استحکام و پختگی ہے ۔

لے تو میں کہا جاے ، تا شریع اولی سے اولی اور اولی کات خود ہی سب اس لیے جو حضرت ہونے کے مریوث کہیں ۔ اس وقت

ان فی خلق الشجر ، و اوزارہ و الخضر ، ان یقل ان اقلنا و یا با لا ولی الا لہ ۔
اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ اللّٰهَ فَمَا نَزَّلْنَا مِنْ سَمٰوٰتِنَا مِیْۤاۃَ اَنْۡبِیَآءٍ مِّنۡۢہُمْ وَاٰمَرْنَاہُمْ بِتَقْوٰی اللّٰهِ لَعَلَّہُمْ یَتَّقُوْنَ
است ۔ و در سورۃ ناز ۔ فاذا خلقنا السفلة فاذا كثر الله عنيا تا تكثر فانا نعلم انهم انزل
فی سمرۃ مد الایہ خیر اللہ خلقنا العشب ۔ فی سورۃ المائدہ ۔ و یسئد کلم عرت
و کما اللہ و عن السفلة (اللہ) فی سورۃ الکہن ۔ فاذا کثر ربک ان اذا نیت و اولی
سورۃ طہ ۔ اذ حب اکت و اکتک یا یا عا ہونا تیبنا فاذا کثر (اللہ) فی سورۃ الحج و
ساجدہ فاذا کثر فیہا اسئل اللہ کثیرا ۔ فی سورۃ الزمر رجالا لا یلتئمین عذرنا و لا ینبع عننا
و کثر اللہ فراقہم السفلیہ و یبانیہ الذکرة (اللہ) فی سورۃ اشعرا ۔ اولی الذین اسئل
و عننا لسا یجاب و کثر اللہ کثیرا رائیہ فی سورۃ الحجرت ۔ ان السفلة یخفی عن الخفا
و اکتک ۔ و یذکر اللہ اکثرا ، اللہ ینزلنا نکتہن ۔ فی سورۃ الاحزاب ۔ لَقَدْ اَنۡ لَّظُمۡ فِی
لَسُوۡنِ اللّٰهِ اَسْرَۃً حَسْبًا لِّمَنۡ كَانَ یُحِبُّ اللّٰهَ فَاَنْۡبِیۡءًا مِّنۡ اُولٰٓئِیۡنَ وَاذۡکُرۡنَا اللّٰهَ کَثِیۡرًا ۔

سورۃ انفال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے اللہ سے محبت کی اور اللہ سے محبت ہوئی ہے
اللہ تعالیٰ کی خدمت کی نشان دہی میں مشغول نہ کرے ، اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرے ، اللہ سے محبت کرے ، اللہ سے
اس کے معلوم ہو کر ڈر کرے ، سب سے پہلے اور سب سے اولی اللہ تعالیٰ سے محبت کرے ، اللہ سے محبت کرے ، اللہ سے
محبت کرے ، اللہ سے محبت کرے ، اللہ سے محبت کرے ، اللہ سے محبت کرے ، اللہ سے محبت کرے ، اللہ سے محبت کرے ، اللہ سے
سورۃ آہ میں فرماتے ہیں اور شیطان تم کو دیکھے ، اللہ سے کہے اور اللہ سے کہیں ہی اور اللہ سے
ہے ۔ اور سب سے پہلے یاد کرے ، سب کو یاد کرے اور اللہ سے کہیں اللہ تعالیٰ سے محبت کرے ، اللہ سے محبت کرے ،
اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرے ، اللہ سے محبت کرے ، اللہ سے محبت کرے ، اللہ سے محبت کرے ، اللہ سے محبت کرے ،
خبر فرماتے کہ تم سب ہی اللہ کا نام لے کر اللہ سے کہیں ، اور اللہ سے کہیں ہی اللہ سے کہیں ، اللہ سے کہیں ہی
مردوں کے امور ساری خبر و فرشتہ اللہ تعالیٰ کی پکار و نداء قائم کرنے اور اللہ سے کہیں ہی اللہ سے کہیں ہی
مردوں کے امور ساری خبر و فرشتہ اللہ تعالیٰ کی پکار و نداء قائم کرنے اور اللہ سے کہیں ہی اللہ سے کہیں ہی
سورۃ حجرت میں ہے ، جب تک نماز عینی اور پرانی سے مشغول ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے ، اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرے ،
لے جاتا ہے ، سورۃ الاحزاب میں بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو لایا گیا ہونہ جو اس وقت تک کہ
اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ، اور اس وقت کہوں سے اور کر کے اللہ تعالیٰ کو یاد کرے ۔

toobaajournal.blogspot.com

رضیا * فَاذْكُرْبِذَلِكَ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِمْ وَمَا كُنَّا بِاَعْيُنِنَا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ذَكَرْتَهُمْ وَاللَّهُ يُلْقِي الْقَوْلَ لِيُؤْمِنَ اسْتِغْرَافًا لَكَ وَتُكْفِّرَ بِهِ اذْكُرْ وَلِي يَخْتَصِمَكَ لِيُدْفَعِ الْكُفْرَ فِي حَقِّهِ لَمَّا كُنْتُمْ خَافِيَةً عَلَيْهِمْ ذَكَرْتَهُ لِيُضِلَّ السَّبِيلَ اذْكُرْ وَلِي يَخْتَصِمَكَ لِيُدْفَعِ الْكُفْرَ فِي حَقِّهِ لَمَّا كُنْتُمْ خَافِيَةً عَلَيْهِمْ ذَكَرْتَهُ لِيُضِلَّ السَّبِيلَ اذْكُرْ وَلِي يَخْتَصِمَكَ لِيُدْفَعِ الْكُفْرَ فِي حَقِّهِ لَمَّا كُنْتُمْ خَافِيَةً عَلَيْهِمْ ذَكَرْتَهُ لِيُضِلَّ السَّبِيلَ اذْكُرْ وَلِي يَخْتَصِمَكَ لِيُدْفَعِ الْكُفْرَ فِي حَقِّهِ لَمَّا كُنْتُمْ خَافِيَةً عَلَيْهِمْ ذَكَرْتَهُ لِيُضِلَّ السَّبِيلَ

نقصیت و امر بیاورد کردن نام او تعالی ثابت شد۔

طریق ذکر :

دو حکم مومن است * فَاذْكُرْ اللَّهَ تَتَذَكَّرُ بِهِ نَفْسٌ ذَاذِكْرٍ
 اس صبح سوئے اعتراب میں ہے اور بخت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے مرد اور عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حضرت اور بر عظیم تیار کر رکھے ہیں۔ اللہ کی سورۃ احزاب میں مذکور ہے اسے ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے لیے کو یاد کرو اور پہلے پھر اللہ تعالیٰ کی تعظیم بیان کرو۔ اور سورۃ بقرہ میں ہے جب تم نماز سے ناپس چھو اور پھر بیٹھو جہاں میں کھول جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل و رزق سوال آگاہی کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کو ذکر کرنے یا ذکر کرنا تم کو ایسا ہی پرہیز سورۃ منافقوں میں ہے اسے ایمان والوں کو جسے مال اور دنیا ہی اوروں نہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خائف نہ بنائیں اور جیسا کہ ایمان والوں کی نظر میں ملک کو اللہ کے ذکر سے خائف ہوگا تو یہ دکھو یہی لوگ شک سے اور غم سے ہیں جیسا کہ اولاد کی نظر میں ملک اور سورۃ فرقان میں ہے اور یاد کرنا اپنے رب کا نام پکارنا اور باطنی ہی کی طرف تکیہ جو ہر اور سورۃ بقرہ میں ہے اور یاد کرنا اپنے رب کا نام پاک کلمہ حق اور شام اور رات کی گزرتی ہیں کسی حالت میں اور رات کے ایک لمحوں میں ہی اس کی تعظیم بیان کر سورۃ بقرہ میں ہے لئے تم میناں والے نفس لوٹ جائے اپنے رب کی معرفت خوش خوش اور خوش گئے گئے۔ ان آیات مذکورہ سے ذکر کی نقصیت اور اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کو یاد کرنے کا حکم ثابت ہوا۔

ذکر کا طریقہ ————— سورۃ ہم مومن میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پکارو اللہ تعالیٰ کو کاغذ یا اس کی اطلاع کرنے جوئے نیز ہی صورت میں ہے۔

toopbaa-library.blogspot.com

فَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذْ أَنْعَمَ عَلَيْكَ نَحْمٌ ذُو بَيْنٍ وَأَنْتُمْ كَاذِبُونَ
 فَاذْكُرْ أَنَّ اللَّهَ شَاءَ لِيَوْمَ تُنْفَخُ الْأَسْفُلُ مِنَ السَّمَاءِ فَيُصْبِحُ عَلَى النَّاسِ حِجَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ ذِكْرٌ لِّمَنْ يُؤْمِنُ
 فَذْكُرْ الْوَعْدَ الَّذِي لَكَ وَكُنْتَ تَكْفُرُ
 فَاذْكُرْ أَنْتَ وَالنَّاسُ جَمِيعٌ لِّمَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَذْكُرْ لِيَوْمَ تُنْفَخُ الْأَسْفُلُ مِنَ السَّمَاءِ فَيُصْبِحُ عَلَى النَّاسِ حِجَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ ذِكْرٌ لِّمَنْ يُؤْمِنُ
 فَاذْكُرْ أَنَّ اللَّهَ شَاءَ لِيَوْمَ تُنْفَخُ الْأَسْفُلُ مِنَ السَّمَاءِ فَيُصْبِحُ عَلَى النَّاسِ حِجَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ ذِكْرٌ لِّمَنْ يُؤْمِنُ
 فَاذْكُرْ الْوَعْدَ الَّذِي لَكَ وَكُنْتَ تَكْفُرُ
 فَاذْكُرْ أَنْتَ وَالنَّاسُ جَمِيعٌ لِّمَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ

اور فرمایا تمہارے لئے جسے پکارو یہی تمہاری تابعداری کروں۔ اور سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا کہ پکارو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو یا پڑھو جس کو بیان آیتیں اللہ تعالیٰ کو پکارنے کا حکم ہے۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کا کس طرح ذکر کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کو کس طرح پکارا جائے اور کس طرح سمیٹا اور انقل سے جو اللہ تعالیٰ سے صلب کی جائے۔

کتاب و الصالح پندرہ بیچ کا ذکر مفوض روز مجید میں ذکر ہے کہ ایک شخص حضرت پیر مرشد شریف حضرت شاکھ ملام علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس شخص کو ایک تین جاسی حضرت والا رہائے دل لادرس ان پر تھا جسے فرمایا کہ کہنے زبان کو اور تو کافر ہے چسپان کر اور اللہ تعالیٰ کا مبارک لفظ پوسے شمال اور جہاں کے ساتھ دل سے کہہ چلے اسم کی یاد پڑھو اور سورۃ اسم کی یاد رکھو اور دل کا تمام نامیں پستان سے ڈالنے کی فکر نہ کیجئے۔ اور یہی اس طرح ہوجا چیسے کہ گویا لفظ مبارک اللہ دل سے آئے۔ اور اس لفظ مبارک کے تمہیں مرتبہ پوسنے کے بعد ان کو کالے خداوند علیہ قومی میرا مقصود ہے اور میری رضا ہوتی ہے اور معرفت عطا فرما اور اسی طریقہ پر ہمیشہ ذکر کرو گے۔ آمین

لے اور اطلاع معزز تمام مومن علی کے مفوض ہے پشتمں ہے جو اس زبان میں ہے۔ اور جس کا کہے مرید و خلیفہ شاہ رؤف احمد صاحب نے مختلف کمال میں تعبیر کیا ہے ہرے زیر ملاحظہ صریح طور ہی کا مہر و نوحہ جو صحت سے میں ہر وقت اور ۲۶۳ صفحہ پر ہے ہے۔ ابھی حال میں غلام ہا کستہ سے ہے میں ۰ میں ہو گیا ہے۔

پس بری نماز، عبادت نمود باشی۔ اینجی

و جناب قبلہ شاہ غلام علی قدسنا اللہ تعالیٰ بسوۃ الاقتدا، اور ایضاً الطریقہ زوشترہ
است، نیز ان شرطہ است و در سرود ذکر سنی و ذکر اسم است، و ذکر نمی باشد چندان بار نیز باقی بحال
شاکساری و نیاز مندی مناجات آنگاه کہ کون کند و نماز مقصود می قوی و رضای تو مجتہد خود و مؤثر رسالہ
موفقا می شود چو می بینی بر سالہ انسیدہ؟ یا داد و بخش با گم زد کوشش قبول بود از ہر جملہ ذکران بود و از
غافل بگمزد آیت کریمہ کو رسوۃ اعراف، و اذ ذکر کنی تبت فی نفسک لغفران و خیرۃ و قد و ان
انجو یوت القول بان اللہ و الاصلی، و لا تکل من ثمنہا فیلین، یعنی از مسخران گفتہ
اند کہ مراد از غدد و اصال شیبہ روز است یعنی علی اللوام بدو کوشش قبول باشی۔ انکہ در بیج
آیت حدیث بدو طریق صحیح ہر چند زیادہ است بلکہ امر نیز کہ فرمودہ آمدہ است چنانکہ روایت دیگر مذکور است

و در حضرت شاہ غلام علی نے اپنی کتاب ایضاً تصریح فرمایا ہے کہ وہ دنوں ذکر سنی غنی ثبات اور ذکر کم
ذمت میں شہرہ ہے کہ چند بار دل کی زبان سے نہانی شاکساری اور عزیز و نیاز مندی سے مناجات کہے اور دعا
کہہ کر کہے خداوند کریم میرا مقصود تم ہی ہے اور تیری رضا دینی محبت خاطر فرما حضرت موصیاً میستوب چو
کہے کہ صلا انسیدہ رسا میں نہ کہے کہ جو کہ شام اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوگا وہ ذکر میں اللہ تعالیٰ کو یاد
کرنے والے لوگوں کے گمراہی شام ہوگا بغافلین میں جو کہ کوشش سورۃ اعراف کی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے یاد کر اپنے رب کو شب بومی میں یاد کر اور عبادت میں سے اور بندہ و از سے کہ صبح اور شام اور دن
ہر غافل میں سے بعض مغفیل کہہ کر لے کہے مراد عقد و اصال سے شب و روز ہے یعنی علی اللوام
بیت ذکر یعنی میں مشغول رہو میں بات کو بیان و لکھی آیت میں اور حدیث میں اللہ کی صبح حریفہ پوز کر یا غیر
عالم میں یا بلکہ تفسیر اپنا سیدہ اور پورا ذکر کہ علم آج ہے۔ جب کہ دوسری آیت میں مذکور ہے۔

سہ شریعت کلام قانون اور شاہد میں ہے کہ ذکر سنی یا کیا ہے، نیز بعض مناجات پر ذکر یا غیر یا ثبوت ہے شاہ آفاق
تاسوت، یا تشریح کی تیسہ سات اور ازم جگہ تفسیر یا فرادات کے موقوفہ تفسیر میں مذکورہ و عام حالات میں ذکر
ختم ہی بدل اور شہر ہے۔ ایک تو سنی یا ہے کسب ہوگا۔ اور دوسرے لوگوں کے لئے تشریح کا ہدایت بھی مذکورہ شاخ کو تفسیر جات
مذکورہ پہلی تینوں کی ہے جبکہ سادہ سنی مشطرت گنگہ و ان ہر ہر طوطا اللہ علیہ علان یا تفسیر ہو کر تارنے کے لئے اور
بہم ہی انوار وزارت پیکر تارنے کے ذریعہ پہلی تینوں کی ہے۔ یہ سب صحیح ہے اور میں سے شاہد میں۔ نام چنانچہ

toobaalibrary.blogspot.com

قال اللہ تعالیٰ اذ عذرتیکم بقرآن و خیرۃ الاعراف میں پورا نہیں پورہ گا دریا تفریح و
آجرت و انہ لا یحبب الھمت وین۔ انتہی
گو جیسے تم میں جن کے برابر کثر اللہ ہے شادی ہوئی است و حرف نہ اخذ است و
سکون اللہ سبب قف است پس لازم است کہ بروقت ذکر اللہ را بدل نہ کرند و بخوانند یا عابری
و طلب کز محبت او تمالی را۔ و در حدیث شریف است انھم انی استحب حبک و حب من یحبک
و حب عمل یقریب الی حبک، و اجعل حبک احب الی من نفس و اهل و من الماء و البارد
ای حدیث و مشکوٰۃ شریف است۔ قال اللہ تعالیٰ و اذ عذرتک عذرتا و قطعنا ان رختہ۔ اللہ
قوی من الخینین رسوۃ اعراف، انیس آیت نمبر ہند کہ خاص حق تعالیٰ را بخوانند برائے حق
خوف، و حصول طبع، قال اللہ تعالیٰ۔ سید جوتنا رغباً و ترہیباً لایہ۔ انیس نمبر شد کہ تمام
پہنچان ہنرے حصول مرغوب و دفع خوف حق تعالیٰ لئے خوانند۔ و قال اللہ تعالیٰ و کھا و کھا فاشعین
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں چنانچہ رب کو یاد کر اور اپنے آقا سے رشک و تہمتی زیادتی کرنا اور اپنے پیغمبر
میں کسی گناہے جان لئے برابر کہے، اللہ کا مژمنہ شادی کی وجہ سے ہے۔ اور حرف نہ اخذ نہ ہے اور
دوسرے اللہ کو سنی قف کی وجہ سے پس ضروری ہے کہ بروقت ذکر اللہ تعالیٰ کو دل سے نہ کہے اور عابری
سے بچائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو طلب کہے مشکوٰۃ کی اس حدیث شریف میں ہے مضر علی الصلوٰۃ و السلام
فرمایا کہ اللہ میں جس محبت طلب کرتا ہوں اور اس کی محبت چھوچھو سے محبت کرتے، اور ایسے عمل کی
محبت طلب کرتا ہوں جو میری محبت قریب کہے۔ لے اللہ اپنی محبت کو میرے نزدیک نہیں سمجھتا میرے اپنی
اور خشکے پانی سے میرا یاد و جو بہت پسندیدہ بنائے سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور چار
اس اللہ تعالیٰ کو کسک ڈستہ سمجھے اور اس سے امید کرتے ہوتے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی محبت اور ہر بانی تزیین
دفع و جگہ کی بھی کہنے والوں کے آہی تیکہ بات معلوم ہوئی کہ خاص اللہ تعالیٰ کو یہی چاہی، حق خوف کے لئے حصول
طبع کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ و السلام ایمانی ہمتوں میں رغبت تھے اور ہر عبادت کرنے ہو
میں چاہتے تھے اس لذت سے مدغم ہو کر تمام انبیا و اول علیہم السلام مرغوب چیز کے حصول کے لئے اور
خوف کے دفع کرنے کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وہ ہر ما سے
ہی عابری کرنے والے ہیں۔

دیگر — جہاں سے بلور پتھر نکلیا گیا ہے اس میں ایک عیب ہوتا ہے اور اسے شہادۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ ان کے عیبوں کے باعث کھلیا گیا ہے۔
 جہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے وہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے۔

تو یہی ہے کہ وہ شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے اور اس میں ایک عیب ہوتا ہے اور اسے شہادۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ ان کے عیبوں کے باعث کھلیا گیا ہے۔
 جہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے وہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے۔

تو یہی ہے کہ وہ شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے اور اس میں ایک عیب ہوتا ہے اور اسے شہادۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ ان کے عیبوں کے باعث کھلیا گیا ہے۔
 جہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے وہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے۔

تو یہی ہے کہ وہ شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے اور اس میں ایک عیب ہوتا ہے اور اسے شہادۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ ان کے عیبوں کے باعث کھلیا گیا ہے۔
 جہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے وہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے۔

تو یہی ہے کہ وہ شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے اور اس میں ایک عیب ہوتا ہے اور اسے شہادۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ ان کے عیبوں کے باعث کھلیا گیا ہے۔
 جہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے وہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے۔

تو یہی ہے کہ وہ شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے اور اس میں ایک عیب ہوتا ہے اور اسے شہادۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ ان کے عیبوں کے باعث کھلیا گیا ہے۔
 جہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے وہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے۔

تو یہی ہے کہ وہ شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے اور اس میں ایک عیب ہوتا ہے اور اسے شہادۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ ان کے عیبوں کے باعث کھلیا گیا ہے۔
 جہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے وہاں سے شہادۂ کبریٰ نکلیا گیا ہے۔

اسی آیت سے معلوم ہو گا کہ انہی اہل علم والہام نصح مشرق کے ساتھ ہی عاجزی اور خشوع کے
 تھے اور ہندو کے نزدیک سنی رواج کو بدعت قرار دینا بھی انہی کے ساتھ ہی عاجزی اور خشوع کے
 وقت اول زمانہ سے ہو گیا ہے اور ان کے ساتھ ہی عاجزی اور خشوع کے ساتھ ہی عاجزی اور خشوع کے
 ذکر و ذکر میں انہی کے ساتھ ہی عاجزی اور خشوع کے ساتھ ہی عاجزی اور خشوع کے ساتھ ہی عاجزی اور خشوع کے
 کرنے والوں سے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسولہ اعراف میں، اور ہے شک ہے پیدائش کے بعد انہی کے لئے
 بہت سے جنسی اور نفسانی گناہوں کے دل میں ہیں، وہ کہتے ہیں، اور ان کی نگلیں ہیں لیکن ان سے وہ
 دیکھتے ہیں ان کے کان میں، لیکن ان سے سنتے نہیں یہی لوگ مانروں کی طرح ہیں جبکہ ان سے یہی نیا وہ
 گئے گئے ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔

ادرا خداوند بکھر الہامی ہے کہ خاص خدا نے تعالیٰ کا عاجزی سے اور پریشیدہ طور پر پکارا وہ
 ان لوگوں کی طرح جو دوسروں کو حاجت وقت عاجزی سے اور پریشیدہ طور پر پکارتے ہیں۔ یہ شک اللہ
 تعالیٰ کا دوست نہیں رکھتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک بہت لوگ اپنی خواہشات کے ساتھ دوسرے
 لوگوں کو کہتے ہیں تم کے شیریں چاک تیرا درد کا رنجوب جاتا ہے زیادتی کرنے والوں کو

تقدیر سے بروت مدد کی مشورہ کہ نہ ہو، فرمودہ کہ اول علم لدنی میں است، کہ خواہ
 جہد القاتل جزائی و شریکے، کہ جزیری مولانا مدد اللہ تعالیٰ سے خواہد یا ایت رسیدہ کہ اول
 ربکم تفضلوا و تحفظوا۔ کوئی تعلقہ نہ گناہان خود را فرمودہ است، اگر اداوت حق بجانب است
 باشد تو رسد، بعد از آن کے کہ زندگان خاص خدا تعالیٰ بخود جہد خالی رسید، و ایشان را میں
 سبق تعیین کرد و مشورہ است کہ ان بزرگ حضرت خضر علیہ السلام بود و زاہد و شریف و بخت و دور
 است و خدیج مطلق لا اله الا الله، میں دعوت است و سزاورد و در ضمن رسالہ مذکورہ دو روایت آیا
 است۔ اذ کثر ذنوبنا فی نفسنا کفرتنا و تحفیفتنا الا و لم آیت اذ کثر ذنوبنا کفرتنا
 و تحفیفتنا۔ لا یحیی الموتی۔

تھے وقت مددی ہی شوقی کیا، مدد فرما کہ اول علم لدنی میں ہے، کیونکہ خواہ جہد خالی جہد خالی زندگان میں
 سے ایک مولانا مدد اللہ تعالیٰ کے ساتھ تفسیر پڑھتے، کہ جب اس مقام تک پہنچے کہ پکارو اپنے نبی کو جہاد
 سے اور پرشیدہ قرآن میں لے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا
 تو تم تک بھی پہنچے گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے ایک بندہ خواہ جہاد خالی تک پہنچا اور
 اس کی انبیا میں سے تعیین کیا، مشہور ہے کہ وہ بزرگ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

اور آیت میں لا الہ الا اللہ کا اور خدیجہ طور پر کہنے کے لئے آید، وہیوں کہ نہیں پیش آیا ہے
 ایک آیت ہے کہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، یا کفارو اپنے رب کو اپنے ہی میں جاؤ اور خوف سے اور دوسری
 آیت میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، کہ پکارو اپنے نبی کو جہاد میں سے اچھے بچے کے شک وہ اللہ تعالیٰ
 سے ہے، نماز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اسے اللہ والیہ میں مذکور ہے، کہ خواہ خاص طور پر اس میں کو وقت مددی فرشتے تھے یعنی فرشتہ
 طور پر دل سے لا الہ الا اللہ کے ذکر کو مذکورہ بالا طور پر کرنا وقت مددی ہے، اور وقت مددی کا مفہوم میں
 یا ہاں ہے کہ سادگی فکر و خیالات پر مرکوز ہے، اگر میں ترقی کر رہے ہوں، تو اللہ تعالیٰ کا شکر یہاں کہ اگر ترقی نہیں
 ہوتی تو پھر اپنی عبادت پر اصرار نہایت کرے، اور حضرت خواجہ باقی بزرگ نے فرمایا ہے کہ وقت مددی و رعایت اللہ
 فی الذکر العظیم یعنی احتوا المتفقہ یعنی بھیوں کو میں خاص مدد کیا، لیکن اور پوری دل میں سے ذکر تکبار
 متفق خدمات استے نہ پڑا، ۱۲ سہانی

toopba-e-library.blogspot.com

پہلے سے ہو، شام و لگتینہ قدس سرہ و ما خواست کہ حق تعالیٰ طریقہ حطافہ پابند کو مسل
 باشد، و ما تمیل شد۔ ایہام شد، تعظیم مذہب پر سلوک، چون اسم ذات، بجز زیادہ مفید است، لیکن
 متاخرین لغتینہ یہ تعظیم اسم ذات ارشاد کردہ مذکورہ گات طیبات و در کاتب تاشی ساستہ
 است است حضرت خواجہ لغتینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما از جناب اہل طلبہ کہ فرمادے کہ حطافہ کو
 تقریب فرق باشد، البتہ رسول اللہ و لہذا حق تعالیٰ حضرت خواجہ را تعظیم مذہب پر سلوک ایہام فرمادہ
 میں تعظیمہ مذہب را کہ عبادت از پر گماشتن پر بہت خود را بترقی مرید مقدم کرد، اند پر سلوک
 عبارت است از ریاضات۔

و تعظیمہ مذہب و سلوک ایہام غلط کرد، اند چنانچہ ذکر نامی و اثبات بحسب نفس، و ذکر سانی و تمیل
 و مقام طیبات، تلاوت کلمات شریفہ و نماز و تلاوت و مقام کلمات و حق ان طیبات سلوک است
 پس جو بیادوں اسم ذات سے فرمایند، بلکہ مذہب و دیگر عطاقت، اور مواضع اس بسیار اختلاف ہوا
 اند، و حضرت موافق و معارضہ الیہام میں سے ہندو کو تعظیم نامی کہ جو بیادوں عبادت متلفظہ فرمادہ
 نے بار جان کہ حضرت خواجہ لغتینہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور کہا کہ، اللہ تعالیٰ ایسا طریقہ حطافہ
 کو مطلب تک پہنچانے والا ہو، اللہ تعالیٰ کے دل و ما تمیل حق اور انہیں ایہام شکوہ مذہب پر سلوک پر قدم کریں
 چرکہ اسم ذات جہد کے ساتھ فرمایا ہے، لہذا متاخرین لغتینہ نے پہلے اسم ذات کے ذکر کی تعیین کی ہے
 گات طیبات میں حضرت تاشی شامہ فرمائی ہیں کہ کاتب میں ہے کہ حضرت خواجہ لغتینہ نے اللہ تعالیٰ
 کی جانب سے فرمایا، طلب کی جو مقام بلا میں سے زیادہ تقریب تر ہو اور باقی میں طلب تک پہنچانے والی
 ہو، لہذا اللہ تعالیٰ کی عون سے خواجہ کو ایہام مذہب کو سلوک پر قدم کریں، پس لغتینہ یہ مذہب کہ میں طلب
 یہ ہے کہ پروردگار نے اپنی بہت وقیم کو میری ترقی کے لئے مقدم کرنا ہے، سلوک پر ہی کا مطلب یا مست ہے
 اور جو طریقہ رونے و سزا ہے، جناب از سلوک کو ایہام ہر بار ہے، ایسا کہ تمام ذلیات میں ذکر نامی و اثبات میں
 نفس اور ذکر سانی اور لا اله الا اللہ کا ورد ہے، اور تمام کلمات میں تلاوت قرآن پاک، اور نماز و حق، اس عبادت
 کے حق میں سلوک ہیں، پس جو طریقہ رونے والے بزرگ کو تمام ذات کی تعیین کرتے ہیں، ایسا مذہب اور دیگر گات
 پورا ان لطائف کے خواجہ اور تمام میں بہت بزرگ انکاف ہا یا ہا ہے، اور کہ سزات میں حفاظت کی نشانی
 و سعادت اور ایسا حق کے بیان کے میں مدعا انکاف کی تعیین کریں یا بیسی، شایع کہا ہے کہ

دوسرا اندر سے دوسرا ازخلاف تفسیر ہے سرزد و انداز اہل شہر پر از ترس روح و قلب است و زبرد
 خاطر ہے تفریق قلب و فرق از ترس روح است، و بحقیقت سرخی روح و ولی است۔ حد
 نہایت مقام۔ و فحی روح است خاص حضرت که خاصان حضرت را و بند که آیتة اهل بیوتی است
 تا واسطه گرد و میان عالم صفات نعلو نهدی ایمان سر۔

و در آفتاب و مکتوب شیخ عبداللہی و در فرق حسنیہ و در مشق نوشتہ، سرور و مسطرینہ و در میان
 و در پستان، و فحی و در پستان است، او فحی فرق سرور و کام ساکب است، حدیث قدسی نقل کرده
 اند کہ فی جسد بی آدمی مضمضہ و فی المضمضہ قلب، و فی القلب فواد، و فی الفواد سرور، و فی
 السرور فحی، و فی الفحی انوار، و فی انوار ملکات از اہل الشاہدہ تا سنجہ برتر برسد کہ اولی ذکر قلب
 را ملا کہ سر سے ہی حضرت زہرا فرشتہ کے نقل کیے بیان کیا گیا ہے کہ وہ فرشتے ہیں کہ سر تا سر پہی اللہ کے
 ایک گرد کے نوک اور قلب کے سر سے بند ہے۔ اور ایک گرد کے نوک اس کو سر تر تھیکے بندہ اور روح
 سے فرق ہے، اور حقیقت یہ کہ سر کا مقام میں روح اور قلب کا مقام ہے (مختلف جنیتین سے اس کے نام
 جدا جدا جانتے ہیں)

اور فحی انصافی کی طرف سے ایک خاص نام ہے، جو ان خاصان حضرت خدا تعالیٰ کو دی جاتی ہے۔
 جس کے بار میں اللہ کا اشارہ ہے ان کی تائید کی ہے اس میں ان طرف سے ایک خاص نام کے ساتھ مل کر یہ واسطہ
 بن جاتے عالم صفات (صفات اہلی) اور سر کے درمیان۔

اور آفتاب سے یہ حضرت شیخ عبداللہی کے مکتوب میں طرفتہ حسنیہ کے بیان میں لکھا ہے کہ سر سے لے کر
 یہ وہ پستان کے درمیان ہے، اور فحی پیشانی میں ہے۔ اور او فحی سر کے اوپر ساکب کے ناموں سے ہے، اور اس بارہ
 میں صورت فحی نقل ہے جسے ملک ان کے جسم میں ایک گوشہ کا فرق ہے۔ اور اس فرق سے یہ حسیہ اور قلب
 میں فواد ہے اور فواد میں سر سے لے کر فحی اور فحی میں آفتاب۔ اور یہ سب متواتر کہنے والے
 اہل اشراف سے ہیں۔ اور جو یہ تقریر ہے وہ سب کچھ ہی ہے وہ یہ ہے کہ سب کچھ ہی ہیں پستان کے نیچے ذکر قلب
 لے کر یہ سب نہیں بلکہ زبان دین کا مقام ہے جس کا کہن ہے لپٹے لپٹے کے مطابق بیانات کیلئے۔ سر سے شروع کرنا
 اس قدر ہے کہ حضرت علیؑ نے علیؑ سے فرمایا کہ ایک شاعر نے کہا ہے کہ سب سے پہلے جو سارا جسم
 جس کے برابر ہے اور یہی اور کراہت سر سارہ جسم کو کہتا ہے اسے کہتا ہے جیسا صلح کی عمارت میں اور اساطیر و سوانی

فر پستان چپ حضرت سیدی محمد شامی رضوان اللہ علیہ اجمعین، اجزاء و انفسہ انشان
 و اندر بعد چند روز خود خود بعد احوال ذکر جاری شد۔

لطائف خمسہ

دجلتے انہا میں است، قلب زیر پستان چپ تھوڑا نکشت مائل بہ پہلو و روح زیر پستان
 راست بقدر وہا نکشت، اور سر زیر پستان چپ بقدر وہا نکشت، مائل بریسینہ و فحی قریب روح مائل
 بریسینہ، و نوکے اسفل از فحی و در میان انہا نوکے اسفل، باجملہ بر سر نام انہا باشد، و حقیقت انہا
 باشد معلوم نیست۔ تجربہ ہوا ہے کہ اگر انہا کو از کار سے شغف، و ان امر تحریر ہی است، ا
 میں ان تجربہ بگفتہ گفتت۔

لطیفہ ثانیہ

دور سر میں ذکر جمالی سے شروع فرمودہ اند کہ جلتے اس فعل است۔ دور قام بن ہم ذکر و بیام۔
 اس کا لطیفہ ثانیہ مایہ اند، و اس کا مسطغان الاذکار فرمودہ اند۔ و فحی آفات الاطراف راست
 کی جس نے نشانہ کی ہے وہ جگہ مرد حضرت خواجہ محمد عثمان ہیں۔ انہا کو کبھی طرف سے بہتر اور افضل بدلے فواد
 اسکی چند روز بعد خود خود تمام لطائف میں ذکر جاری ہو گیا۔

لطائف خمسہ

اور ان لطائف کے تمام کی تفصیل یہ ہے قلب کا مقام میں پستان کے نیچے قدر وہا نکشت پہلو کی طرف
 مائل، اور روح کا مقام وہا میں طرف پستان کے نیچے قدر وہا نکشت، اور سر کا مقام میں پستان کے نیچے
 بقدر وہا نکشت سینہ کی طرف مائل او فحی روح کے قریب بریسینہ کی طرف مائل ہے، اور اس میں سے نوکے نیچے
 فحی کا مقام ہے۔ خاصہ یہ ہے۔ کہ ان لطائف کا جو بھی نام جو اور ان کی جو بھی حقیقت ہو، جمیع معلوم نہیں۔
 تجربہ سے ہم نے اتنا معلوم کیا ہے کہ ان مقامات میں انہا کو کچھ کچھ ظاہر کیے ہیں، اور یہ تجربہ سے معلوم ہونے والی
 بات ہے، میں ان حقیقت نے تجربہ سے یہ کہا ہے جو ہم نے نہیں بتایا۔

لطیفہ ثانیہ

اور سر میں ذکر جمالی ہوتا ہے شامی نے فرمایا کہ اس کا اصل نقل جو یعنی حضرت امیر القاسم بن علیؑ نے ذکر جمالی
 ہونے کو کہا ہے، اور ان کا نام عیضہ ہے کہ جس میں در شامی اس کو معلوم تھا، انہا کو بھی کہتے ہیں انہا میں ان کو ان میں طرف

tooba-elibrary.blogspot.com

کردن الہامی است و در حدیث البراد و امام رضا علیہ السلام در وقت لالہ الا
اللہ اوما بیدۃ و در حدیث بخاری شریف است کہ حضرت علی اللہ علیہ السلام قائل فرمودہ است چنانکہ
ہم از موفقتو مسخ عن بدنہ بیدیدہ - یعنی بلفظی میں نے مسخ کروں مگر باشارت
جاوید کروں از بدن بودم چنانکہ در حدیث است کہ بار بسم اللہ وقت بار عودہ بقرآن اللہ و
تجدیدہ میں شرمدا بعد واحادڈ دست راست مسخ کروں۔ و اس جاوید است پس بریں کیا کا
آواز اللہ الا اللہ بطریق الہام جاوید کردہ اندوئی بحقیقت و کرامات و نوحی شامت ،
و ما است از حق تعالیٰ یعنی در اسم ذات کے گرد میلے از حزب خودہ اور نوحی اثبات میگردد
بیچ گئے نیست لاتی خواندن پس تراے خواہم حب و دوستی مراتب حب است کہ فوق تری
محقق نیست ۔ زیرا کہ بعدا یعنی از حسب کہ حقیقت محمدی است و مخلوق است ، و اسم مرئی موصوف
کلمات و رویدات صفات خارجیہ است ارتقی کروں در وجوب و اصل شدن است و اس
کہ الہامی مری ۔ اور براد اولی حدیث میں برآید کہ کسر و کلمات علی اللہ علیہ وسلم نے الا لہ
کچھ وقت پہنچا تھ مبارک سے اشارہ کیا ۔ اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلہ اللہ علیہ وسلم قرآن
کی آخری میں سورتی پڑھ کہ اپنے دست مبارک پر دم کہتے تھے اور پھر تم مبارک پھیرتے تھے قرآن
میں سے جاوید کرنے کی طرف تھا۔ یعنی چاہتے ہیں جس طرح کسی چیز کو صاف کرنا چاہیے ۔ اسی طرح جو کچھ
کو مختلف قسم کے اثرات و وساوس پاک صاف کرنا ہے ، اور اسی طرح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ تیس بار بسم اللہ
اور سات مرتبہ احد عزیز اللہ پڑھ کر ایسا ہاتھ پھیرنا اللہ ہی جاوید ہے ۔ یہی اسی پر قیاس کرتے ہوئے
مشائخ کرام نے از تعلق سے بنو الہام والا لہ اللہ اللہ جاوید قرآن پڑھا ہے۔

اور اسم ذات کا ذکر واقعی ثبات بحقیقت میں طلبہ از تعلق سے۔ یعنی اسم ذات میں ذکر کرتے کہ
اللہ ہی بحمت مخلصانہ
اور نوحی اثبات میں کتابت کے لئے اڑنے پلنے کے وقت تیسے سوا کرتی نہیں۔ بہذاں تھے ہی پڑتا ہیں پائینی
حمت مخلصانہ اور لڑا کر وساوس کی اجتنابی ترقی کا مرتبہ میں سبب ہے کہ اسکی اپر ترقی ممکن نہیں۔ کیونکہ مرتبہ
سبب جو کرام میں بحقیقت محمدی ہے اور مخلوق ہے اور وہ اسم جو کسر و کلمات صلہ اللہ علیہ وسلم کے مری ہے۔
اسی وجہ سے اپر ترقی اور مقامات پر پہنچنے کی لئے اسکی بیچارگی ترقی کے لئے ہوگی کہ جو کرام
محققانہ از تعلق سے

foobaa-elibrary.blogspot.com

محال است ، و اگر کہے کہ حقیقت لفظوں و جہد تیس ہزار و تیس سو تین جل میں شامل نہ ہوتا ۔ و نیز کہ
صفات حق تعالیٰ کو غیر مخلوق اندر اور نیست۔ و در کلمات و در کتاب شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ
الذات المقدسۃ تجلّت اور علی نفسہا بان حلت بیضہا و ہوا مقتضی نفسہا و یکما الہامی
بہا۔ و امکان تصور صفہا ہر باطواریستی ، و علیہا ذات صوہین الانتصار عند الحقیق و
لیس المراد بالعلم بر تمام صور الاشیاء فی نفسہا ثم ما صحت استعداد الظاہر الظاہر بالعلم
الغائیة الظاہرۃ المقدسۃ یس بالاسما و ما کان استعداد الظاہر لثبوتہ المنقطع المنقطع
المتکلف لیس یا ما ان الحکما ت ، تحقیق الحکما ت علی هذا الاصطلاح صور معلومہ عند الخلق
الاول۔ لہذا میں کہ کچھ گفتہ اند کہ اول مخلوق حقیقت محمدی است و از وہ آثار پر جو کچھ ممکن
علیہ وسلم ہے۔ و یاد نام جاوید است نہ معنی صمدی بگر نشاء و انتزاع میں معنی و اس اسماء کو مبارک
تعیینات گویند و تحقیق انہام نامہ اسمعانی نیست کہ محتاج کبلی بڈیکر اس اصول جو اسراہدہ کل
ذاک من تحقیق الاما و السوہانی قدسنا اللہ تعالیٰ بسوہ الا قدس ،

محال ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اسکی حقیقت اور جہد تیس ہے۔ اسکو مراد از تعلق الہامی ہے۔ اور
اسم و حقیقت محمدی اور حسب اول اسم مرئی سر و کلمات علی اللہ علیہ وسلم ہے از تعلق کی صفات مراد نہیں
ہرگز جو مخلوق نہیں۔ اور کلمات حیثیت میں حضرت شاہ اولی اللہ کے کتاب رعدی اشارتیں مکتبہ رشک ذات
مقدسہ اور اپنے نفس پر لپٹنے اپنے ہاتھی بھی برتی ، وہی طور اس ذات مقدسہ نے تو اپنی ذات کا اور جو اس
کا مقتضی ہے اور جو اس ذات کا کل ہے جو کچھ ساتھ نام ہے اور اسکی عبارت کے تعارضات اسکا یہ مختلف الہامی
سبب کو بیان دیا اور ذات کا ان کو جاننا یہ تحقیق کے وقت میں اعتقاد ذات ہے اور علم سے مراد نہیں کہ کاشی
کی مرتبہ میں اس میں مرسوم ہیں۔ پھر استعدا و انظار کے لئے خاصہ علم ہر مقدمہ کی ہے۔ اس کو سمجھنے سے مرسوم کیا
جانا ہے اور استعداد ہے ملاحظہ پر تیز منتقلی جو مطرب الہامی اسکی لوٹ سے آوری ہیں۔ انکو ایمان کلمات سے
مرسوم کیا جانے کہ تو تحقیق کلمات اس ملاحظہ کے مطابق مرسوم ہوگی۔ حق تعالیٰ اور اولی اللہ کے علم کے
ساتھ وابستہ ہیں خصوصاً کہ کاشی کے علم ہے کہ اول مخلوق حقیقت محمدی ہے اور اسکی اشارت ملکہ

صلہ اللہ علیہ وسلم کے وجود پر تعلق ہے جس میں اس کا نام سب سے معنی صمدی ، بگر نشاء ، انتزاع اسکی ناموں اور وہ ہاں کچھ
محققانہ از تعلق سے ہیں ، یہ نام معانی میں کلام اللہ کی حیثیت اور بگر لیصل وہ میں ہے صرف تعلق تعلق کے لفظ
محققانہ از تعلق سے

و تحقیق

ہاں پھر فرمودہ اندکہ اس عمل است یعنی شہیہ در درجہ شانہ شالشاہ ہوا گوگفتہ اند اور این معنی در خواب عالم
 مثال شکل آر فرمائی ہے آید ہاں پھر گفتہ اند سیر قدمی و سیر نظری میں اگر دو خواب سیر قدمی نظر ایمان را بخیرگی
 گوید و اگر سیر نظری و خواب نظر ایمان را سیر نظری گویند یا اللہ تعالیٰ عداد الوالد پس در مسلمات و لغتی
 اثبات مقصود ہوا است و طلب حسب کمرنگی مراجع است

دعوت شریف

و دعا را در دو لازم است حضرت سلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ بودند **عَلَيْتُمْ أَنْهَا الْمَسْكُونُ** کہ
 قبل از ورود شریف و دعا فرماست جو پس لازم کہ اول دعوت بخواند بعد بسروکائات سے اللہ علیہ وسلم
امْرَأَتُ عَلِيٍّ وَ سَيِّدَاتُ عَلِيٍّ أُمَّهُ است و دعوت است، **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ذُكِّرُوا بِهَا**
ذِكْرًا عَظِيمًا وَ اسْتَعْبُوا بُحْكُورًا عَظِيمًا **هُوَ الَّذِي مَنَّ عَلَيْنَكُمْ وَ مَا يَدْرِيكُمْ يَخْتَضِعُ مِنْ**
الْغَلَامَاتِ إِلَى التَّوْبَةِ الرَّحَابِ پس دعوت کہ اگر میرا صلوة و رحمت حق تعالیٰ باشد و طلب کنوں
 رحمت را برائے سرور کائنات جامع سیران کیا، اور برائے خود **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَيْكَ**
 اور آپ جو یہ فرمایا ہے کہ یہ عمل ہے تو میں شہیہ کے ہے درجہ شانہ اور اشائیں اور جو آپے و اور جملہ اس
 مراد ہے کہ خواب میں یا علم شام میں و در اول شکل میں نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اللہ تعالیٰ ہی اس قسم کہ صلوات
 میں میں کیا کہ علم مثال یا خواب میں نظر آگئے ہے۔ اس طرح کہ تو سیر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے
 و داد الوالد ہے پس ہم ذات او حق اثبات میں مقصود ہوا ہے اور حسب کمرنگی۔ جو مرجع میں آخری ہے
دعوت شریف

اور دعا کے لئے درود شریف لازم ہے۔ حضرت علیؑ سے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تھا میں نے
 درود پڑھنے سے قبل ہی دعا مانگا لی تھی۔ آئیے فرمادے کہ تیرے جلدی کی ہے نافرمانی سے وہ ہے جس کا نام شہر کہ
 اول دل سے درود شریف سرور کائنات سلی اللہ علیہ وسلم پڑھے۔ کیونکہ آیت میں حکم آج ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
 درود پڑھو یعنی اللہ علیہ وسلم پر صلوات فرمادو اور اول آیت میں یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں صلوات
 و اولو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو اور صلوات شام میں اس کی سیر کرو اللہ تعالیٰ یا میرا ہی ہے جو تمہارے اور رحمت نازل
 فرماتا ہے اور اس کثرت سے میں تمہارے نے دعائیں کہتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں اللہ تعالیٰ سے سال کر دوش کی طرف سے
 پہنچ کر کہ وقت رساک اللہ تعالیٰ کی ہر زبان اور رحمت کا میرا درجہ ہے اور وہ رحمت حضرت سلیؑ سے ہے اللہ علیہ وسلم نے طلب کی ہے
 اور اللہ علیہ وسلم نے تمام چہن کا راہ دیکھنے کا نام ہے اور خواب کے اور اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں تاکہ اس کے لئے میں

foobaba-eibrary.blogspot.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَ سَلُّوا تَحِيَّتًا۔ اور حسب کمرنگی ذکر کنند صلوات و مطالب کنند برائے
 سرور کائنات قبل اور وہی حق و نفع و فوائدی اور وہ حسب التشریح پڑھو و الطربانی و فرماؤم
 گفتہ کہ کہا ہے کہ بعض روایتوں میں در سے بعض بیان تو پس معانہ برائے ایشان اولاد است
رَحِمَتًا عَظِيمًا تَأْتِي وَ لَا تَخُونَا اللَّذِينَ سَبَقُوا بِآيَاتِ الْإِيمَانِ بِالْآيَةِ الْاِسْوَدَةِ امْرَأَتِي رَدَّتْ لِي وَ كَرِهَتْ
 محبت کند برائے تمام مسلمین خود بخود مستحق رحمت حسب است پس حسب کنوں ما برائے ایشان و برائے
 نفس میں خیال عالم میر و دیں را در بعد گویند

دا بطہ

بناش ای کہ درود اور لغات است ہر دم و ہر ساعت تو جہ پڑھنا اور دعا و صلوات
 ایشان باشد ہر دم میں کتاب است فرمودہ و دعا کوں و فرعونانہ ذمیر حق عقل و طاووس
 در جنب العقرب است کہ حقیقت معنی است و دعا است و جناب باری تعالیٰ خواہد اس محبت کرلی
 نعل رحمت کی و طاف کہ ہے میں پس ہے طیان و الازم ہی اس ہی کہ ہے اللہ علیہ وسلم درود ہر دم میں پڑھنا اور
 لا ذکر ہے اور حضرت سے اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ جس کوں درود پڑھنا و دعا صحت سے پاک صاف و گ
 میری کہ ہیں۔ و دعا شریف کے صفت حضرت امام عبدالمعز میں بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے
 فرماتے ہیں کہ میں نے درود ہر دم میں پڑھنا ہے کہ وہاں میں کوں فرمایا میں اور میں نے میں ہی کہ ہے یہ تو چنان
 کے لئے دعا ہے نیز سوہن شکر آیت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اللہ علیہ وسلم کو
 نخواستہ کہ صاف فرمائے اور بھلے میں بھی نہیں کی جھٹلانہ کو ہر دم سے چلے ایمان کے ساتھ میں نیلے سے چلے
 ہیں میں ڈاگر کے لئے شہادی ہے کہ ذکر کہ وقت اللہ تعالیٰ کی محبت حسب کہ ہے اپنے تمام مسلمہ کے ہڈوں
 کے لئے اور رحمت لائیں سب سے اس کی حسب کہ ہے لی زبان مسلمہ کے لئے اور خوابے نفس کے لئے۔ اور
 چہر میں سال کو رقم پڑھے۔ اور اس کو راہ رکھتے ہیں۔

دا بطہ — اس کا بیان یہ ہے کہ در لغات کے صف میں لکھا ہے کہ صابک، ہر دم اور ہر گھڑی تو ہر دم
 مقام کی رحمت کے اور ان کی عبادت کا یہ شانہ ہے۔ نیز اس کتاب میں لکھا ہے کہ صفت یہ ہر دم سے
 فرمادو ماکار اور پکارا اللہ تعالیٰ کے سواسی کو شرفست مبارک نہیں ہے اور حسب العقاب میں ہے کہ درود میں لگان
 وان کے مفاد است میں اور ہم میں اکثر اس امر کو فراموش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہا میں اس کے لئے ہر دم میں

لے کر پناہ دینا اور شریف بزرگان کا نام سے انگریزوں کو مذہم کرنا مقصود ہے تو بابر شریف نے ان کا
 دور کی بیسیاں خور و فرعون کو غلامی و عساکر و شورش آری، سرتر تھے کہ وہ حق پرستوں کے خلاف ہی کو وقت اس
 الملائکہ آمین و آیت بے مثل برادر الیاد و ملاقات و سنن اہل باؤد کثیف فصل علیہ تان
 قول الامیر صل علی محمد و علی آل محمد الزمرہ ۲۹ خروج الطہران لما مثل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 عن فاک مال آل محمد کل نعم تقی، انقلت عن حاشیہ تباری داؤد ۲۹، فی کثر العال حال علی الصلوٰۃ
 و السلام و علی آلہ، اجلونی فی حل الدعاء و آخر الدعاء و وسط الدعاء و وسط الدعاء و ایضاً فی
 عجم الغر انقض فاشتہ اعظم اجزا من عشرين غزوة وان الصلوٰۃ علی محمد و آلہ و ایضاً فی
 من علی حق مرقی علی اللہ و ملائکہ باہما سبعین صلوٰۃ و ایضاً فی جمعیت ان اجمل جیمہ صلی
 و عاتکہ قال انکلیت اللہ ما ہم من امر دنیا و آخرت، لہذا ذکر حال الاسانید
 لے بلعین عربیہ زبور اور مذہم ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر دو شریف تمہاری دعا
 کے ساتھ ہر ایسے ایسے شریک سے کہنے پڑھنے کے کہ تم نے جو بھی تمہاری دعا کے ساتھ ہی کہی ہو۔
 اور دو شریف میں دعایت ہے کہ جن وقت تم اپنے کسی بھائی کے لئے برپیت نکالتے ہو تو فرمئے میں کہتے
 ہیں اور کہتے ہیں تجھے بھی اللہ تعالیٰ ایسا ہی عطا فرمائے۔ اور دو شریف میں ہے کہ سب سے عرض کیا حضرت
 علیہ السلام نے تم کے لئے کہ حضرت آدم آپ کی طرح دو دو گونے حضرت نے اور اور میں جو ہر میں پڑھا
 جاتا ہے کہ ستم فرمایا کہ انہم صل علی محمد آلہ اللہ تعالیٰ نے یہاں کیجے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 پر چایا کہ حضور آپ کی آل کو ہے تو اپنے فرمایا ہر یک ز شری آل محمد ہے۔ اور کثر التوالی ہے کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کون کا قال اور دو میں پڑھو۔ اس میں کثر التوالی ہے کہ حضرت علیہ السلام
 نے فرمایا کہ حج فرض ہو کر اور ہر صورت دفع سبیل اللہ جنگوں سے انفس ہے سہ مجاہد و دو پڑھنا ہے کہ
 باہر ہے۔ اور کثر التوالی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک مرتبہ مجاہد و دو پڑھے گا اللہ تعالیٰ
 اس کی مدد میں اس پر ستر مرتبہ رحمت نازل فرمائیگا اور اس کے لئے ستر مرتبہ دعا رحمت کہے گی۔
 نیز اس کثر التوالی ہے کہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا کہ حضور نے اللہ کو کیا ہے کہ اپنی
 سب سے ایمان آپ پڑھو جو پڑھتا رہوں مجھ سے فرمایا کہ ہر تو اللہ تعالیٰ تیرے تمام مہلت زبور اور
 غزویہ کہنے کا کرتے ہیں گئے ان روایات کی سندوں حاصل نہیں ہو سکتی۔

tooba-e-library.blogspot.com

قانما تو فضا شمل الاعمال، اظہار شواہد تو سب سے اخص العاصم من صل علی النبی صل اللہ علیہ
 واحد علی اللہ علیہ و ملائکہ سبعین صلوٰۃ رواہ احمد و عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما و بعض
 کما علی بعض، اللہ عنہ کل و دعاہ مجبوب خش تعالیٰ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کے لئے رواہ الطہران
 فی غر وسط و عن عمر رضی اللہ عنہما عن السعد موقوف بین السماء و الارض لا یصعد منشی
 تعالیٰ علی نبیک۔ و فی النقص مجلس خود کما جملت الحیدہ کر اللہ فی دہرہ یصل علی شہیم الا
 کان علیہ صلوٰۃ یور الیقینہ وان دخلوا الجنة الثواب حسب اذات، اس لئے رواہ ابن
 حبان و احمد و ابو داؤد و الترمذی و النسائی و ابی حاتم کلمہ عن ابی ہریرہ رواہ احمد عن ابی
 امامہ جاز لے بار و بار کفر پر شکر اس کے لئے، انما من ۳۹ فی تفسیر قولہ تعالیٰ ان اللہ
 لا یغفر ان یشکرک ۳۹ و یغفر ما ذنوب ذلک لمن یشاکر، قال ابن عباس یا امیر المؤمنین، رجل

یؤذکرہ رسال کے باب میں اور لکھتا ہے کہ میرے حسن میں ہر مرد میں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ہر یک پر ایک مرتبہ دو پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر ستر مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے لئے ہی اسے تو دعا
 رحمت کیوں گے۔ اس آیت کی حمد نے محمد اللہ ہی کے لئے روایت کیا ہے اور یہ حسن حسین کے حضرت علی نے
 فرمایا ہر دعا مجرب ہوگی جو کہی، تم نے جب تک کہ تم حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی آل پر دو پڑھو۔
 اور آیت کو کہانی نے ہی ان کی تکمیل اور میں نقل کیا ہے۔ اور حضرت نے مقول ہے کہ اپنے فرمایا دعا میں آسمان
 کے درمیان تھوٹتی ہے کوئی حد میں اس کو دعا اور نہیں فرماتا جب تک کہ تم حضور ہی پر نہ لے اللہ علیہ وسلم پڑھو
 نہ حضور اور حسن حسین میں دعا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر کوئی کسی میں بیٹھے ہیں اور حضور
 اس میں ہی نہ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں نہ ہی کہیں سے اللہ علیہ وسلم پر دو پڑھتے ہیں تو وہ جس کے لئے یہ آیت
 والے حدیث کا باعث ہوگی اگر وہ لوگ اپنے حال و ایمان کے لئے یہ آیت میں داخل ہو جائیں، اہل بیت
 ابن حبان، احمد، ترمذی، ابو داؤد و نسائی اللہ عنہ کہنے حضرت ابوسر نے نقل کیا ہے اور احمد نے حضرت ابو امامہ نے رواہ
 ماہی کو کہ تم دعا کرو اور زیور شکر کی کئی پر ہے کہ خاندان میں اس آیت میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جب اللہ
 تخلیحات نہیں کرتا، اس بات کہ اس کے ساتھ شکر کیا جائے اور اس کو میں کو دعا جیسا کہ صاف کرتا ہے کہ تم
 میں حضرت محمد اللہ صلی علیہ وسلم آیت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت فرمے کہ ان کے امیر المؤمنین پر فرمائی کہ ایک شخص

یصل من الصالحات لم یجد من الخیر شیئاً الا عند غیرہ شہد قتال عشر مونی انزل الخیر
 وفي الحدیث قال انیس علی اللہ علیہ وسلم من لقی اللہ تعالی لا یشرف بہ شیئاً دخل الجنة
 ولورقہ وخطیئۃ لیس اختیارہ ورمایا کرگرم ذکر لا اله الا اللہ۔ فی حدیث العلیل لا اله الا اللہ
 یس لها دون اللہ حجاب حتی تصل الی اللہ فاذا وصلت الی اللہ۔ فظن اللہ سلط
 صاحبها ولا یظن الی محمد الا رحمہ وایضاً من قالها اعتقد اللہ من التذکرہ وایضاً قل ال
 اله الا اللہ لا یدرک ذنب ولا یتعد العمل وایضاً تملأ ما بین السماء والارض وما من
 لذلہ غیر فضل من لا اله الا اللہ وایضاً لیس من عبد یقول لا اله الا اللہ مائتہ مرۃ
 الا یشاء اللہ لورقاً یا متہ وجرہ۔ قالہ یلہ الیدر ولیم یزغ الا حدیث مٹی عمل افضل من
 عملہ الامن قال مثل قوله انزلوا یشاء مغایبہ لاجل لا اله الا اللہ وایضاً مفتاح السنون
 نیاب کام کرتا ہے بیا کوئی نیکی کا کام نہیں چھوڑتا جس کو وہ روزیم نہیں ہے وہ شخص شکر کرنے والا۔

اسکے پاس ہے کیا خیال ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ وہ روزخ میں جلتے گا۔ اور حضرت عمار کے میں یہ روایت
 ہے کہ حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملے کہ وہ اس کا شکر
 جسم کا شکر نہیں کرتا تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو
 نے لا اله الا اللہ کا ذکر کیا کیلئے۔ کسزا اعمال میں یہ روایت ہے کہ لا اله الا اللہ ایسا کہ ہے
 کہ اللہ تعالیٰ کے ورے اس کے کوئی حجاب نہیں۔ یہ سیدھا اللہ تعالیٰ تک پہنچ جانے تو اللہ تعالیٰ اس
 کو کہنے والے کی طرف نظر فرماتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر مرد کی طرف نظر فرماتے ہی فرماتے ہیں نیز یہ
 روایت بھی ہے کہ جس شخص نے یہ قول کہا اللہ تعالیٰ اس کو کوش و روزخ سے آزاد کرے گا۔ اور یہ روایت
 بھی ہے کہ ہوا لا اله الا اللہ تعالیٰ کوئی گناہ نہیں پسلیگا۔ اور کوئی عمل اس سبقت نہیں کر سکتا اور نیز
 یہ روایت بھی ہے کہ یہ آسمان اور زمین کی درمیانی فضا کو گھورتا ہے نیز یہ روایت بھی ہے کہ کوئی
 ذکر لا اله الا اللہ سے زیادہ افضل نہیں۔ نیز یہ روایت بھی ہے جو بندہ بھی لا اله الا اللہ تو مرتبہ ہے
 کا اور اللہ کو قیامت کے دن اس طرح اٹھائیں گے کہ اس کا پہلو بوجھ و عین رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔
 اور کسی شخص کا عمل اس بہتر نہیں ٹھیکایا جائیگا۔ ان شخصوں میں اس طرح ہے کہ ایسا کسی زیادہ تر اس کا عمل خدا
 کے ہاں اس بہتر ہوگا نیز یہ روایت بھی ہے کہ جنت کی چابی لا اله الا اللہ ہے اور نیز یہ روایت بھی کہ اس کا عمل کوئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

لا اله الا اللہ وایضاً لا اله الا اللہ یعنی عواقیلاً افضل العسلا الہ الا اللہ وایضاً احد الناس
 یثقاتہ من قال لا اله الا اللہ۔ انظر فی حدیث العوال ہذا کہ لہا وایضاً فیہ من قال لا اله الا اللہ
 وعدھا۔ حدیث لذاربعتہ لآوت من الکبیرا وھو ابن النضر عن ایش وایضاً فیہ لا اله الا اللہ
 تدفع عن قائلها تحت و تسعین باباً من البلاء و سادہم رواہ السنن علی بن عیاش وایضاً
 فیہ الذکر الذی لا یسعد الخلقۃ ینبذ علیہ الذکر الذی یسعد الخلقۃ سبعین ضعفاً
 حسب عن عائشہ اذ ھو اللہ ذکر اخلاقی قیل وما الذکر الخلاق۔ قال الذکر الخفی ابو یوسف
 عن دیوہ مرسل فی الزہد بخیر الذکر الخفی حق۔ حسب حسب عن سعد اللہ اعلم حال الانسان
 فضیلتہ ذکر عام

فی الحسن قال علی اللہ علیہ وسلم السعداء ھو العبادۃ ایضاً من تتبع لہ فی السعداء منک نکت
 لا اله الا اللہ ہے۔ اور نیز یہی روایت ہے کہ لا اله الا اللہ نیز یہ قول ہے اور میرے ساتھ تو ہموس ہے
 یعنی اس میں شکر لینی اور ترجمہ خاص لا ذکر ہے اور نیز یہ روایت بھی ہے کہ افضل عمل لا اله الا اللہ ہے اور
 نیز یہ روایت بھی کہ تمام لوگوں کے ساتھ و سعادت مند میری شفا عت کے ساتھ و شمس ہے جس نے لا اله
 الا اللہ کہا۔ یہ سب روایات کثیرا اعمال میں ہیں نیز یہ روایت بھی کثیرا اعمال میں ہے کہ جس نے لا اله
 الا اللہ کہا اور اس کو روزانہ بار بار کہے اور اس کا چار چار گنا کہے کہ ہند مرتبہ اس کا ہاں کہانے حضرت
 انس سے روایت کیا ہے۔ نیز اس میں یہ بھی روایت ہے کہ لا اله الا اللہ کہنے والے سے یہ ثنائی ہے دعا
 جانوں کے دوزخ لیکھا کہے۔ جن میں سے اتنی دوزخ رہے کہ وہ جہنم سے ان کا شکر نقل کیا ہے نیز اس میں
 یہ روایت بھی ہے کہ وہ اور کس کو فرشتے نہیں اتنے اس ذکر سے ستر مرتبہ جہنم میں کو فرشتے تھے
 ذکر کرتی اور یہی فیروز نیز حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اللہ کا ذکر کرو گناہ عرض کیا گیا کہ تمام ذکر گناہ
 برہانے تو فرمایا کہ یہ شیعہ ذکر۔ ابن مبارک نے ہر سے ستر مرتبہ روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں کوئی چیز
 پر شیعہ ذکر ہے۔ اس کا وہ اللہ تعالیٰ اور ان جانوں نے حضرت شمس سے روایت کیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی
 ان سببوں کی حقیقت کو بہتر بیان ہے۔

فضیلتہ ذکر عام ————— حسن حسین میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ وہ عبادت ہے نیز یہ
 بھی ہے کہ جو شخص کوئی ایسے سے وہاں کو فریق ہو تو اس کے لئے سہاوت کے دوزخ سے نکل جاتے ہیں۔
 علی بن ابی طالب اور جبرئیل نے روایت کیا ہے اس کا ستر مرتبہ۔ اور اس کی سبب کی عت شفا دیا ہے۔

اذیاب الاحیاء، ایضا نعمت لذایب اذیاب۔ ایضا نعمت لذایب الرحمة، ایضا یس شیئ
 اکثر علی اللہ من الدعاء، ایضا من لیس فی اللہ غضب علیہ من لیس یرح اللہ غضب علیہ
 ایضا من یس مع الدعاء احد، ایضا الدعاء سلاح المؤمن وعنا والدین وفور السواوات
 والارض پس معنی لا الہ الا اللہ نیت لائق عبادت بجزوات پاک والدعاء مع العبادۃ پس معنی
 این شریعت صحیح کس کو تصدیق و شہادت علی عبادت از بجزوات پاک پس لا الہ الا اللہ یعنی
 شرک است و دعا ہم است پنجچند و حسن حصین است اذیاب عاقبت و دعاہ الایمان تیل لالہ
 الا اللہ الخوف الحاشیة فی الفانق انسانسی التلیل والتعید دعا طلحہ بمنزرتہ فی استجواب
 مع اللہ تعالیٰ و اعانہ پس لالہ الا اللہ ذکر است ہم دعا است ہم چند بار مرتب دعا ہم بخیر
 الہی نیت خود دعا۔ و یک ذکر کرامات است آن ہم ذکر است و دعا است و دعا است بعد چند بار
 اور ایک روایت میں نیت کے دورانے اور ایک میں نیت کے دورانے نیز یہ روایت بھی ہے کہ اللہ
 تعالیٰ کے نزدیک طے سے نیا و کوئی چیز عزیز نہیں نیز یہ بھی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرے۔ اللہ تعالیٰ
 اس پر ناراض ہوتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کو ناراض سمجھتے
 ہیں یہ روایت بھی ہے کہ کوئی شخص نماز کے ساتھ ہلاک نہیں ہوتا۔ اور یہ روایت بھی ہے کہ دعا میں کا تہجد
 میں کا ستون اور ستونوں اور زمین کا پتھر ہے۔ قولہ اللہ الا اللہ کا معنی یہ ہے کہ لائق عبادت کے بجز اللہ تعالیٰ کی
 نیت پاک کے کوئی نہیں۔ اور دعا جتنی کہ عزیز ہے۔ تو یہ معنی ہوتے کہ کوئی ایسی شے نہیں کہ جس کا تصدیق کرنا
 اس کے ساتھ میں عیب کرنے کے لئے بجز اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ہیں یہ لا الہ الا اللہ شکر کی نعمی بھی ہے
 اور دعا میں عیب کا حسن حصین میں ہے کہ اکثر نیت صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ تیری دعا اور مجھ سے
 پہلے انیام کی دعا میں لا الہ الا اللہ ہے اور فاقی زوام زخمی کی نیت میں ایک کتاب ہے کہ عافیہ میں
 کھلے کہ تیس لالہ الا اللہ اور تیرا لاحمد للہ و طے۔ اس کی کو دعا کا اثر ہے اللہ تعالیٰ کے حکیمان
 اور علامات کو بندگی عرف کیجیج کر لے میں پس لا الہ الا اللہ دعا کی ہے اور دعا میں اور چند مرتبہ اس طرح
 ذکر کرنے کے بعد رکے کہ اللہ مجھے اپنی نعمت عطا فرما۔ اور ایک ذکر کرامات کا ہے یعنی اشارہ بھی
 ذکر اور دعا اندر ہے۔ اس میں چند بار ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے نعمت کا خواست گار

toobaalibrary.blogspot.com

ہم برمیاد آئی محبت خود بجز در سخط و ہر طرح اور دعا و انتظار اور دل دار و وقت خوش تمام اہل سنت
 خوش و ہمیں ذکر است دعا است صلوات است بروقت انبیا اجمع و اول و نقل رابطہ میں مد
 شریف است و اللہ فیوں حق تعالیٰ اہل سلسلہ راغبت فرمودہ است امن مرتب اقتضائ کرامت
 و رحم و دعا کمال و جب کہ منتفی مارج است و مجبہ و ملتزم و کا۔ آہدنا الصراط المستقیم
 صراط السیرت اقصیٰ علیہم و چون انتظار در درگاہ رب العالمین کرواں ای نوشات ہم دعا شد ہم
 صراط شد ہم ذکر شد پس بلکہ ہے بلکہ و یک ذکر کرامات است یعنی اللہ اللہ اللہ یعنی
 اللہ محبت خود و ہمیں جمع الہ سلسلہ اقصیٰ فیوں انبیا اجمع و اول و نقل رابطہ میں مد
 دیگر لالہ الا اللہ و الہم ذکر است و دعا است و صلوات است زیرا کہ تعصرون لادعوا اللہ
 تعالیٰ یعطینو جمیع اہل سلسلہ و شمسیم متہن الکمال الذی کواحب و افاستات
 فاضل الصدق و چون انتظار فیوں در حق تمام تو سلسلہ است اور دعا است رابطہ است۔

اور ساک بروقت اور ہر گز کسی حق ماور انتظار اپنے دل میں رکھتا ہے اپنے حق میں اور تمام اہل سلسلہ کے حق
 میں اور یہی ذکر ہے اور دعا اور دو ہے بروقت ان کی تکبیر کہ ہے۔ اور اصل رابطہ میں دو شریعت کا دل
 فیوں کے اندر کہنے کا بہتر طریقہ جو فیوں اللہ تعالیٰ اہل سلسلہ راغبت فرماتا ہے یہ ہے۔ اور یہی طریقہ
 اللہ تعالیٰ کی نعمت طلب کرنے کا اور کاف رہبر کی عیب کا جو حسب ہے اور تمام مارج سے آخری درجہ ہے۔
 اور یہی ذکر کرامت کے وسیع الفاظ کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ کلمہ باری تعالیٰ صراط مستقیم کی
 ہر نیت نصیب فرمائیں تو کمال است میں ہوتے تمام فرمایا ہے اور حسب (ساک) اللہ تعالیٰ کے دریا
 میں انتظار کہے گا تو وہ نوشات دعا اور دعا و ذکر کی صورت میں ہوں گے پس جان لے بلکہ ایک تو
 ذکر ہے اسم ذات کا یعنی ساک اللہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اور طلب اس کا یہ ہے کہ لے اللہ مجھے اور میرے
 تمام سلسلہ والوں کو ان سے فیض حاصل کرنے والوں کو اپنی نعمت عطا فرما۔ تو اس میں تمام شریعتیں نقل
 ہو گئے۔ اور و سزاؤ کہ ہے لا الہ الا اللہ اور یہ ذکر اور دعا اور دو میں ہے اس لئے کہ اس کا مقصد
 یہ ہے کہ میں صرف اللہ ہی کو پکارتا ہوں تاکہ مجھے اور میرے تمام اہل سلسلہ داران کے متو مسلمین کو شہنائے
 کمال جو حسب ہے وہ عطا فرمائے رحمانہ اور جب تم گئے جو تو بصر حق لائق درجہ کی ہیں انکو و سزا
 فیوں کا انتظار تمام کے حق میں تو سلسلہ اور دو و رابطہ ہے۔

بعض مشائخ یا دوکون شکل فرمودہ اندہ ماہیت اولیٰ است چنانچہ در صحبت اعیاناً تیرا
 چنانچہ از حدیث مجلس صالح الاواخ است، ہم جنوں روعا و در قیاسان فرمود فرشتہا ہی است و جنوں
 دل باکس نشان در حدیث است شعر شہا ایام و چینی بر صوفی اشان سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم
 ہمے مبارک سر خود را تقسیم پرست خود کرده بودند ہم جنوں اشان یکک انہما نماز کو فرود شت اندہ
 حضرت عبداللہ بن عمر بن عمر نے سنا کہ خود کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہ اشان نماز اور گویا فرود
 در سفر را مکشرفین و جنوں اور در کاسا در شرف انہما تاثیر است در بار صحبت ذکر حق تعالیٰ سے
 کند حق تعالیٰ ہم اشان را صحبت عشق یا سے کند چنانچہ در حدیث رسالہ اشیرہ است حتی عشق
 و عشقہ حق تعالیٰ ہی گوید۔

رابطہ کا تفصیل بیانے

بعض مشائخ کو اپنے شیخ کی شکل صورت کے یاد کرنے کا فریضہ ہے۔ اور اس کی ماہیت
 یہ ہے کہ مبارک زندگی صحبت میں تاثیر ہوتی ہے جس طرح حدیث میں وارد ہے کہ حضرت صلے اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہم جنوں کی مثال کتوری امانتہ والے کی ہے اور یہ ہے ہم جنوں کی مثال
 نوہا کی جیسی کی ہے اور اس طرح ان کے قلوب دکھانے سے بلے شمار فرما حاصل ہوتے ہیں اور اس طرح
 ہا کس بھی نوہا حاصل ہوتے ہیں مبارک حدیث میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہند
 مبارک معلق فرمایا اور جو توں سے یفرمایا کہ اسکو اس کے جسم و زمین حضرت زینب کے جسم سے ملا دیا
 اور اس طرح سونے مبارک کے اندر بھی بکرات فرمادہ ہیں مبارک حدیث میں ہے کہ حضرت صلے اللہ
 علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے بال خود اپنے دست مبارک سے صحابہ پر تقسیم فرمائے تھے۔ اور علی رضی اللہ
 وہ مقامات جہاں وہ متدی متیاش نماز کرتی رہی ہیں یا جہاں حقیقی رہی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن
 عمر ان مقامات کی تجویز فرماتے ہیں تھے جہاں جہاں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکشرفین کی حوت
 اثناسد سفرین نماز اولیٰ تھی۔ اس طرح ان محبوبان خلیفہ کے امام پاک کے ذکر کرنے میں ہم تاثیر ہے جسے
 وہ بزرگ اللہ تعالیٰ کو کرمیت یا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی نہیں عمت اور شوق سے اور فرمائے مبارک
 اور سادہ فریضہ کی حدیث میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ فرمائے ہیں کہ جہاں کلمہ یا ذکر حق تعالیٰ کا یاد دہی کسی عشق کو کرے

خواہر ما نقلہ سرور مذہب

نام میں نیت بہت یعنی سب جانماں بسوز اہل دل را بہتے جان سے آواز ہم ہنوز
 وہ جنوں و سایہ ایشان ان الشیطان یفر من ظل شمس شینہ باسی زنجیں و در تہ جوار ایشان
 تما سلف عمر طوق الاسدک الشیطان طوقاً غیر ما شنیدہ باشی۔ چنانکہ ذکر نامہ اشان
 بزبان موجب فیوض است ہم جنوں ذکر نامہ اشان بدل و دریں قیاسوں کہ شکل ایشان موجب فیوض
 است واضح شیا میں بقیا تجر مشائخ کرام و اولیٰ ہرق جہاں است کہ شاہ ولی اللہ در
 حجتہ اللہ باللہ فرماتے کہ بطریق دعا و درود و ذکر کند کہ از شاہ دوم شکر کرد باشد یا میں نہیں کہند
 کہ اگر یہ فیوضات ایشان بمن رساں یعنی برایشان دریا سے فیوض جاری فرمائے دامن فیوضات
 جہاں رساں وہیں است خلاصہ درود و دعا اللہ وصل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علی

خواہر ما نقلہ فرماتے ہیں سے

ایک دن سوز سے میرا نام سب جانماں سے مل گیا۔ اور اس میں تاثیر پہلا بھیگی کہ اہل
 خواہی کج میرے نام سے ہونے جان آتی ہے۔
 اور ایسے ہی ان بزرگان کرام کے سایہ میں بھی فیوض و بکرات ہیں تم نے سنا ہوگا کہ حضرت
 صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے متعلق فرمایا کہ شہاں شکر کے سایہ سے ہیں جیسا کہ ہے۔ اور اس طرح
 ان کے قرب و جوار میں بھی بکرات ہوتے ہیں جیسا کہ تم نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حضرت
 عمر کے بار میں سنا ہوگا۔ جس میں اپنے فرمایا کہ تم جنوں راستہ پر چلنا ہے شہاں اس کے توجہ فرمادہ کہ
 راستہ پر چلنا ہے۔ اور جب کہ ان کے نام بزرگان پر ذکر کرنے سے باعث فیوض ہیں۔ اور اس طرح میں
 ان کا ذکر بھی موجب فیوض ہے۔ اور اسی پان کی شکل صورت کے ذکر کو بھی قیاس کر کے ہیں کہ موجب
 فیوض اور واضح شیا میں ہے مشائخ کے تجزیہ کے اعتبار سے اور سب بہتر اور مناسب طریقہ وہ ہے
 جس کو حکیم الامت شاہ ولی اللہ نے حجتہ اللہ باللہ میں لکھا ہے کہ بزرگان کا ذکر بطریق دعا و درود و ذکر
 کر یہ طریقہ شایئہ دوم شکر کے بھی دور ہے یا اس طرح دعا کے کلمے خداوند کے نام پر بزرگان کے فیوضات
 جو کج پہنچا میں ان پر تو فیوض کے دریا جاری فرمائے ہیں، ان فیوض کو ہم کبھی پہنچا۔ اور یہی خواہ ہے
 درود اور دعا کا۔ اللہ وصل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد بلغ۔

foobaa-elibrary.blogspot.com

foodpda-librariy.blogspot.com

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کو نبی مقرر فرمایا اور آپ کو نبی مقرر کرنے سے پہلے ہی میں نے نبی مقرر کیا تھا۔
تعالیٰ نے کہا کہ میں نے نبی مقرر کیا ہے اور میں نے نبی مقرر کیا ہے۔
تعالیٰ نے کہا کہ میں نے نبی مقرر کیا ہے اور میں نے نبی مقرر کیا ہے۔

اللہ صلی علی محمد عبدہ وسلم قال لا یحبہ الا من سئلہ علیہ وسلم تسلیماً بخشدہ شوگون
اور شہادت کے ساتھ کہ درختیۃ الطالبین جلد ۱۴ عبد العزیز بن حبیب عن ابن سیرین
قال كنت واقفاً بین یدی رسول اللہ صلی علیہ وسلم فقال من سئل عن
فی جمعۃ ثمانین مرۃ غفر اللہ تعالیٰ ذنوب ثمانین سنۃ فقالت یا رسول اللہ
کیف الصلوۃ علینک قال سئل اللہ علیہ وسلم تقولون اللہ صلی علی محمد عبدہ
و رسولہ النبی الامی وتقفوا وحده وعن مکحول النشای عن ابی امامۃ قال قال رسول

اللہ صلی علیہ وسلم اکثر ما من الصلوۃ علی من یومرا لجمعتان صلوۃ امتی تعرض
علی کل یوم جمعتہ من کان اکثرهم عن صلوۃ ہان اقر بمر من معلۃ فی بعض
الحشمین ۲۲۷ اکثر الصلوۃ علی فانها زحوة یکم - من لے ہوا ابو یوسف عن ابی ہریرۃ بن

اللہ صلی علی محمد عبدہ وسلم النبی الامی والہ واصحابہ وسلم تسلیماً کہ لے
بڑی حد تک کہ اپنے بندہ اور اپنے نبی اسی حضرت محمد صلی علیہ وسلم اور آپ کی آل اور اصحاب پر درود
اور سلام نازل فرما۔ اور غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۲۲ میں عبد العزیز بن حبیب کے روایت ہے۔ وہ
حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت صلی علیہ وسلم کے
ساتھ کھڑا تھا اور حضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حضور پر درود پڑھے گا
اور تعالیٰ اس کی سزا دے گا جو مجھے پڑھے اور میں نے حضور پر درود پڑھا ہے۔ اپنے

فرمایا کہ اللہ صلی علی محمد عبدہ وسلم النبی الامی اور اصحابہ وسلم تسلیماً اور
مکحول شامی سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابوامام سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت
صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھے اور میں نے حضور پر درود پڑھا ہے۔ اپنے
بعد کہ دن میرے سلسلے پیش کیا ہوتا ہے جس شخص پر درود پڑھے اور میں نے حضور پر درود پڑھا ہے۔ اپنے
پھر سے زیادہ قریب جگہ

حسین بن علی سے روایت ہے کہ حضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھے
کہیہ تمہارے لئے نجات ہے۔ یعنی تمہاری پاکیزگی اور تہذیب و طہارت کا ذریعہ ہے، اس کو ابو یوسف نے
حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔

فضائل درود شریف کے فضائل جمعہ

درتبر جذبت القلوب شتاً بہت کہ میری اور شرح شہاب ثعلبی کہ وہ کہ در حیرت
من اعدا کہ بخشش کے در درود شریف پر رسول اللہ صلی علیہ وسلم یا میں پیغمبر
یہ کہ ہے اس میں حضرت ابوبکر علیہ السلام کے فیوض تو نے جاری کئے ہیں اس میں ہمارے آقا
حضرت محمد صلی علیہ وسلم کے فیوضات کیاست تک اور ابلا پاؤ تک جاری فرما اور ان فیوض
میں برکات کا فرما تاکہ وہ دن میں ان حالات میں اضافہ ہو جائے۔ اور نقصان اور زوال سے سلامتی ہو کر
یعنی اس کی برکتوں کو سلامتی میں لکھ اور درود علیہ وسلم میں مفرد ضمیر کا لانا اس وجہ سے ہے کہ
اللہ صلی علیہ وسلم اور درود شریف کے فیوضات پر درود نازل فرما اور آپ کی آل پر اور آپ کی
اور سلامتی نازل فرمائے۔

اور اپنے آپ کو میں ان شایع اقا تصور کرے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے ہمارے کہ ان کے وقت
اور ابان کا میں ہوجاؤں، میں ہر مقام سے وہ فیوض اتنا کرتے ہیں۔ میں بھی ان مقامات سے فیوض اتنا
گنے والا بن جائوں اور ان شایع کے میں جن داخل ہوجاؤں۔

درد شریف کے فضائل جمعہ کے دن

درتبر جذبت القلوب شتاً بہت کہ میری اور صاحب کتاب میات ابوہوان نے
شرح شہاب میں نقل کیا ہے۔ کہ ایک حدیث میں ہے کہ وہ برکت ہے اس میں آج ہے جو شخص ہر جمعہ کے روز
حضرت صلی علیہ وسلم پر ان الفاظ کے ساتھ درود پڑھے گا تو اس کی سزا دے گا جو شخص ہر جمعہ کے دن
ہو اہم ثابت فرمیں۔

فی المحسن المحسنین لیس یصل احدیہا اور مجموعتہ الاعراضت علی صلوتہ تمس لے روادہ احکام
 فی المستدک و ما من احدیہ یصل علی قبری الامۃ اللہ علیہ روحی شی اور علیہ السلاہ
 روی احمد از دیبا حطہ قبری سے پڑوین حق تعالیٰ زمرہ۔ ان اللہ و ملاکتہ یصلون علی
 النبی یا علی الذین آمنوا صلوا علیہم و صلواتنا علیہم و صلواتنا علیہم و صلواتنا علیہم
 و ملاکتہ صلوات لے کندہاں سرور سے جا رحمت است پس مناسب است امت را کہ عمل محبت
 اس فیوض اخذ کند گن جنہ صلوات دعا کا از منظرہ مشرک دور باشد۔ در کنز العمال حدیث آورڈ
 اعنی حدیث مرفوع کہ ما عملش است کہ در صلوات حق تعالیٰ و ملاکتہ کفایت است حق تعالیٰ شمارا
 امر صلوات کر کہ تا کہ شمارافع خواہد بود و یہ اعراضت و صلوات حق تعالیٰ تا نماز ہوتے ہیں۔ و در
 برائے ان فیوض اہلی است پس حاصل اس شد کہ لے مولائی دیانے فیوض بر سرور با بریں

اس طرح محسن محسنین ہے کہ جو شخص جگہ کے درود پڑھتا ہے۔ اس کا درود پڑھ کر یہ کیا جاتا ہے اسی
 کہ ماکہ نے مسترد کر کے نقل کیا ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص میری قبر پر سلام کہتا ہے
 تو اللہ تعالیٰ میری حق کو استغراق کے عالم سے، واپس لوٹا دیتے ہیں اور میں اسکی سلام کا جواب دیتا
 ہوں۔ ائمہ نے حق تعالیٰ کے انعام و فضل کئے ہیں لیکن میں نے میری قبر پر درود پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے کہ بے شک اللہ اور اسکی فرشتے درود بھیجتے ہیں ہی علی علیہ وسلم پر لے ایمان و اقوم بھی درود
 اور سلام بھیجواں پر جب نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں اور حضرت علیہ السلام
 علیہ السلام مقام رحمت ہیں پس مناسب ہے کہ اس محبت کے عمل کی وجہ سے ان فیوض کریں لیکن صلوات
 کے نفع سے نہ جاسے کیونکہ یہ منظرہ مشرک سے دور ہے۔ اور کنز العمال میں ایک مرفوع حدیث ہے
 جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے درود بھیجتے ہیں کفایت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے
 تمہیں بھی درود بھیجنا کا حکم دیا ہے تاکہ تمہیں اس سے نفع حاصل ہو۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی
 ہوتی ہے جس میں آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو پڑھتا ہے کہ جو پڑھتا ہے کہ جو پڑھتا ہے کہ جو پڑھتا ہے
 لے صلوات اللہ تعالیٰ و صلواتنا علیہم و صلواتنا علیہم و صلواتنا علیہم و صلواتنا علیہم و صلواتنا علیہم
 یہ پڑھا کر لے مولائی فیوض کے دریا جاسے سرحد آقا پر جاسے۔

foobaa-library.blogspot.com

و برکات و درلی کئی سلامت پڑا ز نور اللہ علیہم اذنی ابو ذر بل من اسخو بعد انکویہ امری ہی
 جہذا دعا فی الایہا مرکتہا و اذ عرفی ان اقرہ یا فقویا و بعدہ و اسئل بعد ما کنت فی کفایت
 لہ صلوات اللہ علیہم لیس پس گفتو اور درود شریف دعا فی فیوض است بطریق توسل و کس علیہ
 کہ موم بشر کہ نا شد و روا تخر شریف است اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
 علیہم و در تفسیر حسینی از غرر اخبار اللہ و حرر نقل کر وہ کہ ان جناب تفسیر اس آیت میں نہیں کر وہ
 جہ ما را محبت ذاتی صراط الذین انعمت علیہم انعام کر وہ برایشان پر نبوت رسالت صفت
 و عازن آور وہ کہ تا تخر شریف از کندہ سے آوہ کہ زید مرش است نہ نازل شدہ است
 مثل اس روایات و تحلی قرآن میں خصوصاً ان کہ مولائی انوار و فیوض مثل اللہ ما روادہ و وہیں شد
 حاصل درود شریف اس پس ہر وقت بندہ را مناسب است کہ ذکر یہ و توسل بضرع و دعا
 اور ان میں سے ہم پر کئی تامل فرما۔ اور ان میں ہمیشہ عطا فرما۔ اور انکوزال سے سلامتی میں رکھ لے اللہ
 میں تیرے ساتھ پناہ جاتا ہوں تیری کہ بد منزل کی ہر تیرے سے حضرت مولانا حسین علیہ السلام فرماتے ہیں
 کہ مجھ کو میرے رب نے سزا کا کثرت سے حکم دیا ہے۔ الہام والعا و کی صل میں۔ اور مجھے یہ بھی حکم دیا ہے
 کہ میں یا فقور یا دور کا دور کہوں اور اسکی بھلائی سے سوال کروں گئے ہاری تعالیٰ تو میری اسی
 طرح و سنگیری فرما جس طرح تو نے مسرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی سنگیری فرمائی ہے۔ پس گفتو
 درود شریف سے فیوض حاصل کرنے کی وجہ سے۔ بطریق توسل۔ لیکن ایسے الفاظ کے ساتھ کہیں سے نہ کہ
 کا وہم نہ ہو سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اھدنا الصراط المستقیم کا حکم دیا ہے۔ جس کی تفسیر میں
 تفسیر حسینی دالے نے حضرت خواجہ عبید اللہ انور سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر اسی
 طرح کی ہے کہ اللہ عزوجل ہمیں محبت ذاتی عطا فرما و صراط الذین انعمت علیہم ان لوگوں کی
 راہ میں پر تیرے نبوت رسالت اور صفتیت سے انعام فرمایا ہے۔

اور تفسیر فغانی میں آنحضرت علیہ السلام نے حدیث بیان کی ہے کہ تا تخر مرش کے زبیر بن زناہ
 میں سے آتی ہے اس کی مثل ذقوات میں نازل ہیں اور انہر قرآن کریم میں نازل ہوئی ہے پس تصور یہ ہے
 کہ لے مولانا فیوض و انوار پر جائے ان کہ عطا فرمائے ہیں مجھے ہمیں عطا فرما اور یہی حاصل درود شریف کا ہے
 پس بندہ کے لئے مناسب ہے کہ ہر وقت اپنے نفس میں رب تعالیٰ کا ذکر با برہی سے کرتا ہے۔

علیہ صلب برائے نفس غریبہ میں سلسلہ دربر وقت شاعرانہ باشد و بنا شد از خاغانین۔
مراقبہ

در حدیث شریف آمده است ادعوا لله و استدرموتنون بالاجابة پس نبی
خائب و اندک فیض باری تعالی که بر سر و کتات صله الله علیکم و بر دیگران پیشوایان من مولا فی
کرده است تبرک ایشاں بر من فاضل است و منتظر باشد در حدیث شریفه استخار فرج نیز عباد
گفته است صلی الله علیکم باها را رابع است در سلسله مراتب مشق از راه رتبه است بمعنی
استخار فیض از جناب الهی نمودن است در سلسله موهوب طریق و دوم مراقبہ است که آن گنجانی دل
از خواهر و گمراهی آهسته بآید که جمیع اوقات بر نیاز و شکستگی تمام متوجّه ذات الهی باشد تا توبه الی الله
بے مزاحمت خاطر مگر گرد و دایره استغفار گویند و مقصود از ذکر همین است و فی الترمذی جلد ۱۹
اور خائضے است و تمام سلسله کز رنگوں کے لئے علیہ صلب کی دعا کرتا ہے۔ اور بر وقت اس میں مشغول
ہے۔ اور خائضین میں سے نہ ہو۔

مراقبہ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تبارک سے دعا کرو اور اس طرح کہ تو میں نے ماکہ توبیت کا یقین
ہو میں غالب گمان سے جلنے کی باری تعالیٰ نے جو فیض سرور کا نجات صله الله علیکم و بر دیگران
پیشواؤں پر سر سے مولا نے کئے ہیں۔ ان کے سلسلہ سے وہ فیض چھوڑ بھی فاضل ہے۔ اور جسے اس کا منتظر
ہو۔ سارا شیریہ میں حضرت صله الله علیکم کا فرمان ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشاؤ کی تہنہا
یہ بھی عبادت ہے۔ آہل دار بعد میں اسے ذکر ہے کہ مراقبہ رتبه کے بارہ سے مشق ہے جس کا معنی استخار
ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی حاجت فیض کے ظہور کا انتظار کرنا یہ مراقبہ ہے۔ اور سلسلہ مذکور ہے کہ در سلسلہ
مراقبہ ہے اور وہ دل کی گمراہی اور مخالفت ہے خواہ فریاد است او کشتوں سے اور انہی گمراہی ہے چاہیے
کہ تمام اوقات عاجزی اور پوری نیاز زندگی سے اللہ تعالیٰ کی نجات کی طرف متوجہ رہے تاکہ یہ توبہ الی الله
بیزحمت کے مزاحمت کے اس کا طرہ بن جائے۔ اور اس کے حضور کہتے ہیں۔ اور مقصود ذکر ہے میں ترقی یافتہ
لہ الاصل لا ربعة فی شرح الطریق الجشتیہ و القادسیہ و النقبندیہ و المجددیہ۔ یہ کتاب حضرت ثناء

احمد سیدین الشاہ ابو سعید عربی ہجوئی رشتہ نامی کی تصنیف ہے۔ آپ حضرت شاہ نظام علی کے فیض یافتہ تھے
۱۲ سواتی۔

toobaalibrary.blogspot.com

توبہ اور ایسا توبہ تو میں بتا رہا رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم صلوات الله من فضل فاضل
محب ان یسألنی و افضل العبادۃ انتظار الفرج، فی غنیۃ الطالبین ص ۱۱۱ فا ما لیا هذا
قال امریفا قول الله عزوجل واذین جاء هذا و انیتا کتھذرتہم عن ربکنا۔ و اتمم العبادۃ
الایا لمراقبہ وھی التي اشار الیها رسول الله صلی الله علیہ وسلم حین سأله جبریل
علیہ السلام عن الاحسان فقال الاحسان ان تعبد الله کان ذلک اتم ان لم یکن ذلک
فان ذلک ان المراقبہ علی العبد باطلاع الرب سبحانه و تعاقب علیہ اوستا اتم
لہذا العلم مراقبہ توبہ و هذا حاصل کل خیر ہیں بر وقت بر نیاز و شکستگی منتظر فیض
باری تعالیٰ اشد بواسطہ مشایخ کرام۔

حقیقۃ التوسل والاہتماد

و در حدیث الغریب ص ۱۱۱ است کہ حقیقت معنی توسل استعمال سوال و دعا است
ابواب اللطائف سے دو ورق پہلے جلد ۱۹ میں یہ حدیث ہے کہ حضرت صله الله علیکم نے فرمایا
کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہے کہ اس سے مانگا جائے اور
فضل عبادت کشاؤ کا اتنا ہے اور غنیۃ الطالبین ص ۱۱۱ میں ہے کہ تمام وہ کے بیوت میں اللہ تعالیٰ
کا یہ فرمان ہے۔ اور وہ لوگ جو ہماری طرف آئے ہیں یا وہ کہتے ہیں تو ہم نہ روڑا ہی نہ کی طرف انہی
راہنایا کرتے ہیں اور عبادت نام نہیں ہو سکتا جب تک کہ مراقبہ نہ ہو اور نہ کی طرف حضور صلی الله
و سلم نے اشار فرمایا ہے صلب کہ آپ حضرت جبرائیل نے انسان کے بارہ میں سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ
انسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گی تا تم اسے دیکھو ہے۔ ہو مگر یہ توبہ کے ترک حکم
آتا تو مثال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ مراقبہ یہ ہے کہ بندہ اس بات کو کہانے کہ اللہ تعالیٰ میرے
حالات پر اطلاع رکھتا ہے۔ اور بندہ کا اس حالت کا ہمیشہ قائم رکھنا ہی مراقبہ ہے اور یہ مراقبہ ہر
نیک کی تمیاد و اصل ہے جس بر وقت نیاز زندگی اور عاجزی سے منتظر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
فیض کا مشایخ کرام کے واسطے۔

وسیلہ اور استمداد کے حقیقتے

غریب الغریب ص ۳۳ میں ہے کہ توسل استعمال کی حقیقت سوال اور دعا ہے۔

در مقام پاری تعالیٰ پر اسطے کی محبت کہیں بندہ راست پاس بندہ خاص و فی غایہ الامانی فی الجہد
 الشاقی ۳۲۹ و التوسل بالانبياء و الصالحين يكون الامرين اما اتبعوهم و اما ذاعادهم و
 شعاعہم ہر دو میں ۳۳۰ لفظ التوسل یا شخص و التوجه بہر اذ بہر الشبب یہ ہو گئے۔ دھالے
 و ضاعاً مثلاً۔ او کو توں اللہ ارجع بحالہ مطبعا لامرہ مقتدا بہم۔ ہوس ذہب ہی التوسل
 بالاعمال محدث اشراشہ الذین اتوا الی الظاہر و استجابوا لہ تعالیٰ عند التوسل بصلح الابرار
 انظاہر من اللہ تعالیٰ شرانہ نلتک الإھمال و کذب دعا و المباحۃ الستی حی اللہ و لدھا
 لما قالت المعصرا فی آمنت بک و برسولک و ہاجرک فی سبیلک و سائلک اللہ تعالیٰ ان
 یحییٰ ولدھا۔ و انظروا لی تعلیم اللہ تعالیٰ رتیبا رتیبا سیغنا مٹا و یا مٹا و یا یؤمنان ان انشوا
 یوحیہم فامتا رتیبا فاعزوا لنا ذوننا الخ

اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس بندہ کی محبت کے واسطے سے کہ جس کے ساتھ اس کا دلچسپی والے کو محبت
 ہے اور ناطقہ الامانی علیہ ۳۲۹ میں ہے کہ توسل بالانبياء اور صالحین و رباؤں کے لئے ہوتا ہے۔ ایک
 قوال کی اتباع اور یاد دعا اور شفاعت کے لئے اور اس طرح ۳۲۹ میں ہے کہ لفظ توسل یا شخص اور اس
 کی حرکت کو جس سے مراد ہے کہ وہ بندہ سبب بنتے۔ کیونکہ وہ اس کے لئے وہی اور شافع ہوتا ہے
 یا توسل اس لئے ہوتا ہے کہ وہی کسی ساتھ محبت کرتا ہے اور اس کے حکم کی تعمیل کرنے والا ہوتا ہے۔ ایہ
 اس کے ساتھ اتنا ذکر کرتے۔ اور اس توسل بالاعمال کے سلسلہ میں وہ حدیث ہے جس میں تین آدمیوں کا ذکر
 ہے۔ کہ انہوں نے غامریں پناہ لی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ
 نے ان کی دعا قبول فرمائی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کی حرکت سے بظاہر ان کا تھا کہ ان کے اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں
 بزرگی اور شرف رکھتے ہیں۔ اور اس طرح اس ہا پر دعوت کی دعا ہے جس نے پھلے پچھ کے زندہ کرنے کے
 لئے اس طرح دعا کی تھی کہ اللہ میرے چچہ پر اور میرے رسول پر ایمان لائی ہو۔ اور تیرے راستہ میں ہجرت
 کی ہے۔ اور میرا ہے اللہ تعالیٰ سے سوال کہ اس بچے کو زندہ کر دے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے دعا کے لئے
 تجھ کو ہی سے تھرا کریم میں اس کے اعزاز پر غور کرو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ نیک بندے ہیں وہ دعا کرتے
 ہیں جسے ہم نے پروردگار نے ایک منادی کرنے والے کو سننے کے وہ ایمان کے لئے پکارا ہے کہ اپنے رب
 پر ایمان لاؤ۔ پس تم اپنے رب پر ایمان لے لو۔ جماعت نماہوں کو بخش دے سے جماعت سے پروردگار اور فر

اقول وقد يكون التوسل بمعنى ان الله تعالى جعل في ذكركم سبباً لطلبه تعالى اياه
 بواسطة ذكركم ذلك العبادة اياه تعالى بالمعبودۃ
 نام من تحت است روزے کے ریل کے جانیں سوزد
 ال دل لے جے جاں سے آید از نام ہنشوہر!
 ولقد اعلم -

یا مجتہد المعروف فی الشرع التوسل فی قبول الدعاء بالصلوۃ علی النبی و آلہ و الاستغفار
 للذین سبوا قال اللہ تعالیٰ و آتوہم بما جاؤنکم بعبودہم یتوکلون رتیبا غیر متاویلا و رتیبا
 الذین سبوا قال اللہ تعالیٰ و ما رواہ ابن ماجہ فی الدعاء الذی یقولہ تاجران فی الصلوۃ
 اللھم انی اسئلك بحق السائلین و بحق مشائی فی هذا من جنس یا معاذ اللہ ربی ما حق العباد
 علی اللہ ای ان لہ شکر کونہما اتفقوا علی ان اللہ تعالیٰ یستل و یقسم علیہ باسمائہ وصفاتہ
 میں کہتا ہوں کہ کبھی توسل کا یہ معنی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندہ کو نام ذکر کرنے میں برکت رکھی ہے۔
 کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بندہ سے محبت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ بندہ بھی اللہ تعالیٰ کو ذکر محبت سے کرتا ہے۔
 میرا نام ایک دن لے جاں سے سوز کے ساتھ نکل گیا۔ ال دل کو ابھی تک میرے نام
 سے بڑے جاں آتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شریعت میں معروف یہ ہے کہ توسل دعا کے قبول ہونے میں نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم اور آپ کی آل پروردگار ہونے سے ہوتا ہے۔ اور ال ایمان کے لئے استغفار کرنے سے
 جو دنیا سے یا میان چلے گئے ہیں جیسے اللہ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو ان کے بولتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ لے
 ہائے رب ہمیں بخش دے اور ہم نے ان جیہوں کو جو ہم سے پہلے دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصت ہو چکے
 ہیں۔ اور جو ان کا جہنم روایت کیلئے کہ جو شخص نماز کے لئے نکلے اور دعا کرتا ہے کہ لے اللہ میں تجھ
 سے سوال کرتا ہوں سائیں کے حق کے ساتھ اور اپنے اس نماز کے لئے پہلنے کے حق کے ساتھ۔ تو یہ بھی سبب
 اس میں سے جو حضرت معاذ کی روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے معاذ
 بندہ حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے۔ میں نے گوروہ شرک میں کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے گا۔ اظہار
 کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جاتا ہے۔ اور اس کی سائیں قسم کھائی جاتی ہے۔ اس کے سوا
 اور صفات کے واسطے۔

toopbaa-elibrary.blogspot.com

صداقت و ایماناً و در آن خیال سبب بعضی عوارض انکار سے شروع ہوا کہ در کشف غلط اکتفا و گنجے
 و عدم تہیہ لیل غلطی سے اکتفا و در وقت ۱۳ و اپنی ایشان اور اثناسیوس و سلوک سنی در کشف خوب
 مشہور سے شروع و در حالت سکرا از ان حکایت سے کند۔ و جسے کہ در میان وجود واجب وجود
 ممکن تحقق است لفظ برائے ان موضوع نیست تا چارہا لجاز برائے انہا قوت و منفعت و
 اطلاقیت و اولیست و شدائد باصل و خلل تعبیر سے کند۔ لہذازم ولایت حشر ہے کیف است
 کشف کو نیز از جو کہ ہم بطور ہم آید بسا اید باہا شد کہ از ولایت خود خبر نہا شد تا بند۔
 تقریب و ولایت سے

پلٹنے کے برابر دراز کا جیسب تجربہ پر بندہ حالات متفرق سے آئندہ پر یکے حالت سے آید
 و پر دیگر دیگر و حکومت تاقاضی شاہ اولہ ۱۲۰ و عالم مثال مراتب قرب الہی بیعت توبہ مکانی
 متشکل سے شروع و رویت عالم مثال کہ ان را صوفیہ بحث تعبیر سے کننا از قبیل رویا و نام
 جیسا کہ در سوال کے سلسلے تم کھائی جاتی ہے۔ لیکن علامہ نے تصدیق کی ہے کہ غیر کے تئیں یہ چیز منسوخ
 ہے۔ اسی طرح طائرانی ملکہ ۱۲۱ میں مذکور ہے۔ پس غالب کو چاہئے کہ بر وقت خداوند تعالیٰ کا ذکر
 کرتا ہے۔ اور اس کا ذکر سے انتہائی عاجزی اور نیا زندگی سے کرے۔ اور اندہ قطع سے اس کی محبت
 کا اور محبت نامہ لیتے اور اپنے سابقہ زندگی کے غلبے کو کہ سے پس بھی ذکر را ہلہ اور مزاج ہے
 بسن مشائخ کرام اپنے پروردگار کو شکر کیک کے خیال کہ تہیں کہ اندہ تعالیٰ کا فیض کس واسطہ سے اس
 طرح صاف اندہ شکر ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ بیگ میں چیزیں صاف نظر آتی ہیں۔ مشائخ کا کہنے ہے کہ یہ سن
 کا تجربہ یعنی انہوں نے فیض الہی کو اس طرح حاصل ہوتے ہوئے اپنے تجربہ میں مشاہدہ کیا ہے۔ اور
 ایسا ہو سکتا ہے۔

تقریب و ولایت

اسے بلند جان لو کہ اذکار میں تجربہ کے مطابق بندہ در کشف حالات ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک
 شخص کے سلسلے کی ایک خاص حالت ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے کے سامنے دوسری حالت ظاہر ہوتی
 ہے حضرت قاضی شاہ کے مکتوبات ملا میں مذکور ہے کہ عالم مثال میں قرب الہی کے مراتب بیعت
 قرب مکانی متشکل ہوتے ہیں۔ اور عالم مثال میں کسی چیز کو دیکھنا کہ جس کو صوفیہ کرام کشف سے تعبیر
 کرتے ہیں، یہ ایسا ہی جیسے کہ عالم خواب میں کسی چیز کو دیکھنا۔

عصمت و ایماناً و در آن خیال سبب بعضی عوارض انکار سے شروع ہوا کہ در کشف غلط اکتفا و گنجے
 و عدم تہیہ لیل غلطی سے اکتفا و در وقت ۱۳ و اپنی ایشان اور اثناسیوس و سلوک سنی در کشف خوب
 مشہور سے شروع و در حالت سکرا از ان حکایت سے کند۔ و جسے کہ در میان وجود واجب وجود
 ممکن تحقق است لفظ برائے ان موضوع نیست تا چارہا لجاز برائے انہا قوت و منفعت و
 اطلاقیت و اولیست و شدائد باصل و خلل تعبیر سے کند۔ لہذازم ولایت حشر ہے کیف است
 کشف کو نیز از جو کہ ہم بطور ہم آید بسا اید باہا شد کہ از ولایت خود خبر نہا شد تا بند۔

اور کبھی خیال کے آئینہ میں بعض عوارض کی بنا پر کہ قدرت پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا کشف میں غلطی واقع ہو
 جاتی ہے۔ اور کبھی اس کشف کے گھٹنے اور تعبیر کرنے میں غلطی واقع ہوتی ہے۔ اور انہیں مکتوبات ۱۲۳
 میں مرقوم ہے کہ وہ جان لو اس را کہ سر و سلوک کے اثناسیوس میں کشف و خواب میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور
 سکر کی حالت میں اس کو بیان کرتے ہیں۔ اور جب آتما کی چیز ہوتے ہیں تو پھر کس بجتے ہیں۔ اور وہ
 نسبت موجود واجب اور جو ممکن کے در میان ثابت ہے۔ اس کشف واسطہ کوئی غلط موضوع نہیں۔
 مجبوراً مجازی رنگ میں قوت و ضعف اور اولویت اور اولیت اور ان کی اعداد کے انبار کے لئے
 اصل اور نقل سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہی میں یاد رکھنا چاہئے کہ ولایت کے لوازم میں سے حضور ہے کیف
 ہے۔ باقی اسوال کو نیز کاشف تو یہ توجہ کریں سے بھی بہتر پذیر ہو جاتا ہے۔ ولایت کے لوازم آتما شریعت
 اور حضور ہے کیف میں کشف و کرامات۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ او بار اندہ کما میں ولایت کی
 خبر بھی نہیں ہوتی۔

بلکہ تشکیک منطقی اصطلاحات میں سے ہے اس کی چار میں میں در ان تشکیک۔ ولایت اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے
 کہ کسی کے بسنے اندہ کاشف ہونا اس کی کے ساتھ باقی افراد کے تقاضا کے لئے صحت ہوتا ہے۔ مثلاً وجود کے ساتھ
 ذات باقی تعالیٰ کا شفع ہونا یہ شرط باقی جو ہا کنگ ہے کہ وہ وجود کے ساتھ شفع ہوں۔ اولیت کا مطلب
 یہ ہے کہ کسی کا صدق جسے اندہ پر زیادہ ترجیح فی انفس یا اولیٰ ہو جس کی نسبت جیسا کہ مشافہہ فی اخصی و انت
 میں یا ہوتے ہیں زیادہ ترجیح ہوتی ہے نسبت دوسری مشافہہ ہونے کے زیادہ تر تقاضا کا سنی یہ ہوتا ہے
 کہ نامہ میں سے کم جیسے نسبت سے اہم مزاج میں پائے جاتے ہیں جیسا کہ مشافہہ یکسہی ایک سیر سے جاسم مزاج
 مزاج میں پائے جاتے ہیں ماضیت و ضعت کا مفہوم یہ ہے کہ کشف میں سے ضعیف جیسے رباقی ماضیت ہونا

foolbaa-elibrary.blogspot.com

دور ۱۳۱۰ء تک تیب تاقی صاحب سیدہ باظلال اسما وصفات ذات واجب معیت لیے چون
 حاصل سے شہود و ترقی و ران معیت و عالم مثال بصورت سیرکانی متمثل سے شہود و کمال معیت
 بصورت و حصول و فاعل و فاعل سے شہود۔ مہلے چوں بصورت چوں نظر کشی دیدہ سے شہود و
 ۱۳۲۰ء اور مکاتیب حضرت مرزا صاحب حدس سر احوال بر اسباب نامشروعہ مرتبہ سے شہود
 از قبیل استلج است اہل استلج رانہ احوال و اقوال و دست سے وہد و کشف تو جہود و کشف
 معانیہ کہ در مرانی عالم مثال غیور سے دیکھنا سے یونان و اور ہر بندہ دین معنی شریک اندک
 صدق ہر اوقات علوم شریعہ است بابت با امور فرہم۔ در مذہبات حضرت مرزا حدس سر اور
 مثا بکار فقیر راجع و واقع شد و نویز مسطہ کشف گشت نقوش تمام کائنات و ران منتقش بود۔

حضرت تاقی ثناء اللہ کے مکاتیب ۱۳۱۰ء میں مرقوم ہے۔ کہ بندہ کو ذات واجب تعالیٰ کے اہتمام و صفات کے
 غلال کی معیت لیے چوں ماس ہوتی ہے۔ اور اسی معیت میں ترقی عالم مثال میں بصورت سیرکانی متمثل
 ہوتی ہے اور کمال اس معیت کا بصورت و حصول اور احوال اور افعال دیکھا جاتا ہے۔ یعنی اس بندہ کو یوں معلوم
 ہوتا ہے۔ کہ وہ ان غلال کے ساتھ داخل ہے۔ اور ان میں متصل اور قائم ہر گیا ہے، اور یہ چون ہستی کشف کی
 نگاہ سے بصورت چوں رہے مثال ہی کشف سے مثال کے نگہ میں ایسی بھی جاتی ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب
 کے مکاتیب ۱۳۱۰ء میں مذکور ہے کہ وہ احوال ہونا یا زانوہ شرح اسباب پر مرتب ہوتے ہیں یہ تمام
 استلج کی قسم سے ہیں، اہل استلج کو جس کی قسم کے احوال اور اقوال حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح کشف
 تو جہود و حصول و وجود کا انکشاف اور نویز جو کمال مثال کے نتیجوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس میں یونان کے
 حکماء اور ہندوستان کے برہمن باہر شریک ہیں۔ صدق کی علامت علوم شریعہ کی موافقت اور اس کے ساتھ
 اور فرہم ہونا ہے حضرت مرزا صاحب کے مذہبات میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ اس فقیر کو دعویٰ نصیب ہوا
 اور نویز مسطہ کشف ہوا، تمام کائنات کشف اس پر منتقش تھے۔

صفحہ ۱۴۱ کا اقبیہ محاشیہ بہت سے ذراہ نہیں اس لئے کہ یا کتبے میں میں مرقوم نہیں مرقوم کے کہا کتبے
 ہیں، لیکن نتائج میں نہیں پائے جاتے۔ جیسے شہید جیسا ہی سے تعریف جیسا ہی جیسے بہت سے افراد میں کئے جائیں
 لیکن حای ہر وہ نہیں ہر گز ۱۱۰ سوائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

قرن ششم ہجر یا دورۃ الاشیاء اعراض مجتہد فی عین واحد، اقوالہ و تہنہ ساحتہ کہ فرق اس
 مرتبہ مرتبہ دیگر ہے۔ چنانکہ کبرائے صوفیہ فرمودہ اند۔ فرق عالم الوجود عالم کمالے دو۔
 تحقیق وجود

در تقریرات حضرت مرزا قدس سرہ مرقوم است کہ در لفظ وجود کاہے معنی مصدقہ اشرفی
 مراد باشد۔ گاہے صا و اقل را وجود گویند و گاہے ذات حق تعالیٰ را قال اللہ تعالیٰ ولا تَقَفُّ یَا
 کَیْسُ نَفْسَ بِہِ عِلْمٌ۔ اِنَّا اَسْتَعْنٰ وَ الْبَقْرَةَ الْفَوَّادَ کُلَّ اَوْ نَابِلَةَ کَانَ عُنْدَ مَسْئُوْلَہِ تَحْقِیْقِ
 و رذات و صفات اہم محکم نمونہ جائز نیست۔ و مکاتیب تاقی صاحب در رتبت ہر وقت
 بایں معنی نے گویند کہ زیر ہم خداست و ہر وہ ہم خدا است نعوذ باللہ منہ و نہ بایں معنی کہ حق
 تعالیٰ بے شہود کلی قطعی است و اشخاص منہجات افراد سے اند۔ و این دو قول کفر سبوح است۔

اس وقت مجھے حضرت شیخ اکبر اقول یا آرا پو انہوں نے فرمایا ہے کہ ہشیا تمام اعراض میں جو ایک
 میں صاحبین کی کسی ہوتی ہیں لیکن پھر مجھے ناکام متنبہ کیا گیا کہ اس مرتبہ کے اچھو سزا مرتبہ میں ہے جیسا کہ بالا
 صوفیہ کے کام نے فرمایا ہے کہ عالم وجود کے اور عالم کمال الود ہے۔
 وجود کی تحقیق

حضرت مرزا جانان کی تقریرات میں مرقوم ہے کہ لفظ وجود سے کسی معنی مصدقہ اشرفی مراد
 ہوتا ہے یعنی کسی چیز کا ہونا اور وہی صا و اقل کو جو جو کہتے ہیں اور وہی ذات باری تعالیٰ کو جو جو کہتے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس چیز کے نیچے ست پر زمین کا تیسرا ہم نہیں ہے شک اس کا سببوں دل ان
 سبب اللہ تعالیٰ کے حضرت سوال کیا جانے گا۔ نیز تحقیق کے ذات اور صفات باری تعالیٰ میں گفتگو کرنا ناجائز
 نہیں حضرت تاقی ثناء اللہ کے مکتوبات میں ہے کہ ہر اوست بایں معنی نہیں کہتے۔ کہ شہادہ یہ بھی
 خدا ہے اور ہر وہی نہا ہے۔ نعوذ باللہ۔ اور نہ بایں معنی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی قسم ہے اور ممکنات اشخاص
 اس کے افراد ہیں۔ یہ دو قول کفر سبوح ہیں۔

لہٰذا کہ مہم کو مٹھنی کہتے ہیں کہ مٹھنی دے صرت انہوں میں ہی سے کلمہ کہتے ہیں۔ اور اس کی مٹھنی یاں مہم
 حق کے معنی رسدق کو کہتے ہیں۔ اور اس معنی سے مہم کے جوہر کو مٹھنی کہتے ہیں مثلاً ایک انسان کا
 مہم ہے رسول ناق، اور ایک اس کا مہم ہے عین زید ہر وہ جو خیرہ اور ایک ان دونوں کا ذاتی جائیداد ہے۔

دور ۱۳۲۱ است ہر اوست گفتنی عالی از تجر نیست و در ۱۳۲۱ است آنچه در اثنائے سیر سلوک
 شہودے شود و در حالت سکون ان حالتے کند۔ بجز ہر صحنی مراد داشتن و بدو وقتاً کو دل چاہنا
 نماز است و در ۱۳۲۱ اتنا خلق گفتنی بقانونی علما نظر ہوا بشی نظر است۔ بشریکہ در حالت محمود شریک
 عقید۔ و حکایت از نفس خود کردہ مجرب۔ و سلائیب ۱۳۲۲ ستیدنا امام ربانی قدسنا اللہ بیل اللہ
 در محسوب مدہ ہم حدیث ثالث است ہا سلوک اس ماہ بروزم جوئل است۔ اعمال و عبادت کہ تفریح
 اس ماہ است بزم ہنگ سے گرو۔ و تجلیات و غویات سا ملکان و در اعجاز شہودے شود و غلا
 الوہم یقتصر انظم۔ اولوا انخیال لترا تعال ویرا و بیچ چیز نافع جز اندوم و خیال یا نثر نہ و اکثر
 اورا کے انکشاف شان مطابق واقع برآمد ہم است کہ چہا ہزار سالہ را کہ در میان عہد و رب است کہ ہم
 خداوندی و را ننگ مدت قطع سے فریاد ویدرجات و وصل سے رمانہ و خیال است کہ در وقتاً کو کچھ

اور ۱۳۲۳ میں ہے کہ ہر اوست میں ہا جانے خالی نہیں اور ۱۳۲۳ میں ہے کہ وہ ہوا تا سیر سلوک میں شاہ ویدیا
 جاتا ہے۔ اور کہ کہ حالت میں اس کو بیان کرتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ اسکی نگاہ ساری معنی مراد لینے اور
 اس پر وقتاً کو کرنا با جماع کفر ہے۔ اور ۱۳۲۴ میں مرقوم ہے کہ اناللقن کہنا علماء زما ہر با مل کے اتفاق
 کفر ہے۔ بشریکہ ہر شیا ہی اور ہر کہ حالت میں اور اپنے نفس سے حکایت کرتے ہوتے کہتا ہوں۔ اسی مل
 حضرت امام ہانی عہد و اہل ثانی کے مکتوبات ۱۳۲۵ جلد ثالث مکتوب ۱۰۹ میں مرقوم ہے کہ اس راہ کے
 سلوک کا مدار ہم اور کمال پر ہے۔ اعمال و عبادت کو تلف سہما را کا نثرانہ ہے۔ یہ وہم سے ہی اورا کے
 کئے جاتے ہیں۔ اور تجلیات اور سا لکین کا مختلف رنگوں میں متلون ہوتا ہے سب خیال کے آئینہ میں شاہ چکیا
 جاتا ہے پس اگر وہم جز بروزم بھی ناصریے اور اگر خیال نہ ہو تو تعال ہی تفسی ہو جائے۔ اس دو میں وہم
 اور خیال سے زیادہ نافع کوئی چیز نہیں پائی گئی۔ اور انکا اکثر اورا کے اور انکشاف واقع کے مطابق ہی
 ظاہر ہوتا ہے۔ یہ وہم ہی ہے جو کہ پچاس ہزار سالہ راہ کو جو عہد اور وجہ کے درمیان ہے۔
 ضمن کرد خداوندی سے باطل تھوڑی سی مدت میں سے کر لیا ہے۔ اور وصول کے درجات تک پہنچا
 دیتا ہے۔ اور یہ خیال ہی کی کارستانی ہے جو کہ غیب الغیب کے حقائق اور اسرار کو
 دیکھدہ ۱۳۲۶ کا بقا حفاشیہ ۹ مجرم ہے کیونکہ یہ مرت حق میں ہی موجود ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس کو حق
 کہتے ہیں۔ ۱۲ سوان

toobaa-elibrary.blogspot.com

غیب الغیب را در حقا تو شکست سے ساز و دو سلاکت مستعد مطلع سے گروانہ اور شرف
 وہم است کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ عالم را اول مرتبہ اختیار فرمودہ است تا اس را داخل جہر کرکالات
 خود سامنے وارزنگی خیال است کہ حضرت واجب الوجود اس را نوز عالم مثال گروانہ ہے است کہ
 اوسے جمیع عالمات حتی کہ مرتبہ واجب را مل شانہ نیز صورت و دل عالم گفتہ اند و حکم گروہ کہ
 حق را مل سمازہ مثل نیست اما مثال است وقفہ الملش الاصلہ صورتاً حکام و جوہر است کہ رمانہ
 اس را در صورت خیال خود ساسکت نماید و بدقی و بیانت آگہا ترقی سے فرمایہ ہتھی

بدان لئے برادر کچھ صوفیاں و عالم مثال سے مینند و در حالت سکون ان شہود خود را
 سے کند۔ ہر وہاں اس را بقا ہر صحنی محل سے کند۔ و بدان حقاقتے کند یا تا مل را محکم تخفیر
 سے کند خطا سے کند۔ خدا اتال العاقبہ تا ما اللہ فی مکتا سببہ۔ و مکتوبات شہادہ ہم از
 جلد ثالث است۔ صاحب عوارث سے فرمایہ کہ قول اناللقن از مشعور و قول جعانی ما اعظم شای
 اپنے آئینہ میں شکست کو دیتا ہے۔ اور مستعد سلاکت مطلع کو دیتا ہے اور وہم ہی کی زندگی اور شرف ہے۔
 کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے عالم کس مرتبہ میں اختیار فرمایا ہے اور اس کو اپنے کالات کے تصور کامل نیا ہے۔
 اور یہ خیال کی زندگی اور برتری ہے۔ کہ حضرت واجب الوجود نے اس کو عالم مثال کا نوز بنا دیا ہے جو کہ
 تمام عوالم سے زیادہ وسیع ہے۔ حتی کہ مرتبہ و رجب مل شانہ کے لئے ہی اس جہاں میں صورت بھی گئی ہے۔
 اور حکم کیے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے کئے مثل نہیں۔ اس مثال ہے۔ اور قرآن میں جو یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ
 کے مثل حق ہے۔ یہ احکام و جوہر کی صورتیں ہیں۔ جن کو عدالت اپنے خیال کے آئینہ میں ساسکتا ہے اور
 اپنے ذوق سے ان میں ترقی کرتا ہے۔

لے برادر جان کو کہ جو کہ صوفیا کو عالم مثال میں جیتے ہیں۔ اور عالم سکریں اس اپنے مجھے ہرے
 اور شاہد کے ہوتے حال کو بیان کرتیتے ہیں۔ لوگ اس کو نگاہ ساری معنی پر چول کرتے ہیں۔ اور اس پر وقتاً
 کرتے ہیں۔ یا ایسا کہنے والی کی تحفیر کرتے ہیں۔ یہ دونوں محفل کرتے ہیں۔
 تھانی تا۔ اللہ نے اپنے عتوبات میں اس طرح فرمایا ہے حضرت جدو کے سلائیب میں مکتوب
 ۱۸۹ جلد ثالث میں مرقوم ہے کہ صاحب عوارث زخا ہر شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں
 کہ مستور کالات اللقن کہنا یا با زید بطنی کا جعانی ما اعظم شاف کہت

انہی کے پیشہ خانی بہر حق حکایت پرورد است یعنی از حق صل و علا سطا و کواکر بہر حق حکایت نہا شد۔
 بکہ شامیہ حلیل و اتھا و در میان پرورد کا خلق این قول روئے نامیم چنانچہ نصاری را دروے کہتے ہیں
 درین محکوم شریف است، چنانچہ فیہ از اطلاق تائید ایشان معنی ہند اوست، ہند است کہیں
 ہند جزئیات متفرقہ حادثہ غیور کیلکات اندانی آنحوالہ۔ و تو کیم کہ معنی و بگوین عبارت از ہم سرست
 کہ از حلیل و اتھا و بعد است یعنی ہرگز متد مروجہ اوست تعاملتہ نما کر این با ہم مستند و با تو متداند
 تعالیٰ اس را بے گویہ زندگان چگونہ متعسکے شوہر و بچہ ہوشیاء، پستہ و جود و تعالیٰ و حکم
 نیست است و در شرح رباعیات و در شاہ ولی اللہ، قدس سرہ سے فرماید۔ باہرست
 کہ ہون عالم و نہر ہوشیاء ش حرارت نار و پروت اما از اہل بدیعیات است و ممکن نیست
 کہ کس باسلامت عقل دلان شد کہ نہ از تہی و ہم شاہ ولی اللہ در مکتوب مدنی در ۱۰۲۰ فوشہ از بقا
 الصوفیہ یلنظرون ان الحقان الامکانہ اعتبارات و اضافات لاحقہ بالوجود لان الحقول
 بہر حق حکایت تھا، یعنی حق تعالیٰ کی طرف سے حکایت کہتے ہوئے انہوں نے یہ کہا تھا اور اگر یہ حکایت کے
 طریق پر وجود ہوگا اس میں حلیل اور اتھا کا شامیہ ہو تو یہ لیا کہنے والوں کی ہم اس طرح تو بدیعیہ گئے۔
 جس طرح نصاریٰ کی تردید کرتے ہیں۔ اور اس مکتوب شریف میں ہے یہی مرقوم ہے کہ حضرت عبدو قی
 ہیں کہ بگوئیہ یہ نصیران بزرگوں کہ ہند اوست کے احکامات سے معنی سمجھتے ہے۔ وہ یہ کہ یہ تمام جزئیات
 متفرقہ جو حادثہ ہیں یہ سب اس ذات واحد کا شامیہ ہے اور یہ کہا جوں کہ اس عبارت کا ایک اور معنی
 بھی ہے جو معلول و اتھا سے بہت دور ہے یعنی تمام شامیہ نیست میں موجود تو وہی ذات تبارکی
 ہے یعنی تمام چیزوں کا جو ذوات ہاری تعالیٰ کے وجود کے مقابلہ میں نیست کے حکم میں ہے۔ یہ معنی نہیں
 کہ تمام چیزیں جو ہوں اور اس کے ساتھ متد میں یا سا تو کوئی ہے وقت بھی نہیں کہہ سکتا ہے جیسا کہ ایسے بڑے
 بڑے بزرگ لیا کہیں معاذ اللہ شرح رباعیات میں مد میں حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔ یہ
 بات بلکہ میں چاہیے کہ عالم کا خلق میں موجود ہونا۔ اور شامیہ کا کواکر و سیا کہ گ کہ حلیت ہانی کا شامیہ
 ہا یہ اہل بدیعیات میں سے ہے۔ جلی نہیں ہے کہ کوئی شخص عقل کی سلامتی کے ساتھ اس میں شک
 کرے۔ اور نیز حضرت شاہ ولی اللہ نے مکتوب مدنی ۱۰۲۰ میں کہا ہے کہ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ سو فیہ
 ان بات کا التزام کرتے ہیں کہ حقان امکا یعنی اعتبارات اور اضافات ہیں جو وجود کے ساتھ لایحق ہتے ہیں۔

footbaa-elibrary.blogspot.com

انصوفیتہ یقولون بالسناء وغیرہ لما و دعا غیر اللہ و ان الانسان غیر مفرس مان کان الخ
 یشملھا کلھا۔ تلامذہ مرفہ ہمارا دوا من الاعتبارات والاضافات معنی لایضاحم صذا
 فقبا یروئذسی و یھون منشاء لاختلاف الاحکام و الصوفیتہ حیث قالوا تعالیم عین الحق
 ما ارادوا نفی الوجودات الخاصہ سبل ارادوا افادۃ معنی الظہور نعم ان المعقول یقولون انش
 و دعویہ احد یعنی سبہ التماثل فی النوع و یقول الانسان و الفوس و احد یعنی الاشتراک فی
 الحیوانیہ فھذا نك الصوفیتہ یقولون العالم عین الحق یعنی تعینہ کلہ فی الوجود المنسط
 ای الصاحب الاول۔

و در شرح رباعیات و در شاہ ولی اللہ، قدس سرہ از مدہ توفی نقل فرمودیں
 وجود و بسط صادر اول است از ذات البیہ شیخ محی الدین المعلق اسم حق بیان تحقیقت تماشای
 ندارد کہ را پر وے است بزرگ و اعتراض نیست کہ بجز صدق بعض تصد ذکر وہ آئیے اگر او را
 کیونکہ ہم سو فیہ کرام کی طرف سے جواب دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سو فیہ کہتے ہیں کہ گاہ ہانی سے خائز
 ہے اور ہر دو ہم سے مختار ہیں اور اس طرح انسان ٹھوڑے سے مختار ہے۔ اگرچہ وہ دونوں سب کمال
 ہے۔ تو ضروری بات ہے کہ سو فیہ کلام اعتبارات اور اضافات سے ایسا معنی نہیں مراد لیتے ہو جس
 تعارض کے مخالف ہو و مختار جو احکام کے مختلف ہونے کا نشانہ ہے اس طرح اس مکتوب میں شاہ ماس
 فرماتے ہیں، سو فیہ جہاں کہتے ہیں کہ عالم میں حق ہے تو اس کے وجودات قاسمہ کی نفی نہیں کہتے۔ یہ
 نہیں کہتے ہیں کہ تبارکی ہوشیاء کا وجود ہی نہیں، بلکہ یہ مراد لیتے ہیں۔ کہ شامیہ کا کواکر و سیا سے ہے
 جیسے ایک متولی کہتا ہے کہ نہ وہ ضرور ایک ہی تو کواکر اس کی مراد و تماشای فی النوع جو تبارک میں وہ دونوں کی
 نوع ایک ہے اور لیسے ہی جب کہتا ہے کہ انسان اور اس کی ایک ہے تو اس کی اس کی مراد سو فیہ نیست کے
 خدا ن کا اشتراک جو آئے تو اس طرح سو فیہ کرام کہتے ہیں کہ عالم میں حق ہے اور مراد لیتے کہ عالم سب
 کا سب وجود منسط میں ہیں۔ یعنی صادر اول ہیں۔

اور شرح رباعیات حضرت شاہ ولی اللہ نے مدنی توفی سے نقل کیا ہے کہ یہ وجود منسط صا
 اول ہے۔ ذات آہی سے اور حضرت شیخ محی الدین کی ہر ہی اس پلا ستم کے اطلاق کرنے سے گریز نہیں کرتے۔
 کسی کو ان پر ہند بزرگ اور اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے سولہ صدق بعض کے اور کچھ بھی تصدیق نہ کیا۔

مبعث و جمہول گئے از شوش از ان سامین و بچھے و بھٹے و بھٹے اعظم
 مولانا دم و رشیدی شریف کو کہہ کر کہ لا الہ الا انا قانع بکونہ کہ باہر بیضا ہی تھی
 سرگنڈے فی الحقیقت باہر بیڑے بکے باہر باہر ماہد شجر ہو سکتے و از ہر بخش ہو سکتے منظم
 حق تعالیٰ بود چنانچہ اس آیت شریفہ است نادینا ذوات الشجر ان لیخو علی اذی انا اللہ
 و چنانچہ جن آدمی سے گہر و منظم جن باشد مردمان گمان سے کہند کہ آدمی منظم است کی
 منظم جن است ہم جن منظم دیں یا باہر بیڑے رشیدی

چوں پری غالب شو بکرمی سے بود از مرد و صفت مرد می
 دہری بس مال اہل قبائل بود پس پری را کہو گننے چوں بود
 خاضی ثناء اور حضرت خانی در کلمات حیات ۱۲۴ فرمودہ کہ اولاد اللہ تشابہات اند
 کہ حق را در کمال تمام است آں معانی کہ باہر بیضا منظم سے شو برائے انہا الفاظ مفرغ نمند
 یعنی اگر شیخ امیر بس فریاد اور جمہول یعنی مسلم ان بی جمہول الحیف الاطلاق کہتے ترستے والوں کے
 از ان شوش سے و در جوتے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر مانتے والا ہے۔

حضرت مولانا دم نے فتویٰ میں ذکر کیا کہ لا الہ الا انا قانع بکونہ کہ باہر بیضا ہی تھی
 ہے فی الحقیقت باہر بیڑے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس رشت کی طرح تھے اور ہوش و کوشش
 سے عمل پیکار تھے اور منظم حق تعالیٰ تھا جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھلا درخت
 سے کہ لے موسیٰ بے شکس اس رشیدوں اور جس طرح کہ انسانی جسم میں عمل ہو جاتا ہے اور جس ہی کلام
 کرتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ آدمی بوجا ہے ممالک کہ ہونے والا ہیں ہے اس طرح جہاں بھی ہونے والے
 باہر بیڑے تھے غشی

جس میں آدھی رعایت کیا ہے قادی سے اور بیگ و صفت کس کی یہاں
 سپہ میں ہی یہ حال اور قانون ہے تو جن کے خالق کی قدرت اور کثر کیا ہوگا
 کلمات حیات میں حضرت خانی ثناء اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اولاد اللہ کے
 کلام میں بہت سے تشابہات تھے ہیں کہ حق ان کے اور کس سے حاکم ہوتی ہے وہ معانی جو اولاد اللہ
 پر مشکوٹ و رعایت ہوتے ہیں ان کی تعبیر کرنے الفاظ نہیں ہیں۔

ناچار باستعارات و مجازات حکم سے فرمائیے
 در نیا بد حال بخت بیخ خام پس سخن کو تازہ باہر و اسلام
 باجملہ معانی کاہری مراد ایشاں بیت از معشوقات در عالم مثال کلام سے کندہ ہونے معانی
 ظاہر و مخیدہ او عام سے کہند و انہا مراد ایشاں نیست، و بعض معانی ایشاں بھیجے نہیں دے بعض بھیجے دیگر
 و درقات و صفات اہل کبریاں اپنے متعلق و ممالک مثل آیات و احادیث است حکم نیا کرید۔ و لا
 تَعْلَمُ مَا تَكْتُمُ لَكَ يَا حَلْفَ رَاقِ السَّخِخِ وَالنَّقَرَ وَالْفَوْادِ كُلُّ اُولَئِكَ كَانَ مَقَافَاً عَمَّا تَتْلُو
 چوں و تصدیق عباد میں است و درقات تعالیٰ چکر و علقن باقیین ما باہر باشد و نچرا دیا کہند اند
 معانی در کبر مراد و اشتراک اند و رقیما و شاہ ولی اللہ فرمودہ در کتاب المکتوب شیخ عبدالہامی و در حق آدم
 بنوری استمخلاق تمام پیکار کتب شیخ کراہی را با بظہر شہر طامط و مسیحت اوقالی ہی میں دیا ہے۔

جبوڑا استعارہ اور مجاز سے و کلام کہتے ہیں زمرہ فارسی فرماتے ہیں

کسی خام آدمی کا پتہ حال نہیں ہو سکتا جس بات مختصر کرنی چاہئے اور ہم
 غلامیہ ہے کہ معانی ظاہری ان بزرگوں کی مراد نہیں بلکہ عالم مثال میں جو کشف سے ان پر ظاہر ہوتا
 ہے ان کے بارے میں کلام تھے ہیں جس لوگوں نے ان کے ظاہری معانی سمجھے اور جوئی کیا ہے ممالک ان
 بزرگوں کی مراد یہ تھا نہیں، اور جن نے ان کے معانی ایک خاص طریقہ پر سمجھے ہیں اور جن نے کسی دیگر طریقہ پر
 اس بات سے کہ درقات اور صفات اہل کبریاں جو چیزیات و مادیات سے ثابت ہوتی ہیں اور ان کے مطابق
 محقق ہے اس کے سوائے کوئی بات نہ کی جلتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اس چیز کے بھی و پڑوس لائیں علم نہیں
 بیشک کان انھیں اور اول ان سے پہلے کیا جاتا ہے مگر جب محقق العباد میں یہ بات ہے تو ذات اہل کے بارے میں
 کس طرح باقیین کندہ کرنی جائز ہوگی اور جو کچھ اولاد اللہ سے ثابت ہے یا نہیں جو گفتگو کی ہے ان مراد و نہیں
 ہے جو ظاہری طور پر کہتی جاتی ہے مگر اس کا مطلب کچھ اور ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب انشباء فی سلاسل اولیاء اللہ
 میں فرمایا ہے۔ شیخ عبدالنہی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب سے نقل کرتے ہوئے کہ حضرت آدم
 بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں متخلف تمام پیکار کرتے ہیں اس تک کہ ممالک ہمشیا اور شہود کے عجیبے
 باعث ہیں ہی پاتا ہے۔

اس را دہ اصطلاح اس حافتہ تو حیدر وجودی سے گویندہ و اگر ہشیامہ درکم کر و مشاہدہ معنی و در عالم شل
 جمال ذوالجلال و در ہم ہشیامہ کر و دو اشہاد را از نظر انما نہایت، و اس را تو حیدر شہودی خوانند انما ہنوز
 وصول مطلوب حقیقی ہے تپس ہشیامہ نماند بعدہ اگر ہیر کال خواہ بود از درہ تجلیات و شہادت
 تو حیدر خود مرید را یا در وہ از تجلیات و شہادت نیالی خدا ساخت متی کو معلوم هیچ مانہ بجز فریقین۔
 خدا صراحت کو در سلوک بر کا شفات عالم مثال است۔ ہر کسے بطور و مشکوف تو حیدر کرم
 پس باید۔ کہ اولاً از کا بسیا رنگہ ہاں طریق کہ میان کرم و تو حیات شیخ افندہ کنہ پس ہر آنچہ بر و شکو
 شود و اگر موافق شرع شریف باشد اقسامہ و در اولہ تو حیدر ہر بریں بندہ حالات آمدہ و بوجدان یا نہتہ
 قدسے انال سے نو سیم ان شاد تعالی۔

اور اس کوئی کی اصطلاح میں تو حیدر و شہودی کہتے ہیں۔ اور اگر ہشیامہ کو کرم کہے اور عالم مثال میں جہان نور کو
 کہ ہشیامہ کے پیچھے شاہد کرے اور ہشیامہ کا نظرا نفاذ کرے تو اس کو تو حیدر شہودی کہتے ہیں مگر یہ بھی جی
 مطلوب حقیقی تک وصول بغیر ہشیامہ کی تکمیل سے نہیں ہوتا۔ اسکی بعد اگر اس مالک کا ہیر کال ہوگا تو وہ اپنی
 تو حیدر سے مرید کو تجلیات و شہادت کے جوہر سے خالی بنا دے گا جسکی کسوٹے نور تعین کے اس کو اور کچھ
 بھی معلوم نہیں ہوگا۔

تعاہدہ سے یہ سلوک کا دار کا شفات اور عالم مثال ہے۔ ہر ایک مالک اپنے کشف کے مطابق
 گفتگو کرتا ہے پس چاہئے کہ سب پہلے انکار کی فرشت کے اس طریق پر چلے کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔
 اور اپنے شیخ کی تو حیات کو جذبہ کہ ہے ہر اس پر کچھ کشف سے ظاہر ہو، مگر شریعت کے مطابق جو تو
 قابل تقیاب ہے۔ و نہ لائق امتیاز اور قابل تو حیدر نہیں۔ اور وہ جو کچھ ہیں بندہ حضرت مولانا حسین علی پر عیالات
 ظاہر ہوئے ہیں۔ اور جن کو اپنے وجود کی سے معلوم کیا ہے ان میں سے کچھ تم کو کر تے ہیں انشاء اللہ

سے حضرت شاہد رضی اللہ عنہم لافذی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل سے کہا ہے۔ کہ ودعا الوجودہ انون کی فرخ
 اسکی شہادت سے ہے۔ کہ تو حیدر و شہودی کی معرفت سے آشنیت روحانی کا ذوال ہو جائے۔ اور قانتیت ہمدی
 فرخ ماس جو ہر مانی ہے اہل کامل وصل میا کہ دریا کلام کے نزدیک معروض ہے عادت ہر کس میں کار ہوا ہے اور
 یہ چیز عادت و عیب و عیب سے کجبت کے اعظم میں مستعد آداب اور کمال اطاعت سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

توجہ شیخ

جہاں سے بلند تو حیات شیخ وہیں راہ ضروری است لایسا و ہر فرقہ بندیہ و لایسا مجبور۔
 شیخ چل تو حیدر سے کنہ مرید اور ہونے خود سے نشاندہ و دانہا را راجہ است و ہر طریق تو حیدر نمودن
 مشائخ بر طالبان حق علی و علی۔ ان است کہ متوجہ شود شیخ بسوئے نفس خود و نسبت کہ العافش طالب
 منظور است و ہمت تاسہ قریر نماید بیلے انتقال اذ تو حیدر بیلے طالب اپری منتقل سے شود موافق استعدا
 آن و تہنیکہ طالب ثابت باشد تصور سر مش خود تو حیدر غائبانہ سے فرما بندہ کا کشف را با انجام رسانند
 اپنی و معنی صورت نامیزہ الشیخ عند الضل است یعنی پیرا در و دعا وصول فیض غائبانہ بطرت اوست کند
 وہم نہیں مرید خیال بطرت پیر کہ وہ انتہا چہ گاہ اسی سے نماید کہ غلبا فیض ایشان میں برسان اهدنا الصراط
 المستقیم صراط الذین انعمت علیہم وال است بریں امری صورت پیر تصور کر وہ انتہا مانا چھوگا؟

توجہ شیخ

سے اور تو حیدر معلوم ہوتا چاہئے کہ اس را میں را و سلوک میں شیخ کی تو حیات بہت مشہور ہے۔
 بانفوس طریقہ عقین یہ اور مجبور میں تو حیدر شیخ بہت اہم ہے شیخ جب تو حیدر کرتا ہے۔ تو حیدر کو اپنے ملنے
 بجا تلبے۔ اہتا مارا ہر میں شکو ہے۔ کہ شیخ کی تو حیدر کا طریقہ طالبان حق کے لئے اس طرح ہے۔ کہ
 شیخ اپنے نفس کی طرف تو حیدر کرے اس نسبت میں جس کا افتادہ مرید پر شکو ہے۔ اور بہت تاسہ قریر یعنی
 کامل روحی کی تو حیدر سے کہے۔ اس نسبت کے منتقل کرنے کے لئے اپنے آپ سے اس طالب کی طرف تو
 اس طالب کی استعدا کے مطابق وہ نسبت منتقل ہوگی معنی میں اس طالب کی استعدا ہوگی لگا استعدا
 کامل ہوتی تو نسبت بھی کامل اور ہر کی منتقل ہوگی۔ مگر استعدا ناقص ہوتی تو نسبت بھی اس رویہ کی منتقل
 ہوگی۔ اور اس وقت طالب سامنے موجود ہوتا تو شیخ اس کی سموت کا تصور کر کے غائبانہ تو حیدر لے۔
 اور اس طالب کے کام کو انجام تک پہنچائے۔ اور صورت کے تصور کا عمل یہ ہے کہ جو چیز عقل کے نزدیک
 دوسری چیزوں سے ممتاز ہوتی ہے یعنی پیرا در و دعا وصول فیض غائبانہ اس طریق کی طرف کہے۔ اور
 اس طرح مرید یا خیال پر کی طرف کرتے جوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے انتہا کہے کہ خداوند کو ہمیں اس کا
 فیض مجھ تک پہنچائے۔ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت اس پر ولادت کرتی ہے۔
 اور مرید پیر کی صورت کو تصور کر کے انتہا کہے اللہ تبارک کے سامنے کہ ان کے واسطے سے

tooba-elibrary.blogspot.com

بازرہلیہ نفس بازہلیہ قلب حرکت اشغال آس ماری شود و از مرآت بر قلب کند یعنی انتظار نفس۔
 جذبہ اذدادت جمعیت حضور

در پارت اطمینان میں است اگر بکشند یہ اس کار جمعیت حضور در وقت بصورت اشکال نفس
 متوجہ نفس شود و کوشش و اقوار پندار اختیار نہند۔ غالب را حصول چار چیز رغبت سے فرمائند۔
 جمعیت حضور و جذبہ اذدادت، کشش لطافت را کہ بطرف فوق سے شود نہایت سے گوئی اذدادت
 عبارت است از اور دشمن حملہ از فوق رقبہ کہ طاقت تحمل آس و شوق متعلق است و ہم عبارت
 و عدم در وجود ہم سے گویند۔ و در مساک است و جمعیت عبارت از یہ خطرگی یا کم خطرگی رقبہ است
 و حضور عبارت از پیدائش تو جہ است و رقبہ بسورہ حق سبحانہ۔

اگر شرطہ مانع حضور ہے؟ تا چہ اگر کسی نشود شروع و در جمعیت بگنجد و دیں و اثر نہ چہ
 و بی خودی و دوام حضور تو بہ حاصل سے شود۔ چہ تو بہ اما شوش جمعیت نایہ شروع و روایت کرتی
 اس کے بعد لطیف نفس پر خاص خود سے اثر ہوگا۔ اور بعد لطیف رقبہ پر حرکت نمود ہوگی۔ یا اس قسم کے حالات
 جاری ہوں گے اس کے بعد عقب پر واقعہ کرتے ہیں۔ یعنی نفس کا انتظار کرتے ہیں۔

جذبہ اذدادتہ جمعیت سے اور حضور ہا میازے

واریہ اطمینان میں ہے کہ اگر بکشند یہ ہے اس حال جمعیت عقب اور حضور پر رکھے۔ و
 فیہ صورتوں اور اشکال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور کشف اقوار کا پندار اختیار نہیں کرتے۔ بلکہ طالب مساک
 کو چار چیزوں کے حصول کی رغبت دلتے ہیں، ایک جمعیت، دوام حضور موسم جذبہ چہ ہمارم اذدادت،
 لطافت کی کشش، اور یہی طرف ہو جائے اس کو جذبہ سے ہے ہمیں کہتے ہیں۔ اور اولاً کا مطلب ہے حملہ آوارگی
 سے عقب پر ہمارہ ہونا جس کے تحمل کی طاقت و شوہر ہوتی ہے۔ اسی اذدادت کو عدم اور وجود ہم کہتے ہیں۔
 اور مسکا میں ہے کہ جمعیت عبارت ہے قلب کی یہ خطرگی یا کم خطرگی اور حضور عبارت ہے اس کے رقبہ
 میں حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف تو بہ پیدا ہونا ہے۔

اگر چہ اگر کسی تک حضور حضور سے مانع نہ ہو یعنی اس نفس میں حضور تمام حاصل ہو اور شرطہ اس میں منہ
 ہو تو مساک جمعیت کے وارہ میں قدم شروع کر دے۔ اسی اثرہ میں متعلق۔ یعنی خودی اور دوام حضور اور
 تو بہ حاصل ہوتی ہے جب تو بہ جہات کشش ملاز کا احاطہ کر لیتی ہے۔ تو روایت کسبہ کی

foobaa-elibrary.blogspot.com

آپس کے بواسطہ ایشان فیضات ہیں ارسال۔ و محنتی صورت مایمیز ایشان منہ لعل است و افاتان
 لا کہ تیرہ است چگونہ اشکال صورت آہنا کند و گاہے خود را صین پر تصور نماید یعنی التبا نماید کہ خود را
 مراد و مقام پر بہر رعایت فرما۔

تصور شیخہ

و در موقوفات حضرت مرزا قزاقی اللہ تعالیٰ بصرہ اذدادت سے مرقوم، اذدادت عقبہ خواہر
 التمام و تضرع بکتاب آئی باید نمود و صورت مرشد رجب العین و آشرہ بواسطہ و التماسل از امراض باطنی
 باید فرمود یعنی صورت مایمیز یعنی الشی عند النقل یعنی تیرہ مرشد و عالم کد کدوسل بطریق صلوة و دعا
 بہتر است پس محل مساک و راز کا کشل کر دوار شیخ تو بہ اند کہ در و ابطرا خام شد یعنی در دو باطنی
 لازم کر و پس اولہ بر لطافت نفس حرکت گاہے سویش گاہے ثبات گاہے نیت گاہے و اگر حالات یہ
 فیوضات ہو کہ پیشانیہ اور صورت کا مستحق ہے جو یہ عقل کے نزدیک نماز ہو، و نہ نہیں پہلے کلام کی اسفل
 و بیاضی نہیں ان کی صورت کا لیاں کی طرح کرے گا۔ اور کبھی ناک ہے کہ مر دینے آپ کہ میں پر تصور کرے۔
 یعنی وہ اٹھا کر ہے۔ کہ لے خود و تعلق کلمہ کہ کہہ کے تعلق میں بہرہ ور کرے یعنی عیایت سے اسکی مقام میں
 مجھے ناطق اور قائم کرے یعنی جبروین پر کہ حاصل ہوتے ہیں وہ یعنی مجھے حاصل ہوں۔

تصور شیخہ

حضرت مرزا جہان ماہان کے موقوفات میں مرقوم ہے کہ بعد وقت مساک پر خواہر مایا
 کا عقبہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا اور ہزنی کرنی چاہیے۔ اور اپنے مرشد کی صورت سامنے لائے یعنی
 اس کے توسط سے امراض باطنی کے ازالہ کے لئے۔ اللہ تعالیٰ سے التماسل چاہیے۔ اور صورت کو سامنے
 رکھنے سے مراد یہ ہے کہ وہ صورت شکل عقل میں باقی پائیدار ہے، یعنی مرشد کے توسل سے وہ عالم کد کدوسل
 و ناخبر خیال کرے کہ جانے کہ کہہ کر تو شکر کہ تھا ہے، یعنی مرشد کے توسل سے وہ عالم کد کدوسل
 بطریق صلوة و دعا ہے جسے بہتر ہے پس جب مساک انکار میں مشغول ہو۔ اور شیخ سے تو بہ اند کرے اور اولہ
 کو قدم پر کھڑے یعنی در دو باطنی کو قدم کرے۔ تو اولہ لطافت نفس پر حرکت کا محور ہوا۔ یعنی کبھی سوزش نہیں نفس
 کبھی تخی اور کبھی دوسرے حالات آئیں گے۔

شعبہ - المعارف ۱۹۰۱ کمال استہلاک اور اشغال حاصل شود علامت قنایت و دائر کبریٰ است
فیض کہ بیاض قنوت داشتہ باشد سید متعلق شود وسعت و تمام سینہ گویا و در محل انقضی انصراف
سے شروع ہوا اور الفاہ شرع شروع شود گویا انعام سابق است۔ ہذا فی ملفوظات سیدنا
محمد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولایت علیا و وصل عریانی

باندہ ولایت علیا صورت مثال دائرہ علیا مانہ خط و شعاع آفتاب است، اور کمال متعلق
عریانی حاصل شود۔ دور و المعارف ۱۹۰۲ وصل عریانی حیات از جنی ذاتی است، چوں از لطیف
فرض حاصل ہوا اور استہلاک اشغال زیادہ تر دور و بر پرتہ الظالمین است در ۱۹۰۲ دستے در تمام دن
پیدا شود۔ احوال لطیف در تمام قالیبے سید دور و المعارف ۱۹۰۲ در حقائق سید لطافت نسبت
دوسعت سیدے کیفیتا و نسبت باطن عجم رسد در ۱۹۰۳ ہدایت الظالمین است طمو و وسعت چوں

کا در شرح ہو جائے، اور المعارف میں ۱۹۰۳ میں مرقوم ہے کہ جب کمال رجبہ استہلاک اور اشغال حاصل
ہو جائے تو یہ دائر کبریٰ کے تمام حصے کی نشانی ہے۔ اور صبر فریضہ منقطع سے متعلق رکھتا ہے۔ وہ سینہ سے
متعلق ہو جائے۔ اور تمام سینہ میں وسعت گویا اور انقضی کے تمام میں خصوصاً ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے بعد
پھر اس ظاہر کا دور شرع ہو جائے۔ گویا کہ تمام کا تمام مراتب کا تمام ہے در تمام پہلے در چوں کا مکمل اور پورا
کرنا، اجانسے مرشد حضرت خواجہ محمد عثمان کے ملفوظات میں یہ مرقوم ہے۔

ولایت علیا اور وصل عریانی

پھر ولایت علیا کی مثال صورت دائرہ علیا آفتاب کی شعاعوں کی طرح نمودار ہوتی ہے۔ اور کمال
میں وصل عریانی حاصل ہو جائے، اور المعارف ۱۹۰۳ میں ہے کہ وصل عریانی حیات ہے تجلی قناتی سے
جب لطیف نفس سے مطابقت اور پرتا ہے تو سہل ہوا اور اشغال زیادہ ہو جائے۔ اور ولایت الظالمین
۱۹۰۳ میں ہے کہ تمام میں جن سمت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لطیف حالات تمام قالیبے جسم پرتا ہوتے
ہیں اور دار المعارف ۱۹۰۳ میں ہے کہ حقائق سینوں لطافت اور ریاضت اور وسعت کا رنگ اور باطنی
نسبت میں ہے یعنی پیدا ہو جاتی ہے اور ۱۹۰۳ ولایت الظالمین میں ہے کہ طور رفتندی اور وسعت میں

جس از پیش است۔ و در ۱۹۰۳ ہدایتہ الظالمین است، اور حقائق انبیا خاص خاص حضرت
ذات مجبے خاص با صیب خدا سے اللہ علیہ السلام حاصل ہے شروع بعض اشخاص ماوراء القوس
مثال ذفرے سے آید۔ اور سینہ مذکورہ مقامے بقائے سیرے نمایین دور و بر است اس واسطے
کشف عیانی سے گویند و بعضے تبدیل احوال تغیر و احوالات با بارک خود و یاقوت سے کشف و عالم
مثال نے بیند اس واسطے کشف و جلالی سے گویند۔ و تہذیب و بر مقام پیش از سبق فرمودن
مرشد خود و مومروں ہم سبق نزقانی گشتہ داوڑک حالات ہو جوں یا نہ اسے ہا موشکان و در ۱۹۰۳
و ظلع ساقیوں کی اشغال مقام است کم از مین و دائرہ است و کلمات لطیف در ۱۹۰۳ است۔
در عالم مثال قرب، آہی بصورت قرب مکانی متشکل ہے شروع و زینت عالم مثال کہ اس واسطے کشف
تعبیر سے کشف از قبیل رؤفا و وضام است، چنانکہ در کشف غلط آتہ تہی۔ اس سے دائرہ جوں یا نہ ہم
شدن دور از قبیلوں کی اشغال مقام است یکساں است دور و در المعارف ۱۹۰۳ است فرمود

نیا دور سے زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ اور ولایت الظالمین کے ۱۹۰۳ ہے۔ کہ کہ انبیا صبر العظمتہ و اسعوم
کے حقائق میں خاص قسم کا افسردہ است، لذت باری تعالیٰ کے ساتھ اور خاص محبت صیب خدا سے
و در سلم کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔ اور بعض اشخاص کو یہ دائرہ عالم مثال میں نظر آتے ہیں اور وہ دیکھتے
ہیں کہ وہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی سیر کر رہے ہیں یعنی قناتیوں میں کشف بھی روایکے تہیل سے
ہے۔ ایسے شخص کو صاحب کشف عیانی کہتے ہیں۔ اور بعض اشخاص حالات کے تبدیل اور احوالات کے
تغیر کو اپنے داوڑک سے دریافت کرتے ہیں اور عالم مثال میں نہیں دیکھتے۔ ایسے اشخاص کو صاحب کشف طوقی
کہتے ہیں اس صورت ہوا آسین چنے لپنے باہر میں فرطتے ہیں کہ اور تہذیب و بر مقام میں اپنے مرشد کے سبب چہنے
سے پہلے ہی مامور و مومروں پرتا تھا نزقانی سبق کے لئے اور اپنے جوں سے حالات کا داوڑک کشف تھا۔
پس مرتبہ میں ماوراء القوس یا نہ کشف عالم مقام ہے۔ یہ چیز ہوا آتہ دیکھنے کے کہ نہیں۔ اور
کلمات عیانیات ۱۹۰۳ میں مذکور ہے کہ عالم مثال میں قرب آہی بصورت قرب مکانی متشکل ہوتا ہے۔ اور عالم
مثال کا کشف ہا میں کو مومروں کو کشف سے تعبیر کرتے ہیں۔ از قبیل رؤفا و وضام سے یعنی خواب میں جس طرح
اشخاص تجریدی حقایق ہیں، اس طرح عالم مثال میں بھی نظر آتی ہیں اور کبھی کبھی کشف میں بھی واقع ہو جاتی
ہے پس ان اشخاص کا کشف یا انہماک ہونا یا مارتہ میں دیکھنا کہ ظنون مقام سے یہ سب عیانی ہو۔ اور در المعارف ۱۹۰۳ میں

foolbar library.blogspot.com

کہ کشف اشغال صواب ہر دو است و جو ملک قائل خطا نیست۔ و در کلمات جہیات در رسد
 است شناخت جہیات الہیہ کہ متصل بر اولیٰ الرحمن ارباب محبت و معرفت داروئے شہود امر سے شہود
 است بصیرت تیز نے پایۃ اشقیات و تجلیات جہاد ہر معلوم گردد
 بحثے وجود و تنزلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر
 خلقہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین۔ و در مقامات منہجی و در مکتوب سوم نہ مرتبہ عم
 و احب متعین و منزل جہتی است یعنی وحدت و احدیت ہر دو عبارت است از ملاحظہ او
 سبباً شہونات و صفات خود را جماعاً و تفصیلاً و مرتبہ علم و سہ گویند کہ در خارج غیر از وجود و احد
 بیخ شکی را تحقق شہوت نیست و کثرت مرتبہ و مرتبہ نام کی است۔ مراد قوم از اطلاق و ہم جہتی
 مرتبہ است کہ اس کثرت را حقیتے دیگر نیست جہاں جو روح و دین مرآت و جوہر بنسبت جہیات کثرت
 حضرت شاہ علم علی نے فرمایا کہ کشف میں اشغال خطا و صواب دو فرق کا ہے۔ اور وہاں خطا کا عمل نہیں،
 اور کلمات جہیات سب سے ہے کہ تجلیات الہیہ کی شناخت جو برابر اول محبت و معرفت کے باطن پر
 وارد ہوتی رہتی ہیں بہت رشاد حاصل ہے۔ بصیرت کی نگاہ تیز رہتی چاہیے تاکہ کشفی امور اور تجلیات
 جہاد معلوم ہوں۔

وجود اور تنزلات کے بحثے

بنام خداوند بزرگوار و ہر ماں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے ہیں جو تمام جہانوں کا مقرر ہے اور
 درود و عزت نازل ہوا کی مخلوق میں سب بہترستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولیٰ و صحابہ پر
 مقامات منہجی و در مکتوب دسواں ہے کہ مرتبہ علم و احب جو کثرت ہے منزلتوں ہے جو جہتی ہے یعنی
 وحدت اور احدیت و دون عبارت ہیں حق جماعاً و تعالیٰ کے اپنے صفات اور شہونات کو جماعاً و تفصیلاً علم
 مرتبہ میں ملاحظہ کرنے سے۔ اور کہتے ہیں کہ کشفی شایخ کوم کہ خارج میں سوائے وجود احد کے کسی چیز کے لئے
 تحقق اور ثبوت نہیں ہے۔ اور کثرت جو کلماتی ہے وہ یہ کہان کا نام ہے۔ اور مراد ان کی اس مرتبہ میں وہم کے
 اطلاق سے ہے۔ کہ کثرت کے لئے کئی اصیقت نہیں۔ وہی وجود احد ہے جو جوہر بنسبت کے نتیجہ میں
 کثرت جہیات سے منجی ہوا ہے۔

تجلی شدہ است از نور کلمات جہیات و در مکتوب دہم از آرشاہ ولی اللہ صاحب است۔ مختلف
 فی الوجود بنسبت علم جہا کل الموجودات فقال العبد والقونومی اند صادر من الذوات الالہیۃ
 فقال مولانا الجاشی الفرق بین الذوات الالہیۃ و تصالوا لاول اعتباری حیث قال۔ تحقیق
 است کہ فیض جہاں ذات بیض است اما باعتبار بطورم و انبساط عقول الشاہ ولی اللہ و الحق عندی
 هو لذهب الاول کیف و تمایز الوجودات الخاصتی الاحکام و شہوت جہانی۔ انفسہا من جہلی
 البیدیات فالتنزل الذریبہ یحصل ہذا الاشیاء من التنزلۃ الثانیۃ لاجتہاد۔ والذریبہ
 بین الوجودات و بین نوعها الا فرق الاعتباری المنقطع بانقطاع الاعتبار و کذا انہی بین
 کل خاص و عام لہذا ان یوقف کلام الالہی الذوات الالہیۃ۔ و در جہلی مکتوب حضرت مراد است
 حکما ہر دو جوہر بنسبت آثار و احکام صورتیہ است کہ ان صورتیہ انبساط لایان الاعیان الثابتہ ما شہمت
 راجعۃ الوجود ہیں یعنی اولیٰ جہاں علم الہی یعنی ملاحظہ اور سبحانہ صفات خود را جماعاً و اس طرح وحدت
 اور کلمات جہیات سب سے ہیں شاہ ولی اللہ کے مکتوب مدنی میں ہے کہ کثرت کے اعمال جو بنسبت کے متنق
 جو تمام وجودات کے جسم پہ محیط ہلا ہے مختلف ہیں حضرت شیخ صدیقین فرماتے ہیں کہ یہ وجود
 سادہ ہے ذوات الہیہ۔ اور حضرت مولانا جاشی فرماتے ہیں کہ ذوات الہیہ اور اولیٰ میں فرق اعتباری
 ہے۔ جیسا کہ مولانا جاشی نے فرمایا ہے کہ فیض در اصل وہی ذات بیض ہے۔ البتہ عموم اور انبساط اعتباری
 سے حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک حق پہلا نہ سب ہے بلکہ جوہر ذات خاصہ کا حکم
 میں باجماعت ہونا۔ اور ان مختلف اشیا کا اپنے تمام ثبوت۔ مثلاً البیضات سے ہے ہر وہ متنزل جہی
 سے کہ اشیا کا وجود حاصل ہوتا ہے۔ لہذا لایبیز ثبوت نہیں ہے۔ اور اگر ایسا مسلم نہ کیا جائے تو ہر فرادہ اور
 ان کی انواع میں صرف فرق اعتباری ہی رہ جائیگا۔ جو متنق ہو جائے۔ اس اعتبار کے انقطاع سے اور اس فرق
 ہر خاص و عام کے درمیان بھی ہی بات ہوگی جہاں تک یہ سلسلہ ذات الہیہ کہ ترقی ہو جائے۔
 اور اسی مکتوب میں ہے۔ حضرت مولانا فرمایا ہے کہ کفار ہر دو بنسبت میں سور علیہ کے
 آسمان و احکام ہیں جو خود صورتیں۔ اس لئے کہ جہاں ثابتہ ہے تو وجود کی وجہ نہیں سونگی یعنی میں
 اول سے مراد جہاں علم ہے یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا اپنی صفات کو جماعاً و ملاحظہ فرمایا اور سکونت

foobaz-elibrary.blogspot.com

تائید و تائید ماست و تائید الوجود و تائید شیخ ابجران حقیقت محمدی و تائید امام ربانی تفسیر
 سرفراز علی خلیل است از مثل حقیقت محمدی۔ و تحقیق محمدی حسب مست یعنی منشاء تشریح پس امر
 اعتباری شد۔ و کل ماسوی ذاتی اذہ تعالی وصفاتہ بعینتہ و مخلوق سوا صفات
 من الاعتبارات و من عالم المثال الواصل الی الوجود و لظلال غیر متماہیہ در عالم
 مثال مرئی سے شونند و در خارج نیست الا ما خلق الله تعالی مالا تعلم حقیقتاً۔ و از اشارت ابجران
 حاضر صاحب است **مرتب ۳** از کشف اولیاء ما ثابت است کہ اسما و صفات الہی را فاعل اند
 ملا و از فاعل آل است کہ لکھائف انداز مخلوقات الہی کہ اس نسبت تمام است با سماء و جفایا
 الہی کہ بلان تناسب و واسطہ سے شونند بلئے صائیدن یعنی در مرتب ۳ در پریش خلق و ساختن آن
 واسطہ بلئے انسان محقق خواہ بود۔ انتہی اول شیلئے کہ فاعل و در عالم مثال و فاعل اند بجان لازم
 نیست کہ در خارج باشند و در عالم مثال مثال بر شش است سوادھان فی الخارج اوجان منشاء و جفایا
 کے اسم سے موسوم کرتے ہیں۔ اور شیخ ابجران کو حقیقت محمدی کہتے ہیں۔ اور امام ربانی مجدد الف ثانی نے فرمایا
 یہ عمل ہے حقیقت محمدیہ کے فاعل ہیں سے۔ اور حقیقت محمدی حسب ہے یعنی اس عمل کا مستند و تشریح تو
 اس طرح یہ امر اعتباری ہوا۔ اور ہر وہ چیز جو ذات باری تعالیٰ اور اس کی صفات حقیقہ کے واسطہ سے خواہ
 وہ اعتبارات ہوں یا عالم مثال یا عالم افعال اور اس واسطہ سے سب مخلوق ہیں اور فاعل غیر متماہی عالم مثال
 میں دکھائی دیتی ہیں۔ اور شاہیح میں صرف وہی کچھ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اور اس کی حقیقت کو
 ہم نہیں جانتے۔ اور تعالیٰ شہادت اللہ نے ارشاد و اعلا بیان مسکت میں فرمایا ہے کہ اور ہر آدم کے کشف سے یہ آج
 ثابت ہے کہ اسما و صفات کے فاعل ہیں۔ اور ملا و فاعل سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہے
 لطافت (لطیف چیزیں) اس کی کہیں کو اسما و صفات الہی کے ساتھ متانست نام سے ہے کہ اس متانست
 کی وجہ سے وہ واسطہ بین ہستی میں نہیں پہنچانے کے لئے اور **مرتب ۴** میں ہے کہ فاعل کے پیدا کرنے میں اور ان کے
 انسان کے لئے واسطہ بنانے میں اللہ تعالیٰ کی محنت ہوئی ہیں کہ اسما الہی حضرت ملا علی قلی نے لکھی ہیں کہ جو چیزیں
 عالم مثال میں فاعل ہیں اور ان پر ولادت کرتی ہیں۔ یہ لازم نہیں کہ وہ خارج میں بھی موجود ہوں۔ عالم مثال
 میں تو ہر چیز کی مثال موجود ہے۔ خواہ وہ چیز خارج میں موجود ہو یا اس منشاء خارج میں ہو۔ اس طرح

www.foolbaa-elibrary.blogspot.com

بتدریج منہ مایہوں ہذا اظلال اسما و لائتہ اعلم بجاتہ الخ۔ و در مرتب اول ما خلق
 اللہ خودی و مردوازل یعنی ساوات حقیقت محمدی کہتے ہیں اس حدیث و کتب اصابت
 یا تشریح مولانا رشید احمد گنگوہی و تائید رشیدیہ تشریح کہ شیخ عبدالحق رشیدی کہ اس میں
 اسے ہیست و اللہ اعلم بحقیقت حال اس است کہ قی قائلہ بعضات خود موجود است و در
 ہر چیز مخلوق او تعالیٰ و علم ہاں از اساطیر مخلوق او تعالیٰ عاجز است بعض ہیا مخلوق لاکہ اند بعض
 حلالہ العرش یعنی دیگر عالم ارواح میں مخلوق او است تعالیٰ و باہمیت روح معلوم نیست قی التوحید
 عن آتھ و توحی و ما آتھ یستم من اللہ الی قولہ لآء

عالم مثال

و عالم مثال ہم چیز ہے بہت۔ یعنی در خواہا کہ شہادتا لہا را مثل اشیا نفس مثلا جند و غیر ذلک
 کہ وہیں امر کے حسب تعبیر حاصل ہے کہ اس میں عالم مثال میں ثواب و نوبہ اور حالت عینیں کہ اس را
 کہ ان فاعل کا ان سے تشریح ہو کے اور یہ فاعل ان کی مثال ہیں کہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اور
 حدیث اول ما خلق اللہ خودی یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے اللہ
 تعالیٰ نے پیدا فرمایا کیا اور اس سے یعنی شاہیح کہ اسم نے حقیقت محمدی کی ہے لیکن یہ حدیث کتب
 اصابت میں در یافت نہیں ہوئی۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے تائید رشیدیہ میں لکھا ہے کہ
 حضرت شیخ عبدالحق نے لکھا ہے کہ اس کاہایت کی کچھ اصل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔
 حقیقت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن صفات کے ساتھ موجود ہے۔ بانی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔
 اور ملا علم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے املا کہتے سے ماننے بعض ہیا مخلوق لاکہ کہیں۔ اور جس میں سے
 بھی بعض ماحولین پر شش ہیں۔ اور بعض اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ عالم ارواح بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اور بعض
 کی باہمیت حقیقت معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپ کہیں روح میرے رب کے امر سے ہے
 اور میں اس بار میں بہت حضور اعلم و باہمیت ہے

www.foolbaa-elibrary.blogspot.com

عالم مثال۔ اور عالم مثال بھی ایک چیز ہے تعبیر کی خاطر ہم اس کی تعبیر یوں کر سکتے ہیں یعنی
 خواب میں اور کشف میں کوئی شخص مشاوں کو اشیا کی طرح دکھتا ہے۔ اور ان کی تعبیر کرتے ہوئے اپنے مکان کے
 مطابق ان کی تعبیر حاصل کرتا ہے۔ پس عالم مثال میں عین خواب میں جو تعبیریں حاصل ہونا جو یا نہیں کجائیت میں

کشف گویا چیز سے بندہ سے بنید و تمیز گمان کردہ بحسب تمیز گمان غالب بحسب آن حالت کہ
 خواب تمیز اولادت برائے کند حاصل سے کند پس بندہ باز کا بر طرف حق سمانہ و تعالیٰ قریب سے
 شود۔ پہاں معنی کمر او دست تعالیٰ و در عالم مثال و در خواب و کشف سے بندہ کہ لفظاں و اثره در عالم
 و نقل خلل صفت میدہم در خارج و اثره موجود نیست۔ آنجا کہ خداست و از او کجا است۔ و لفظاں غیر
 متناہیہ و بدین در عالم مثال از لفظی لفظی حال بقرب بندہ است و بیشتر است۔ این مراد
 نیست کہ این خللاں لفظیاں در خارج موجود نیستند و اثره و ولایت مسفرنی خللاں صفات سے گزند
 و در اثره کبری صفات، ازل صفات، صفات تحقیقہ مراد نیست، بلکہ نسبت خللاں مسفرنی در عالم
 مثال اصول و نقطے آئندہ ہم نہیں صفاتی البیہ یعنی سما کہ تعلق آئینہ آئین شریف، و کعبہ و صلوٰۃ
 باشد و در عالم مثال نظر سے آئندہ، و این اما باجم صفت خارجہ تویم نیست، و ہم نہیں صفاتی انبیاء و در
 عالم مثال نظر سے آئندہ، و کعبہ و صلوٰۃ و در عبادت و کثرتی خیال ذکر و بے خودی
 کہیں و کشف کہتے ہیں جو چیز بندہ و کشف ہے۔ اور اپنے خیال کے مطابق تمیز کرتا ہے۔ پھر جو چیز کہ خواب میں معلوم
 ہوتی ہے۔ اور اس کی تمیز اس پر ولادت کرتی ہے۔ اس چیز کے حصول کا گمان غالب ہو کہے ہیں بندہ اذکار کی ذمہ
 سے اللہ تعالیٰ کی طرف تریب برجاتا ہے۔ اور اس قریب سے وہ ہی معنی مراد ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔
 اور بندہ عالم مثال میں خوب اور کشف کے نزدیک دیکھتا ہے کہ میں نکلن و اثره کسک پیچا ہوں یا نکلن صفت کے
 لفظ تک پیچا ہوں۔ خارج میں و اثره موجود نہیں، یا کسک جہاں خلیبے و اثره کا وجود کہاں ہو سکتا ہے۔ اور لفظاں
 غیر متناہیہ کا پیچنا عالم مثال میں اور ایک شکل سے دو سے لفظ تک پیچنا بندہ کے قریب پر ولادت کرتے ہے
 اور اس کثرتی میں اشارت ہے۔ یہ مراد نہیں کہ در عالم خارج میں موجود ہیں۔ ولایت مسفرنی کے واقعہ میں اس کو
 لفظاں صفات کہتے ہیں۔ اور ولایت کبری کے و اثره میں صفات سے تحقیق صفات مراد نہیں ہوتیں، بلکہ اس
 سے مراد لفظاں مسفرنی کی نسبت ہے جو عالم مثال میں ایک۔ رسول و نبیاں لفظ نظر کرتے ہے۔ اور اس طرح صفاتی
 البیہ یعنی سما کہ لفظ قرآن شریف، و کعبہ، و صلوٰۃ ہے۔ عالم مثال میں نظر کرتے ہیں۔ اور یہ سما کہ
 صفات خارجہ قدر نہیں ہیں اور اس طرح صفاتی انبیاء عالم مثال میں نظر سے ہیں۔ اور جو چیز جو جان سے حاصل
 ہوتی ہے، وہ بے لفظ نہیں گری۔ ذکر کے خیال کا کثرتی اور ولایت مسفرنی میں بے خودی

tooba-e-library.blogspot.com

حد ولایت مسفرنی و اسہنگ و اشمال و کبری و کمال میں اسہنگ و رکالات و وسعت نسبت
 ہاں در صفاتی البیہ و کمال میں وسعت و صفاتی انبیاء حصول محبت و اس خاص ہاں البیہ میں
 سرور کائنات سے اللہ علیہ السلام است۔ و در عرفان ہاں بندہ کجا کہیں نکلن مقامات است یعنی نہ کہ
 قرب ظاہری یا ظاہرہ میں نہیں سے شود کہ نہ کہ ایک مکانی او سے رو و نیز ایک آثار صفات او
 سے رو و ہم نہیں در عالم مثال مراد ہے جو صفت معلوم کی کند و بذات و صفات تحقیقہ سیدنا کمال
 و این اذکار و حالات مرید از او یا محبت از او گویا بندہ و محبت روز بروز ترقی سے کند و حق تعالیٰ
 ہمیں را محبت کند و کمال در محبت کہ در فہم با ما بنزل سے آید۔ و در عالم مثال از اثره و نظر سے آید
 ان و تحقیقہ محمدی یا احمدی یا مسرت می نامند چون در عالم مثال دید کہ آنجا رسیدہ ام گویا
 بشارت کمال محبت و کمال مجربیت بحسب اندازہ خوشی حاصل شدہ و ان چیز کہ اس و اثره مثال
 آن چیز است آ یا در خارج موجود است یا نہ و نام آن در خارج نور محمد سے اللہ علیہ السلام است یا
 اور ولایت کبری میں اسہنگ اللہ اشمال ہے۔ اور کمال اس کو کہتے ہیں کہ کالات کے اندہ جہاں ہو جاتے۔
 اور صفاتی البیہ کے متعلق ہاں نسبت معلوم دست پیدا ہوتے اور اس طرح صفاتی انبیاء کے بارہ میں سمت
 کا پیدا ہونا کمال ہے۔ اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور حضور سرور کائنات صل اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 خاص محبت اور اس کا حاصل ہونا کمال ہے۔ اور عرفان میں بندہ دیکھتا ہے کہ یہ نکلن مقامات ہیں یعنی
 طرح یا شاہوں کا ظاہری قریب حاصل ہونا ہے تو ان کے مکان کے قریب جاتے ہے۔ اور ان کے صفات
 کے آثار کے قریب جاتے ہے۔ اس طرح عالم مثال میں خوبوں کی شکل میں قریب معلوم کرتا ہے۔ ذات اور صفات
 تحقیقہ تک پیچنا تو کمال ہے۔ اور از اذکار و حالات محبت کہ یاد کرنے کا باعث ہیں گویا کہ بندہ ہند
 تعالیٰ کی محبت میں دن دن ترقی کرتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میں اس کی محبت کرتے ہے۔ اور محبت کا وہ
 کمال ہم عاجزوں کی فہم میں ہوتا ہے۔ تو در عالم مثال میں و اثره کی شکل میں نظر آتا ہے۔ اور اس تحقیقہ کمال
 یا تحقیقہ احمدی یا مسرت کے نام سے معلوم کرتے ہیں۔ جب تک کچھ کہ عالم مثال میں اس
 و اثره کے مقام تک پہنچ گیا ہے۔ تو مجھ کے اپنے در اور دروہہ کہ اعتبار سے اس کو کمال محبت اور کمال
 مجربیت کی بشارت حاصل ہو گئی ہے۔ اور یہ امر کہ در اثره اس چیز کہ مثال ہے۔ جو خارج میں موجود ہے یا
 نہیں۔ اور اس کا نام خارج میں نور محمد صل اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یا نہ۔

اگر سے است کہ پچھ تحقیق اس ضروری نیست و نہ لفظ کے حقیقت اس پر ماسقدا و ما باں متین مجتہد
 پس ذات حق تعالیٰ موصوف بصفات کا طوع موجود است، اور ہر چیز دیگر مخلوق کو بعض اشیاء و
 عالم مثال نظر سے آئندہ تیسرا لائل کر دے شود۔ و حقیقت انہا ایک حقیقت عالم مثال پچھ و درگما
 آید نہ ضرورت است نہ حقیقت لطائف معلوم است نہ حقیقت اس چیز با کہ دو انرا مثال انہا
 است نہ ضرورت پیراں باہامات ازکار بر مواضع لطائف ذکر فرمودہ اند تجربہ آرا و کا زہ
 آنجا یا نہ ایم حقیقت لطائف ہرچہ باشد، باشد و در مقامات دیگر کسب تجربہ نیستی دے خودی
 و استسکان احتمال و وسعت اندرونی یا نہ ایم ہرچہ حقیقت انہا باشد باشد۔ و در عالم مثال
 ہر کے خواہا بر بطور متفرق سے بنیدہ چند اشخاص قریب یکدیگر در لفظ و در چند دیگر نوحے و در کج
 و حالات و جہان سے ہم متفرق اند و خواہا و مشتہا ساک مشرات اند و خواہا و در زمینند۔ خواہ اس زیادہ و از
 فیہی گھنہ شود کہ اس فلاں مقام مست خواہ و در خواہ بنیدہ۔ مال جو واحد است نہایت و اقصیٰ

یہ دوسری بات ہے جس کی تحقیق کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ایسے دلائل ہیں جو میں اس حقیقت تک پہنچ سکیں
 اور میں اس کا یقین حاصل کر سکے میں، اندر تعالیٰ کی ذات جو صفات کا طے کا ساتھ موصوف ہے۔ و موجود
 ہے اور باقی تمام چیزیں مخلوق ہیں، اور بعض اشیاء عالم مثال میں نظر آتی ہیں اور باقی تعبیر کی جاتی ہے، ان کی
 حقیقت اور اسی طرح عالم مثال کی حقیقت کا وہ کہ میں کچھ بھی نہیں اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ اور نہ میں
 لطائف کی حقیقت معلوم ہے۔ اور نہ ان چیزوں کی حقیقت جو دوسری شکل میں خود راہ ہوتی ہیں اور نہ ان
 کی حقیقت معلوم کرنے کی پندان ضرورت ہے۔ پیراں غفام سے باہامات سے لطائف کے مقامات پر
 ازکار کا ذکر کیا ہے۔ اور ہم نے تجربہ سے ازکار کے آثار کو ان مواقع میں پایا ہے۔ اس کے لطائف کی حقیقت خود
 کچھ ہو۔ پیراں اس کے سر کا نہیں، اور میں دوسرے مقامات میں تجربہ سے نیستی زفائیت اور بے خودی اور
 استسکان و احتمال اور اندرونی طور پر وسعت ہے نہ پائی ہے۔ اس کی حقیقت خود کچھ ہو۔ اور پھر عالم مثال
 میں ہر ساک مختلف طریق پر خواہ دیکھتا ہے۔ چند آدمی تو قریب قریب ایک نوع و طرز و نوعیت سے
 دیکھتے ہیں اور دوسرے کئی دوسرے طریقے دیکھتے ہیں۔ اور حالات و جہانہ الہامی اور کشمکات بھی کیساں
 نہیں بلکہ بہت کچھ ایک قسم سے مختلف ہیں۔ اور خواہ اوکشف ساک کے لئے شارات ہیں۔ خواہ
 وہ اثر کی شکل میں دیکھے یا فیہی آواز سے کہ یہ فلاں مقام ہے کہ خواہ خواہ ردیقا، یا کہ مجھے۔ مال کو باہم اسباب کا

foobaa-elibrary.blogspot.com

متنی دندگان اس ماہ میں است کہ عبادت کسبت از خلاص حاصل شود و سائر تعبد اللہ حاکم
 تواد حاصل شود و حالات با سقا و متفرق رہند یا سے آئندہ ضبط اس از طاقت کسبے بیرون
 علم باہیات اس مشکل نہ ضرورت علم اس۔ و شائے کہ دندگان در خواہ یا بندہ کہ تعجب ہستی تو
 قیوم ہی تو رسول آئی تو ملک ہستی تو ملک الاطاک سستی گزارا و دش شیطان کی مخدوہ باشند معمول تیسرا باشند
 و دندگان خدا تعالیٰ اسام بند بعض نیبا داند و علم انہا ہرچی گمراہ شد جو می است اور بعض از بندگان
 اند کہ علوم انہا ہر چی غفلت تو حق نداد و پچھ خضر علیہ السلام۔

قطبہ، غوث، ابدال الی
 و حقیقت غوث و قطب مر معلوم نیست اگرچہ سے موافق شرح شریف و بطریق لغنی شرک
 عنایاتے رہندگان خائف شہید علیہ السلام۔ و در اصطلاح خویش نام غوث و قطب و ابدال نامند
 یک ہے۔ اس را میں چلنے والوں کی انتہائی ترنا اور آخری خواہ ہے۔ جو جاتی ہے۔ کہ عبادت اپنی محبت اور
 انخاص سے حاصل ہو۔ اور تعبد اللہ کا لفظ تواد، رقم خدا کی عبادت اس طرح کہ جو کچھ کرے اسے کچھ
 ہے جو والا اصطلاح حاصل ہو چلے۔ اور متفرق سے معلوم ہوتا ہے کہ بندوں پر مختلف حالات آتے ہیں
 میں کا ضبط کہ انسان کی طاقت سے باہر ہے اور ان حالات کی حقیقت اور باہت کا معلوم کرنا
 بھی از بس دشوار امر ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے، اور اس قسم کی شایہ جو بندوں کو تواجب دیر
 معلوم ہوتی ہیں کہ تعجب ہو، یا تم قیوم جو با تم رسول ہو، یا فرشتہ ہو یا ملک الاطاک ہو، یہ اگر
 شیطان و دخیل سے مخدوہ عمل تو ان کو کسی دیکھی تیسرا شیخ و معمول کیا چلے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی
 بھی بہت سی مختلف قسم ہیں میں انبیاء میں ان کا علم اگر بند ہو ہی ہو تو پھر وہ قطعی اور جبری ہوتا ہے۔
 اور بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے علوم کو مخلوق کی اور وہی سے کچھ حق نہیں ہوتا یہ کہ خضر علیہ السلام
 کے حرم جو مرت جو نبات سے خلق کیے تھے ہیں۔

قطبہ، غوث، ابدال و غیرہ کی حقیقت
 اور غوث و قطب کی حقیقت مجھے معلوم نہیں اگر کوئی نیز شرح کے مطابق اور شرک کی لغنی کی
 شکل میں بندوں کچھ اندر تعالیٰ کی عنایات خائف ہوں تو کچھ بعید نہیں۔ اور پھر وہ اپنی اصطلاح کیا
 ان کا نام غوث و قطب و خضر و کسب تو۔

پہلے شجر گمیر وصلی اللہ تعالیٰ عنہ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

خلاصہ طریقہ سلوٹھ نقشہ بندید

درد و المعافرت ہست روز جمعہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ بمطابق مئی ۱۸۹۵ء میں مثل ما مضر شد میں
 از حضرت ایشان عظام سلوک طریقہ نقشہ بندید یہ خود و خود حضرت ایشان سلوک تھا مزار اقول تا
 آخر بطور اختصار بیان فرمودہ مختصر تحریر سے نامیم بلکہ انسان از لطافت عشرہ ترکیب یافتہ
 است کہ پنج اذن عالم اندر قلب روح و سر و نفس و باطن و بیخ عالم خلق اندک نفس با دو خاک آب
 و آتش و از تحت آتش خلق عالم خلق است بلائے ان عالم امر میں اذن ساکب ذکر قلب و
 عقیدت نمودار و در وقت قلبی تحقیق سے فریاد پیدا میں درد بلے خطرگی یا کم خطرگی و حضور
 اکا ہی حاصل سے شود جذبات و واردات سے آئندہ فائے قلبی کہ مراد از فائے ماسوا است
 سے گرد و غباری افعال متعلی سے شود کہ نسبت ساکب نسبت افعال خود و ہر عالم و افعال نمی کند
 کا ذکر نہیں ہے جو ہر ضروری ہوا کسی ماسک شغل اختیار کرتا چاہیے۔

طریقہ نقشہ بندید کے سلوٹھ خلاصہ

درد و المعافرت میں ہے کہ ہر جمعہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ حضرت مہر شد کی خدمت میں حاضر ہوا۔
 ایک شخص نے حضرت والا سے سوال کیا کہ نقشہ بندید ہر جمعہ کے سلوک کا کیا طریقہ ہے حضرت نے اذن سے
 کہہ کر تمام حرمت اختصار سے بیان فرمایا میں گویم اختصار سے تحریر کرتے ہیں۔
 جان و انسان نے لطافت عشرہ سے ترکیب پائی ہے پنج عالم سے تعلق رکھتے ہیں یعنی قلب
 روح و سر و نفس، باطن اور بیخ عالم خلق سے تعلق رکھتے ہیں، نفس، باطن، خاک، آب، آتش اور تحت آتش
 سے ہر شے سب عالم خلق ہے، اسکا سہا و عالم ہے۔ سچے پنے ساکب کو ذکر نہیں اور خواہی کچھ
 اور در وقت قلبی تحقیق فرمائے ہیں جب میں بلے خطرگی یا کم خطرگی اور حضور اکا ہی حاصل ہو جائے تو
 جذبات و واردات آتے ہیں۔ اور فائے قلبی حاصل ہوتا ہے جس سے مزار ماسوا کا نام ہے اور یہی
 افعال علیہ ہوتی ہے کہ اسکا افعال اور تمام عالم کے افعال کی نسبت اپنی حرمت نہیں کرتا۔

tooba-elibrary.blogspot.com

درد و اسطلاح مضافاً نسبت حقیقت حال اسباب احوال را اگر فی الواقع ہست معلوم ہست
 و بندہ سے گوید کہ بشارات تطہیت و نور ہائے دیدہ ام و در خارج ہی معلوم نیست بشارات یہ نسبت
 بارائے وہ ام و بارائے عیان و در حق بندہ بشارات تو نیست دیدہ اند و در خارج ہی معلوم نیست
 و بشارات نسبت و تطہیت از سر و کانات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در وقت دیدہ ام و در خارج
 ہی حقیقت معلوم نیست تحقیق حال ازل است معاملات البیہ کثیر اندہ مثلاً موسیٰ علیہ السلام را سے حال
 شود علم حضرت علیہ السلام را نمود و علم حضرت علیہ السلام را نمود۔ اگر بعضی بیا
 اللہ ہست مثل حضرت علیہ السلام کا ہنداء از شرع معرویت مآحق نہ باشد باہاں را کہ حقیقت اس
 تحقیق نیست مگر از تحقیق و تمییز و اساجح پر شود۔ و بعضی ہاں فیہی امنی ملک گر کے حاضر شود ہم
 ممکن است و اگر جذبات حاضر ہوں ہم ممکن است تحقیق ان میں جان ضروری نیست و در زمان شرف
 و مادیت صحاح و شہادہ و اقول اللہ اعلم و کونواش اقطاب و ابدال نیست اپنے ضروری است

اس اصطلاح میں کچھ مضافاً نہیں اور ان کی حقیقت حال واقع میں ہی ہو گئی کہ معلوم ہوگی اور بندہ و فائ
 میں ہی کتاب ہے کہ بہت غولوں میں تطہیت کی شایریں میں نے پلنے حتی میں دیکھی ہیں، خارج میں کچھ معلوم
 نہیں اور اس طرح تو نیست کی شایریں بارائے نے دیکھی ہیں اور میر سے وہ سوس نے بھی میر سے حتی میں
 تو نیست کی شایریں دیکھی ہیں خارج میں معلوم نہیں۔ اور اس طرح بہت غولوں میں سہ کانات معلوم ہیں
 حیرت اندہ و سلم کی طرف سے ضمیمہ بشارات ہے کہ جو باسر و کانات و احوال و اسطلاح نے اپنی خوش
 بحث میں ان کو لے لیا ہے، اور تطہیت کی شایریں دیکھی ہیں یہی غولوں میں کسی متعلق کچھ معلوم نہیں کہ
 اس کی حقیقت کیا ہے۔ اور حقیقت حال ہے کہ معاملات البیہ بہت سے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کو ایک عالم حاصل تھا۔ وہ حضرت خضر علیہ السلام کو نہیں تھا۔ اور ایک علم خضر علیہ السلام
 کو حاصل تھا و حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہیں تھا۔ اس طرح اگر بعض اور عباد اللہ ایسے ہیں جیسے خضر
 علیہ السلام اور ان کو ہماری صورت شریعت سے متعلق نہ ہو تو ہم جب ان کی حقیقت کو نہیں جانتے۔
 تو پھر ان کے بارے میں بحث نہیں کرنے سے کیا فائدہ، اسی طرح اگر عبادہ نبی میں فرشتے اگر کسی پر ظاہر
 ہوں تو یہ بھی ممکن ہے۔ اور اگر بہت کسی پر ظاہر ہوں تو یہ بھی ممکن ہے۔ ان کی تحقیق جہاں ضروری
 نہیں ہوتی کہ ہم اور صحاح کی احادیث اور واردات مشہورہ میں اور اللہ اعلم کے احوال میں غوث ثقلین

برسر افعال خالص حقیقی سے فائدہ دے گا۔ وہ دم و دیر لطیفہ تہی ذوق و شوق و آواز نغمہ و شہزادی
 وہ بے خمی و وہ چہ در حق و قدر و تبت سالک سے گرد و توجید جوہی مشکفت سے شہد ہر گاہ کو
 غیرت از نظر مرتفع شود نمودارین او سے انگارو۔ وہیں لطیفہ قلب اول مراتب احدیت سے
 فرمایند یعنی ام مبارک اللہ اول سے نمایند بعد از ان مراتب احدیت و کہو تعکز آتق ما کھنبت
 نمودے سے سازند و توجید و جوی از میں مراتب مشکفت سے شود چوں سالک سیر لطیفہ قلب تمام
 سے نماید و سیر لطیفہ صرح عروج سے نماید و چوں اہل صفات ثبوتیہ لہیہ مشکفت سے شود کہ سالک
 صفات نمودار و صفات ہر عالم را خود نشان و صفات حق سے بیند بعد از ان سیر و لطیفہ حق
 سے شود و دل سیر تہل صفات سلویہ لہیہ مشکفت سے گرد و بعد از ان سیر و لطیفہ اخفی و در ان
 تہل شان جامع الہیہ مشکفت سے شود۔ بعد از ان بزرگی نفس مشغول سے شود۔ یہاں ہر گاہ شد
 طریقہ تلقین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ہو۔ لیکن حضرت عین راہ و از کو تاہ ساختہ اند

بلکہ تمام افعال کو فاعل حقیقی کی طرف مباتا ہے۔ اور اس طرح لطیفہ قلب کی سیر حق و شوق اور آہ و
 نغمہ و شہزادی و بے خمی و وہ چہ در حق و تبت سالک کو حاصل ہوتا ہے اور توجید جوہی اس پر مشکفت
 ہوتی ہے۔ اور جب غیرت نغمہ سے آتھ جاتی ہے تو سالک خود اپنے آپ کو اس کا عین خیال کرتا ہے۔
 اور اس لطیفہ قلب میں پہلے احدیت لہیہ مراتب کراتے ہیں یعنی ام مبارک اللہ اول سے دکھاتے ہیں اور اس
 کے صورت لہیہ مراتب میں آتھ تعکز آتق ما کھنبت و آتھ تہم تہم سے ساتھ ہے جہاں جی تم ہم ہم غوط
 کراتے ہیں اور توجید جوہی اسی مراتب سے مشکفت ہوتی ہے جب سالک لطیفہ قلب کی سیر لہیہ
 کرتا ہے تو یہ لطیفہ روح کی سیر صرح عروج کرتے۔ اور اس میں صفات ثبوتیہ لہیہ کی بھی اس پر مشکفت
 ہوتی ہے۔ کہ سالک اپنی صفات اور تمام عالم کی صفات کو صفات حق میں خود نشان و شہزادی دکھاتے ہے اس
 کے بعد لطیفہ غمی کی سیر ہوتی ہے۔ اس میں صرح صفات سلویہ لہیہ مشکفت ہوتی ہیں اور اس کے بعد لطیفہ غمی
 کی سیر ہوتی ہے۔ اس میں سالک ہر ایک ایس شان کی تہل ہوتی ہے جو تمام مشغول لہیہ کی جامع ہوتی
 ہے۔ اور اس کے بعد تہل کہ نفس میں مشغول ہوتے ہیں۔ یہ تمام جو کچھ کہا گیا ہے یہ میر تقی میر حضرت امام۔ بانی
 مجدد الف ثانی کی تحقیق ہے لیکن حضرت نے اس لیے راستے کو مختصر بنا دیا ہے۔

یہ صریح ہے میر تقی میر کے دور زندہ رہنے میں یعنی نادر از نادر خواہ محبت اور عروہ و حق نامہ جوہر و
 حضرت ہمدانی کا فیض زادہ و ان دونوں جاری ہر ایک کے بار حضرت غلام بانی داد نے فرمایا ہے کہ اولاً بیخ کعبہ ہرگز

tooba-elibrary.blogspot.com

و معلوم ہو کہ وہ اندک بعد از تصفیہ لطیفہ مقرب تا بہ تہذیب لطیفہ نفس سے پروراندہ و در مقرب
 این تصفیہ لطافت اربعہ میں فی الجملہ میسر سے شود۔ و در واقع سے شود۔ و آواز امکان و آواز
 ولایت صریح و حاصل میں و در اصل مقامات عشق و کجبارت از توجہ و آواز تبت و رجب
 و در ع و توکل و فیہ است سے گرد و بعد از ان تہذیب لطیفہ نفس مشغول سے شود۔
 وفناء آواز توجید جوہی مشکفت سے گرد و۔ و مراتب اربعہ میں یعنی غم اقرب الیہ،
 سے نماید۔ و درین لطیفہ سر و دم و آواز قطع سے شود کہ و آواز ولایت لہیہ متضمن میں آواز است
 بعد از ان سیر صراحتہ شمولے عنصر خاک شروع سے شود و اس را ولایت عیاشی کہ نیکہ ولایت
 ملکہ الاطلاق است۔ بعد از ان آواز کلمات تجویہ مشکفت سے شود۔ و درین ہاں سیر و عنصر خاک است۔
 و آواز سے شود پس از ان آواز کلمات رسالت بعد از ان آواز کلمات اول العزم جوہلے گرد

اور انہوں نے اپنا معمول بنا لیا ہے کہ لطیفہ قلب کے تصفیہ کے بعد جب کہ بزرگی نفس مشغول ہوتے ہیں
 تو اس کے قبل ہی قلب کے ضمن میں لطافت اربعہ کا تصفیہ بھی فی الجملہ حاصل ہوتا ہے۔ اور آواز سے ملے جوتے
 ہیں یعنی آواز امکان اور آواز ولایت مسخری اور ان دونوں و آواز کا حاصل مقامات عشق و کجبارت
 ہے جو کجبارت میں توجہ و آواز تبت و رجب عینی انشا تہذیب و در ع رجب ہیز گاری توکل و غیرہ سے
 اس کے بعد لطیفہ نفس کی تہذیب میں مشغول ہوتے ہیں اور ان کا فنا اور توجید جوہی مشکفت ہوتی ہے۔
 اور میر تقی میر نے اربعہ مراتب میں لہیہ صرح عروج اقرب الیہ کا معنی فرموا کرتے ہیں اور اس
 لطیفہ میں جن اور نصف رسالت میں آواز سے ملے جوتے ہیں کہ ولایت کبریٰ کے آواز سے جنس و آواز
 پر مشتمل ہیں۔ اس کے بعد سیر صراحتہ شمولے عنصر خاک کے ملے جوتے ہیں عناصر کی سیر شروع ہوتی ہے۔
 اور اس کو ولایت عیاشی کہتے ہیں جو کہ اولیٰ کی ولایت ہے۔ اس کے بعد کلمات لہیہ کا آواز مشکفت ہوتا
 ہے۔ اور اس مقام میں عنصر خاک کی سیر ہوتی ہے۔ اور میر تقی میر نے اس کے بعد کلمات رسالت کا
 آواز اور اس کے بعد اول العزم انبیاء علیہم صلوات و صلوات و صلوات و صلوات و صلوات و صلوات و صلوات
 ملے حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب انقیاب فی مسائل اولیاء اللہ میں یہی مکتوب حضرت شیخ جلال شرفی کا ہے کہ جب
 سالک خدا کے مشرت ہوتا تو دنیا ماندگی جماعت میں نہیں ہوگا اور خدا تعالیٰ تہذیب و آواز امکان کے ملے کرنے
 کے اور نیز مقامات عشق کے ملے کرنے کے میں نہیں ہوگا۔ اور مقامات عشق سے ملے جوتے ہیں۔ و آواز
 ہر یک مقام کا وقت، یا اس میں ان اس، تقریر و آواز اور یہی وقت ہے لفظ ۱۲ سہانی

و بعد از این سیر کلمات واقع می شود و آنرا تحقیقت کبر و آنرا تحقیقت قرآن و آنرا تحقیقت صلوة
 و آنرا تحقیقت سرت و آنرا تحقیقت ابراهیمی و آنرا تحقیقت موسوی و آنرا تحقیقت محمدی و
 آنرا تحقیقت احمدی و آنرا حسب صریح و آنرا لایعین مکتشف می گردند که انصیب است تا این
 جا رسد "ذیلک فضل اللہ یؤتی من یشاء" بعد از آن فرمودند که حضرت محمد و محمد بن ابی
 اولیاء آمدند و وصی اللہ تعالیٰ علی رسولی محمد و آلہ و اصحابه اجسین۔ (نوشته به مختصراً)

یعنی در اولیای مومنین که در آنرا کلمات ظاهر و برتر است در آنرا کس بعد صفاتی می آید واقع می آید۔ یعنی
 تحقیقت کبر که در آنرا در تحقیقت قرآن که در آنرا در تحقیقت صلوة که در آنرا در تحقیقت محمد که در آنرا در تحقیقت ابراهیمی
 در تحقیقت موسوی در تحقیقت احمدی در تحقیقت احمدی و در حسب سرت و در لایعین که در آنرا مکتشف است
 این کس که انصیب است بر او تمام کس پیغمبر است که در آنرا کمال فضل است و در این کس که با است عیانت فرماید
 است که بعد حضرت نه فرمایند که حضرت امام ربانی غیر و انبیا ثانی بنابر سارا اولیاد کرام که هم پدر می
 اورا در تعالیٰ کی است که در آنرا اولیاد کرام رسول کرام حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اورا سب کی آید اور سب
 صما پر۔ رگسی قدر انصیب است بر میان فرمایند که است

هشت سلاسل

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرات نقشبندیہ مجددیہ احمدیہ، قادریہ اچیتھیہ و سحروردیہ و کبروریہ و قادریہ دہلویہ،
 و شطاریہ کو از حضرت پروردگار شریف ایں احتراماً اندر رسیدہ انداز سلسلہائے حضرت قبلہ کو بر
 انہر حضرت حاجی دوست محمد صاحب قدوسی قدس سرہ بر تمام ہر سلسلہ ثبت ہوو چنڈ
 کلمات خاص و مستحق حضرت قبلہ حاجی صاحب مغفور مرقوم ہوو، بلکہ کم و کاست میں نقل کرو
 نے حکام و دو اختتام پر سلسلہ شریف حضرت حاجی دوست محمد حضرت قبلہ بر دائرہ منجھنا نور
 مرقوم مرقوم ہوو، بر تمام ہر سلسلہائے ام کرامی حضرت پروردگار حضرت قبلہ ام حضرت و اقاتار صاحبزادو
 حضرت مولانا الحاج عبد الرحمن صاحب قدس اسرار حاجت نمودم۔

یہ برشت سلاسل یعنی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ احمدیہ، اور قادریہ، اچیتھیہ، سحروردیہ، کبروریہ، دہلویہ
 قندریہ، شطاریہ، جو کہ حضرت پروردگار سے اسی حق کو کسنا پہنچے ہیں یہ پروردگار کے ان سلاسل میں
 سے ہیں۔ جن پر حضرت حاجی دوست محمد صاحب قدوسی کی ہر ہر سلسلہ کے اختتام پر ثبت ہے۔
 ان چند کلمات ان کے دستخط سے تحریر کروو تھے کم و کاست ان کو بعینہ نقل کر ویلے۔ اور ان
 سلاسل کے اختتام پر حضرت قبلہ (مولانا حسین علی)، اور صاحبزادو حضرت مولانا عبد الرحمن (سلسلہ شریف)
 کے نام تحریر کریشے ہیں۔

tooba-e-library.blogspot.com

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ احمدیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

- ۱- اہلی بکومت شیخ الحدیثین رضی اللہ عنہما حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۲- اہلی بکومت تخلص رسول اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ۳- اہلی بکومت صاحب رسول اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ۴- اہلی بکومت حضرت کاسم بن محمد بن ابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ۵- اہلی بکومت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ۶- اہلی بکومت سلطان العارفین حضرت شیخ زاہد سیستانی۔
- ۷- اہلی بکومت حضرت خواجہ ابو الحسن قرطابی۔
- ۸- اہلی بکومت حضرت خواجہ ابو القاسم کولانی۔
- ۹- اہلی بکومت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی۔
- ۱۰- اہلی بکومت خواجہ ابو یوسف ہمدانی۔
- ۱۱- اہلی بکومت خواجہ جبرہاں حضرت خواجہ عبدالقاسم طبرستانی۔
- ۱۲- اہلی بکومت خواجہ عارف دیوبندی۔
- ۱۳- اہلی بکومت خواجہ محمود بن سہیل۔
- ۱۴- اہلی بکومت خواجہ عزیز الدین علی رشتی۔
- ۱۵- اہلی بکومت حضرت خواجہ محمد بابا ساسی رکن اشرطیہ۔
- ۱۶- اہلی بکومت حضرت سید اسرار کمالی۔
- ۱۷- اہلی بکومت حضرت امام عارف خواجہ خواجگان پیر سید سید ابوالعزیز تاشکندی بخاری۔
- ۱۸- اہلی بکومت حضرت خواجہ علی الدین عطار۔
- ۱۹- اہلی بکومت حضرت مولانا مستوب پرنی۔
- ۲۰- اہلی بکومت خواجہ عبدالقادر سوز۔
- ۲۱- اہلی بکومت حضرت مولانا محمد زاہد۔
- ۲۲- اہلی بکومت حضرت خواجہ محمد رشید۔
- ۲۳- اہلی بکومت حضرت مولانا خواجہ ابی المصطفیٰ۔

- ۲۴- اہلی بکومت حضرت خواجہ باقی ہمدانی۔
- ۲۵- اہلی بکومت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی۔
- ۲۶- اہلی بکومت عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد مصوف۔
- ۲۷- اہلی بکومت سلطان اولیاء حضرت خواجہ شیخ سیف الدین۔
- ۲۸- اہلی بکومت حضرت حافظ محمد حسن۔
- ۲۹- اہلی بکومت سید محمد جواد بریلوی۔
- ۳۰- اہلی بکومت حضرت خواجہ شمس الدین حبیب اللہ میرزا جان مانا ناظر شریانی۔
- ۳۱- اہلی بکومت مجدد الف ثانی علامہ شاہ تاج الدین علی گڑھی۔
- ۳۲- اہلی بکومت علامہ علی دیوبندی۔
- ۳۳- اہلی بکومت غوث ادوان قطب زمان حضرت شاہ ابوسید۔
- ۳۴- اہلی بکومت غوث ادوان محبوب جان حافظ قرآن وسیلتا الی اللہ البیہد حضرت احمد سیستانی۔
- ۳۵- اہلی بکومت حاجی نور محمد اشرفین مقبول رب العزتین والمغربین سینا الی اللہ اصد حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری۔
- ۳۶- اہلی بکومت سید اولیاء اللہ لائقیہ امام العارفین حاجی محمد حسین اشرفین مقبول رضی اللہ عنہما حضرت خواجہ محمد شاکر۔
- ۳۷- اہلی بکومت سید العارفین امام التقیین تاج البدیع حاجی اشرف غوث زمان قطب دوران مجدد وقت حضرت سنی اعجازی مولانا حسین علی قدس سرہ۔
- ۳۸- اہلی بکومت حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ مولیٰ صاحب دارالترن سلاطین۔
- ۳۹- ملا زکات انور فریضہ علی قدس المسترشدین بکومت سید المرسلین وصلی اللہ علیہ وسلم محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

(۲)

سلسلہ حضرات قادریہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ؟

- ۱- آہی بچومت شیخ المذہبین رحمۃ اللہ علیہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲- آہی بچومت امیر المؤمنین اسد اللہ نقاب حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
- ۳- آہی بچومت مہذب لعل اللہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴- آہی بچومت شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۵- آہی بچومت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۶- آہی بچومت حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۷- آہی بچومت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۸- آہی بچومت حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۹- آہی بچومت حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۰- آہی بچومت حضرت سعید مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۱- آہی بچومت حضرت سری سقوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۲- آہی بچومت سید منید بنوای رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۳- آہی بچومت حضرت شیخ ابو کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۴- آہی بچومت شیخ عبدالصمد بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۵- آہی بچومت حضرت شیخ ابوالفرح طوسی
- ۱۶- آہی بچومت حضرت شیخ ابوالحسن علی ہمدانی
- ۱۷- آہی بچومت حضرت شیخ ابوسعید خدری
- ۱۸- آہی بچومت امام الطریقہ محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ محمد الیدین عبد القادر جیلانی
- ۱۹- آہی بچومت حضرت شیخ عبدالرزاق
- ۲۰- آہی بچومت حضرت شیخ شرف الدین قانی
- ۲۱- آہی بچومت حضرت شیخ زید عبدالوہاب
- ۲۲- آہی بچومت حضرت سید جہان الدین
- ۲۳- آہی بچومت سید عیسیٰ

- ۲۴- آہی بچومت حضرت شمس الدین سہروردی
- ۲۵- آہی بچومت حضرت سید کمال فی رحمت اللہ علیہ
- ۲۶- آہی بچومت حضرت سید ابوالحسن
- ۲۷- آہی بچومت سید شمس الدین عارف
- ۲۸- آہی بچومت سید کمال فی ثانی
- ۲۹- آہی بچومت شاہ فیضی
- ۳۰- آہی بچومت شاہ کمال کبیری
- ۳۱- آہی بچومت شاہ سکندر
- ۳۲- آہی بچومت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد قادری سرہندی
- ۳۳- آہی بچومت خازن الکتب شیخ محمد سعید
- ۳۴- آہی بچومت شیخ عبد اللہ
- ۳۵- آہی بچومت شیخ محمد سنانی
- ۳۶- آہی بچومت حبیب خدایا ایمان ماہان مہنگر شہید
- ۳۷- آہی بچومت حضرت عارف اللعروف شاہ خدام علی دہلوی
- ۳۸- آہی بچومت حضرت شاہ ابوسعید
- ۳۹- آہی بچومت حضرت شاہ ابوسعید
- ۴۰- آہی بچومت حاجی المرحوم الشرفیضی حضرت دوست محمد تہذیبی
- ۴۱- آہی بچومت سید اولیاء امام التقیین نادر فیض رحمان حاجی محمد شاکر
- ۴۲- آہی بچومت حضرت سید الطہرین امام التقیین مامی اللہ کریم قاسم ابودعوت زمان قطب دہلی
- ۴۳- مجدد وقت صوفی الصافی حضرت مولانا الحاج مولوی حسین علی تدریس سہ
- ۴۴- آہی بچومت حضرت حاجی المرحوم الشرفیضی والا تبار مولانا عبدالرحمن قازالت انوار فیضی علی
- ۴۵- نویسنہ تشریحی بچومت سید المرسلین و صلی اللہ تعالیٰ علی رسول محمد وآلہ و آلہ

(۳)

سلسلہ چشتیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ،

- ۱- آہی بھومت شیخ المذنبین رحمہ اللہ علیہم سب نورا محمد مصطفیٰ صلوات اللہ علیہ وسلم
- ۲- آہی بھومت غلیظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیا سب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
- ۳- آہی بھومت نیر انا حسین شیخ حسن میرٹھی
- ۴- آہی بھومت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زین
- ۵- آہی بھومت خواجہ فیصل بن عباس
- ۶- آہی بھومت سلطان ابن سیم ادرم
- ۷- آہی بھومت حضرت خواجہ غنیۃ الرحمن
- ۸- آہی بھومت خواجہ امین الدین البریلوی
- ۹- آہی بھومت حضرت خواجہ ابراہیم کیم سقاہی مولانا مولانا
- ۱۰- آہی بھومت خواجہ ابوسعاف
- ۱۱- آہی بھومت حضرت خواجہ احمد
- ۱۲- آہی بھومت حضرت خواجہ ابو محمد
- ۱۳- آہی بھومت حضرت خواجہ ابو بکر
- ۱۴- آہی بھومت حضرت خواجہ مودود شہنشاہ
- ۱۵- آہی بھومت حضرت خواجہ حاجی شہید زین الدین
- ۱۶- آہی بھومت حضرت خواجہ عثمان اردکانی
- ۱۷- آہی بھومت امام الطریقہ حضرت خواجہ حسین الدین بھری
- ۱۸- آہی بھومت حضرت خواجہ قطب الدین کاکلی
- ۱۹- آہی بھومت حضرت خواجہ زبیر الدین شکر علی
- ۲۰- آہی بھومت حضرت خواجہ قدوم علی صابری
- ۲۱- آہی بھومت حضرت خواجہ شمس الدین پانی پتی
- ۲۲- آہی بھومت حضرت خواجہ جمال الدین پانی پتی
- ۲۳- آہی بھومت حضرت خواجہ شیخ عبدالغنی رودلوئی

tooba-elibrary.blogspot.com

- ۲۴- آہی بھومت حضرت شیخ حمد عارف
- ۲۵- آہی بھومت حضرت شیخ محمد
- ۲۶- آہی بھومت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی
- ۲۷- آہی بھومت شیخ رکن الدین
- ۲۸- آہی بھومت شیخ عبدالواحد
- ۲۹- آہی بھومت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ الحداد رومی سرزندگی
- ۳۰- آہی بھومت حضرت شیخ خازن الرقہ حمیدی
- ۳۱- آہی بھومت شیخ عبدالقادر
- ۳۲- آہی بھومت حضرت خواجہ پارسا نانی
- ۳۳- آہی بھومت حضرت شیخ سبب اللہ درویشان مہمان نگر شہید
- ۳۴- آہی بھومت حضرت شیخ اشرف جبار اللعوت ہستید نظام علی شاہ
- ۳۵- آہی بھومت حضرت شہ ابو سعید
- ۳۶- آہی بھومت حضرت شہ احمد سعید
- ۳۷- آہی بھومت حضرت حاجی العروس الشیخ مصطفیٰ علی اللہ عبدالصمد حاجی دوست محمد قادری
- ۳۸- آہی بھومت حضرت سید الاولیاء امام الفقہاء قیام اللہ الہی بن خورشید سمان خواجہ محمد
- ۳۹- آہی بھومت حضرت سید الطریقین امام التقیین امی الشکر تاجع اہل حق حضرت زین الدین قطب الدین
- ۴۰- آہی بھومت حاجی مولانا الحاج سرمد حسین علی صاحب مدرسہ
- ۴۱- آہی بھومت حاجی العروس الشیخ فیض اللہ تبار سوا صاحب زادہ عبدالحق لادان لاریبیوم علی
- ۴۲- آہی بھومت سید اللہ علی مولانا علی مولانا تیرہ تہ محمد ابو وصالیہ امین

(۴)

سلسلہ شہروریہ

رضوان اللہ علیہم اجمعین

- ۱- آئین بجزرت شیخ صاحب المذنبین رحمۃ اللعالمین صییب خدا محمد مصطفیٰ صلوات اللہ علیہ وسلم۔
- ۲- آئین بجزرت امیر المؤمنین خلیفہ رسول اللہ صراط انصاف حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔
- ۳- آئین بجزرت خیر انبیا میں حضرت نوح و ابراہیم علیہ السلام۔
- ۴- آئین بجزرت حضرت حبیب اللہ صییب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۵- آئین بجزرت حضرت داؤد علیہ السلام۔
- ۶- آئین بجزرت حضرت موسیٰ علیہ السلام۔
- ۷- آئین بجزرت حضرت سری سقلی۔
- ۸- آئین بجزرت سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۹- آئین بجزرت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔
- ۱۰- آئین بجزرت حضرت شیخ احمد نورانی۔
- ۱۱- آئین بجزرت شیخ محمد۔
- ۱۲- آئین بجزرت حضرت سید ابی محمد۔
- ۱۳- آئین بجزرت حضرت شیخ عبدالعزیز بن ابی اسحاق۔
- ۱۴- آئین بجزرت صاحب الطریق شیخ شہاب الدین اہروردی۔
- ۱۵- آئین بجزرت حضرت شیخ مبارک الدین زکریا مسکانی۔
- ۱۶- آئین بجزرت حضرت شیخ عبدالعزیز بن علی۔
- ۱۷- آئین بجزرت حضرت شیخ رکن الدین۔
- ۱۸- آئین بجزرت حضرت شیخ قدم جہاں گشت۔
- ۱۹- آئین بجزرت حضرت سید ذوالکفل پراچھی۔
- ۲۰- آئین بجزرت سید بہ بن پراچھی۔
- ۲۱- آئین بجزرت حضرت شیخ دوش محمد بن تام اودھی۔
- ۲۲- آئین بجزرت حضرت شیخ عبدالقدوس گشت گوی۔
- ۲۳- آئین بجزرت حضرت شیخ رکن الدین۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- ۲۴- آئین بجزرت حضرت شیخ محمد الامجد۔
- ۲۵- آئین بجزرت حضرت شیخ محبوب ربانی مجدد العتبات ثانی شیخ احمد لادکان سر سندی۔
- ۲۶- آئین بجزرت خواجہ محمد سعید۔
- ۲۷- آئین بجزرت حضرت شیخ عبدالامجد۔
- ۲۸- آئین بجزرت حضرت شیخ محمد عابد۔
- ۲۹- آئین بجزرت حضرت صییب اللہ شہید مرزا جان جہاں۔
- ۳۰- آئین بجزرت حضرت شاہ عبدالعزیز المعروف بشاہ غلام علی۔
- ۳۱- آئین بجزرت حضرت شاہ ابو سعید۔
- ۳۲- آئین بجزرت حضرت شاہ احمد سعید۔
- ۳۳- آئین بجزرت حضرت حاجی الحرمین الشرفین سیستانی امجد الصواعی دوست محمد تہذیبی۔
- ۳۴- آئین بجزرت حضرت سید الاولیاء امام الاقطاب مظہر فضیح رحمان خواجہ محمد عثمان۔
- ۳۵- آئین بجزرت سید العارفین امام المتقین رئیس المفسرین عمدة المحدثین سید محمد علی الارضی حاجی اشکر جامع البیروتہ نورث زمان قطب دوران مجدد وقت صرفی الصافی حضرت الحاج موصی حسین علی قدس سرہ۔
- ۳۶- آئین بجزرت حضرت حاجی الحرمین الشرفین الاتبار صاحبزادہ موصی عبدالحمید صاحب المصنفات اللغات علی نون المشرقین سید محمد علی تہذیبی محمد آہ و اصحابہ عیسین۔

(۵)

سلسلہ کیسٹریہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

- ۱- آپسی بجزرت شیخ المذنبین رحمۃ اللہ علیہم صبیح تدمار حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
- ۲- آپسی بجزرت امیر المؤمنین خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
- ۳- آپسی بجزرت خیر الانسا یعنی حضرت خواجہ حسن اہری رضی اللہ عنہما۔
- ۴- آپسی بجزرت حضرت شیخ حبیب مجیبؒ
- ۵- آپسی بجزرت حضرت داؤد حافیؒ
- ۶- آپسی بجزرت حضرت شیخ مسعود کاشانیؒ
- ۷- آپسی بجزرت شیخ سرری شعلیؒ
- ۸- آپسی بجزرت حضرت جنسہ بغدادیؒ
- ۹- آپسی بجزرت حضرت شیخ ابوعلی رومیؒ
- ۱۰- آپسی بجزرت حضرت شیخ ابوعلی کاتبؒ
- ۱۱- آپسی بجزرت حضرت شیخ خواجہ شمس مرقاؒ
- ۱۲- آپسی بجزرت حضرت ابو القاسم کزازیؒ
- ۱۳- آپسی بجزرت حضرت ابو کزازیؒ
- ۱۴- آپسی بجزرت حضرت خواجہ محمد فرغانیؒ
- ۱۵- آپسی بجزرت حضرت شیا مالدین ابو نجیب ہمدانیؒ
- ۱۶- آپسی بجزرت حضرت عمار اسمریؒ
- ۱۷- آپسی بجزرت حضرت شیخ رومیؒ
- ۱۸- آپسی بجزرت حضرت صاحب الطریقہ تکریم الیم کجرویؒ
- ۱۹- آپسی بجزرت حضرت شیخ ابو الدین بغدادیؒ
- ۲۰- آپسی بجزرت حضرت شیخ علی الاہریؒ
- ۲۱- آپسی بجزرت حضرت شیخ احمد جرجانیؒ
- ۲۲- آپسی بجزرت حضرت شیخ عبداللہ سمرقانیؒ
- ۲۳- آپسی بجزرت حضرت شیخ عبداللہ سنائیؒ
- ۲۴- آپسی بجزرت حضرت محمود المودغانیؒ
- ۲۵- آپسی بجزرت حضرت شیخ امیر علی ہمدانیؒ
- ۲۶- آپسی بجزرت حضرت شیخ خواجہ اسحاق سیستانیؒ
- ۲۷- آپسی بجزرت امیر عبداللہ بزرگش بادلیؒ
- ۲۸- آپسی بجزرت حضرت شیخ رشید الدین بیدلاریؒ
- ۲۹- آپسی بجزرت حضرت شیخ شاہ بیدلاریؒ
- ۳۰- آپسی بجزرت حضرت شیخ حاجی محمد جون شانیؒ
- ۳۱- آپسی بجزرت حضرت شیخ کمال الدین جبین نعلیؒ
- ۳۲- آپسی بجزرت حضرت شیخ یعقوب سمرقانیؒ
- ۳۳- آپسی بجزرت حضرت شیخ امام ربانی مجدد الف ثانی احمد فاروقی مرشدیؒ
- ۳۴- آپسی بجزرت حضرت محمد سعیدؒ
- ۳۵- آپسی بجزرت حضرت شیخ عبداللہؒ
- ۳۶- آپسی بجزرت حضرت شیخ محمد یارستانجیؒ
- ۳۷- آپسی بجزرت حضرت حبیب اللہ مظہر شہید دریاخان جامانیؒ
- ۳۸- آپسی بجزرت حضرت نائب خیر البشر محمد باقر اشاعتیؒ والعلما شیخ عبداللہ لغردویؒ
شاہ غلام علی دہلویؒ
- ۳۹- آپسی بجزرت حافظ القرآن الہدیہ حضرت شاہ ابرہیدؒ
- ۴۰- آپسی بجزرت حضرت حافظ القرآن امجدی شاہ احمد سعیدؒ
- ۴۱- آپسی بجزرت حضرت حاجی محمد بن الشرفین یسقا الی اللہ اللہ اللہ صاحب دوست محمد قند ہاریؒ
- ۴۲- آپسی بجزرت حضرت سید الادب امجدیؒ والعلما مظہر ضیاء رحمان حاجی محمد شانیؒ
- ۴۳- آپسی بجزرت حضرت تاج العقباء دارالعلوم الشرفین قندہ اساکینی امام العارفین غوث زمان
تقیہ دوران مجدد ذریعہ حضرت مولانا حسین علی قدس سرہ
- ۴۴- آپسی بجزرت حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ والابا بزرگ عبدالرحمن کاشانیؒ والعلما شیخین بجزرت
مہدی لاریؒ سے اللہ تعالیٰ علیہم وآلہم اجمعین

(۶)

سلسلہ مداریمیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

- ۱- آہی بگومت شیخ المدنی رحمت عالمین تمام انبیئین حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲- آہی بگومت غلیظہ رسول اللہ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ۳- آہی بگومت عجبشہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۴- آہی بگومت حضرت شیخ زین الدین شامی۔
- ۵- آہی بگومت امام الطریقہ حضرت شیخ بریح الدین شاہ دارہ
- ۶- آہی بگومت حضرت خندوم جانیان جہاں گشت۔
- ۷- آہی بگومت حضرت میدا جلی برائی۔
- ۸- آہی بگومت حضرت مسید پوری برائی۔
- ۹- آہی بگومت حضرت شیخ مددوش محمدی قاسم الداعی۔
- ۱۰- آہی بگومت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی۔
- ۱۱- آہی بگومت حضرت شیخ رکن الدین۔
- ۱۲- آہی بگومت حضرت شیخ خندوم عبد الامد۔
- ۱۳- آہی بگومت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد غاروقی سرہندی۔
- ۱۴- آہی بگومت حضرت شیخ محمد سعید۔
- ۱۵- آہی بگومت حضرت شیخ عبد الامد۔
- ۱۶- آہی بگومت حضرت شیخ محمد ماہد پستانامی۔
- ۱۷- آہی بگومت حضرت حبیب خا منہر شہید مرزا جان ماہان۔
- ۱۸- آہی بگومت حضرت تائب میدا بشر مجددات ثلاث عشرہ اشداء المعروف بشاہ خندوم علی و معلوی۔
- ۱۹- آہی بگومت حضرت شاہ ابرہید۔
- ۲۰- آہی بگومت حضرت حافظ القرآن امیر شاہ احمد سعید۔
- ۲۱- آہی بگومت حاجی الامین الشرفیئین وسیلتا الی اللہ الامداد حاجی دست محمد تندرہ۔
- ۲۲- آہی بگومت حضرت سعید اولیاء مرزا علی مسرت فریہ العسکری سعید ازمان منہر فیض رحمان خواجہ محمد

tooba-e-library.blogspot.com

- ۲۳- آہی بگومت حضرت امام الصادقین قداہ الساکین علیہ السلام العزیز ذریعۃ المفسرین لغوث زمان ، قطب دوران ، مجدد ذریعۃ حشر محمد اشرف الارض حاجی الشکرہ ابن ابی قحطیبہ حاجی العزیز الشرفین حضرت مولانا حسین علی قاسم سر۔
- ۲۴- آہی بگومت حضرت حاجی المرزبان الشرفین والا تبار صاحبزادہ مولوی عبدالرحمن سلطان اللہ انسان علی رؤس المفسرین المرتشدین بگومت سید المصلین وصی اللہ تعالیٰ علی شیعہ علیہ السلام و اصحابہ اجمعین۔

سلا حضرت قندہ
زمانہ قادیان

(۴)

سلسلہ حضرات قلندریہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

- ۱- آئی بکومت شیخ الفذینین رحمۃ اللہ علیہم سرحد کائنات فخر و جہاد تسمیہ سبب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
- ۲- آئی بکومت حضرت عبد العزیز مکیؒ
- ۳- آئی بکومت حضرت مسیحیہ حضرت رومیؒ۔
- ۴- آئی بکومت حضرت امام الطریق نجم الدین قسطنطین دیرین حضرت نظام غزالیؒ۔
- ۵- آئی بکومت حضرت شاہ قطب الدین سیناویؒ۔
- ۶- آئی بکومت حضرت شیخ علیہ السلام عرف شاہ علی جونپوریؒ۔
- ۷- آئی بکومت حضرت شیخ عبدالقدوس گنٹ گویہیؒ۔
- ۸- آئی بکومت حضرت شیخ رکن الدینؒ۔
- ۹- آئی بکومت حضرت مخدوم عبدالاعلیٰؒ۔
- ۱۰- آئی بکومت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرسندیؒ۔
- ۱۱- آئی بکومت حضرت خواجہ محمد سعیدؒ۔
- ۱۲- آئی بکومت حضرت شیخ عبدالواحدؒ۔
- ۱۳- آئی بکومت حضرت شیخ محمد سنائیؒ۔
- ۱۴- آئی بکومت حضرت سبیب اللہ نیکو شہید مرزا جان ماہانؒ۔
- ۱۵- آئی بکومت حضرت نائب الیہ البشر مجدد آثار شاہ عرف شاہ عبدالواحد المعروف بشاہ مخدوم علی گارہؒ۔
- ۱۶- آئی بکومت حضرت شاہ ابو سعیدؒ۔
- ۱۷- آئی بکومت حضرت مانتو القرائی الجبیری شاہ احمد سعیدؒ۔
- ۱۸- آئی بکومت صاحبی الحرمین الشرفین سیستانی اللہ الاصل صاحبی اہلسنت محمد تندرہؒ۔
- ۱۹- آئی بکومت حضرت سید ابوبکر بریلوی ان عرفت فی حدیث ان نیکو شہید رحمان حضرت خواجہ محمد عثمانؒ۔
- ۲۰- آئی بکومت حضرت امام المتقین زیدۃ العارفين عمدة المؤمنین شامہ الفسریہ عالم بیلہ بیلہ ماہی الشکر قائم ابدۃ عرش زمان قطب دولہان مجتہد تہذیبہ شمس الدینی صاحبی الحرمین الشرفین حضرت روحنا حسین علی نقیؒ۔
- ۲۱- آئی بکومت حضرت والا تاج عالمی الحرمین الشرفین صاحبزادہ مولانا محمد ادریس سلطانی علی رؤس المسترشیینؒ۔

toobana-e-library.blogspot.com

(۸)

سلسلہ حضرات شطاریہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

- ۱- اہلی بکومت حضرت غلام انبیس شیخ المذہبی رحمۃ اللہ علیہ صیب خذ محمد مصطفیٰ اصلہ اللہ علیہ وسلم
- ۲- اہلی بکومت حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ رسول اللہ بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ۳- اہلی بکومت صاحب رسول اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ۴- اہلی بکومت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ۔
- ۵- اہلی بکومت حضرت امام ہمام حنفی صادقؓ۔
- ۶- اہلی بکومت حضرت سلطان العارضین یازید بلطائیؓ۔
- ۷- اہلی بکومت حضرت شیخ محمد مغربیؓ۔
- ۸- اہلی بکومت حضرت شیخ ابو یزید مشقیؓ۔
- ۹- اہلی بکومت حضرت شیخ المظفر زک الوسیؓ۔
- ۱۰- اہلی بکومت شیخ ابراہیم قرطابیؓ۔
- ۱۱- اہلی بکومت حضرت شیخ صادق ماہر اہل نہریؓ۔
- ۱۲- اہلی بکومت حضرت شیخ محمد عاشقؓ۔
- ۱۳- اہلی بکومت حضرت شیخ محمد عارفؓ۔
- ۱۴- اہلی بکومت صاحب الطریق شیخ عبداللہ شطارؓ۔
- ۱۵- اہلی بکومت حضرت شیخ محمد قاسمیؓ۔
- ۱۶- اہلی بکومت حضرت شیخ جبرئیل اللہ مرستیؓ۔
- ۱۷- اہلی بکومت حضرت شیخ نبلوہ اہلیؓ۔
- ۱۸- اہلی بکومت حضرت شیخ محمد غوث گویا سیؓ۔
- ۱۹- اہلی بکومت حضرت شیخ لشکر محمد اہلیؓ۔
- ۲۰- اہلی بکومت حضرت شیخ حسن سندھی برہانپوریؓ۔
- ۲۱- اہلی بکومت حضرت شیخ زید میر گلانیؓ۔
- ۲۲- اہلی بکومت حضرت شیخ احمد افسسیؓ۔
- ۲۳- اہلی بکومت حضرت شیخ ابو طاہرؓ۔

toopbaa-elibrary.blogspot.com

۲۴- اہلی بکومت حضرت شیخ شاہ ولی اللہ دہلویؓ۔

۲۵- اہلی بکومت حضرت شاہ عبد العزیزؓ۔

۲۶- اہلی بکومت حافظ القرآن امجد حضرت شاہ ابوسیدؓ۔

۲۷- اہلی بکومت حافظ القرآن امجد حضرت شاہ احمد حیدؓ۔

۲۸- اہلی بکومت حضرت حاجی الحرمین الشریفین سیلتا الی اللہ الصمد حاجی دست محمد تہذیبیؓ۔

۲۹- اہلی بکومت امام المتقین برہان المعزۃ شمس الحقینہ فرید العصر و حیدلان منظر فیض رحمان حضرت خواجہ محمد شانؓ۔

۳۰- اہلی بکومت حضرت امام المتقین زید العارضین عماد الدین غلام الغفرین مامی الشکر قاسم الہدیٰ غوث قطب دولان مجدد مائتہ رابع عشر حجۃ اللہ علی الارض حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا حسین علی تہذیبیؓ۔

۳۱- اہلی بکومت حاجی الحرمین الشریفین حضرت صاحبزادہ واہ تبار مولانا عبدالرحمن لازالت افوار فیوضہم علی رؤس المسترشدین بکومت یتا المرسلین برصلی اللہ تعالیٰ علی سیر خاندہ محمد و آلہ و صحابہ

اجمعی

ایضاً حضرت شاہ ولی اللہ شاہانہت گرنہند ابوظاہر ازجد خویش شیخ ابراہیم کروی از شیخ احمد شاشی از شیخ احمد شاشی از شیخ صبغۃ اللہ از شیخ حمید امین انگریزی۔

از شیخ محمد غوث گویا سیؓ

سلسلہ شطاریہ
دگر

- ۱- آجی بگومت تیرا لسلین، قائم انبوتین، شیخ اللذین، ریتہ اللعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲- آجی بگومت ایر لوتینین شینینہ لسلین اسد اللعالمین علی بن ابی طالبؑ۔
- ۳- آجی بگومت تیرا شہداد و سید رسول شہید کربلا حضرت امام حسینؑ۔
- ۴- آجی بگومت امام معصوم حضرت امام زین العابدینؑ۔
- ۵- آجی بگومت امام محمد باقرؑ۔
- ۶- آجی بگومت حضرت امام جعفر صادقؑ۔
- ۷- آجی بگومت حضرت ابو زید بطحانیؑ۔

وفی رابع الجن ان اباسیدہ قدس سرہ اجازتہ الشاہ عبدالعزیزہ اجازتہ عامۃ وھو
 مجاز من شاہ ولی اللہ المدظلوس علی هذا الی الفوق۔

اصول شرب شطرا تصور صحیح ذات بہت

در مکاشفات امام ربانی مجدد اہل ثانی مقامیست و رضیت یک تسمہ ذوات از محبت
 ذاتی لازم آن مقام بہت۔

حضرت امام اعظم کوئی از جملہ رؤسائے اہل آفتاب است، و جوہر ہوا را از آفتاب آس
 مقام نبیوں دعا ازاں مقام نصیب و افرواشتند از روحانیت حضرت امام ہمام امام اعظم
 فیض خاصہ بطریق کمال مجدد اہل ثانی زاریدہ است بقول حضرت ہستای و مرشدی مولائی
 حضرت امام العارضین زبۃ الکاملین عوشت زمان قطب دوران مجدد وقت حضرت مولانا حسین علی
 اقی رائیت فی المناہج اقی گنت علی قدیر الامام الاعظم فخرج من قبرہ وھا فتق وکتب اللہ علی غشاہ۔

اصول صحیح الجنین میں مذکور ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز نے حضرت ابراہیم کو اجازت عامہ عطا فرمائی
 اور شاہ عبدالعزیز کو حضرت شاہ ولی اللہ سے اجازت حاصل ہے۔ اس طرح اوپر تک یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے
 شرب شطرا کا اصول میں ذرا کی تصویر پر مبنی ہے۔

حضرت مجدد اہل ثانی سے مکاشفات میں ایک مقام ایسا ہے کہ محبت ذاتی اس مقام کے
 لئے لازم ہے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوئی اس مقام کے آفتاب کوسما میں سے ہیں حضرت خواجہ
 عبدالعزیز اس مقام کے آفتاب ہیں اگرچہ نہیں لیکن انہیں اس سے وافر حصہ نصیب ہوا ہے۔
 حضرت امام اعظم کی روحانیت سے خاص فیض بطریق کمال حضرت مجدد اہل ثانی کو پہنچا ہے۔
 حضرت مولانا حسین علی انبوتی نے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حضرت امام اعظم کی قبر پر ہوں اور
 حضرت امام اہلی قبر سے باہر تشریف لائے اور مجھ سے سنا کہ فرمایا و الحمد للہ علی ذلک۔

و کائنات امام ربانی مجدد العتباتی سلوک صدیق اکبرؑ اس مانتے داند کہ فقہ از خانہ
 بزرگ کنندہ اندو با غیبت ذات رسانیدہ اند۔ و بعد از صدیق اکبرؑ نسبت پهلوان فارسؑ رسید
 از بدو مدعی و بعد از اس بہ حضرت قاسم رسید و بعد از اس بہ امام جعفر صادقؑ رسید بعد از اس بزرگ روایت
 سلطان العارفین بایزید بسطامی رسید پس از سلطان العارفین بطریق روحانیت شیخ خرقانی رسید
 و از ایشان بہ ابوعلی رسید۔ قال الشاہ ولی اللہ، الدہلوی فی الانتیابۃ اخذ القاسم من شکان
 و یسکن الایر و یسکن من جوف الباطن، و از ابوعلی بہ ابو یوسف ہمدانی و از ابو یوسف بہ حمید الخاق
 نجدی وانی و از روحانیت مجدد الخاقی بہ امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند۔ و اللہ اعلم

اور حضرت امام ربانی مجدد الخاقی کے کائنات میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر کے سلوک کی
 مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک بزرگ کے مکان میں نقب لگا کر اس ذات تک جو پہلے وہ غیب میں ہے پہنچا
 و یا ہے زمین پر۔ روحانی فیض بجا وسط ظاہر ہے۔ اور ابو صدیق اکبر کے نسبت حضرت سلطان فارسؑ
 تک پہنچی ہے۔ اندو مدعی روحانی طریقے سے۔ اور اس کے بعد حضرت قاسم تک ان کے بعد حضرت
 امام جعفر صادق تک اور ان کے بعد روحانی طریقہ پر حضرت بایزید بسطامی تک اور ان کے بعد حضرت
 ابو یوسف خرقانی تک اور ان سے ابوعلی تک یہ سلسلہ پہنچا۔ حضرت شاہ ولی اللہ اپنی کتاب اتقیاء
 فی سلاسل الادویات میں فرماتے ہیں کہ حضرت قاسم کا حضرت سلطان فارس سے اندر نا اس کے سوا
 ممکن نہیں کہ انہوں نے بطریق باطن اخذ کیا ہو۔ اور پھر ابوعلی سے حضرت ابو یوسف ہمدانی تک
 اور ابو یوسف سے پھر خواجہ مجدد الخاقی نجدی تک اور حضرت خواجہ مجدد الخاقی کی روحانیت سے
 امام الطریقہ حضرت خواجہ نقشبند تک پہنچا۔

روا محمد شاہ اولاد و نحوہ و علی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ؟ محمد والہ و اصحابہ و

اتبائہ (جمعین۔)

طوبی ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفر نامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com